فاطمہ زہراؑ
اسلام کی مثالی خاتون
از
آیۃ اللہ ابراہیم امینی
مترجم
حجۃ الاسلام اختر عباس

فہرست

* 1_ انتساب
*2_ پیش لفظ

*** 1: حصّہ اول: ولادت سے ازدواج تك 15 تا 48**
*3_ فاطمہ (ع) کی ماں
*4_ خدیجہ کی تجارت
*5_ مستقل مزاج عورت
*6_ فدکار عورت
*7_ اسلام کا پہلا خانوادہ
*8_ آسمانی دستور
*9_ حمل کا زمانہ
*10_ ولادت فاطمہ (ع)
*11_ پیدائشے کی تاریخ
*12_ جناب رسول خدا (ص) اور جناب خدیجہ کی آرزو
*13_ کوثر
*14_ ماں کا دودھ
*15_ دودھ پینے کا زمانہ
*16_ ماں کی وفات
*17_ نتیجہ
*18_ ماں کی وفات کے بعد
*19_ فاطمہ (ع) مدینہ کی طرف

*** 2 حصّہ دوم: جناب فاطمہ (ع) کی شادی 48 تا 74**
*20_ حضرت علی (ع) کی پیشکش
*21_ اندرونی جذبہ پیدا ہوتا ہے
*22_ علی (ع) خواستگاری کے لئے جاتے ہیں
*23_ موافقت
*24_ خطبہ عقد
*25_ داماد کا انتخاب
*26_ حضرت زہراء (ع) کا مہر
*27_ عملی سبق
*28_ حضرت زہراء (ع) کا جہیز
*29_ مسلمانوں کے لئے درس
*30_ حضرت علی (ع) کے گھر کا اثاثہ
*31_ عروسی کے متعلق گفتگو
*32_ رخصتی کا جشن
*33_ حجلہ کی طرف
*34_ فاطمہ (ع) کا دیدار

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

* 3_ حصہ سوم: فاطمہ (ع) کے گھر میں 75 تا 106
*35_ امور خانہ داری
*36_ شوہر کے ہمراہ
*37_ بچوں کی تعلیم و تربیت
*38_ تربیت کی اعلی درسگاہ
*39_ پہلا درس: محبت
*40_ دوسرا درس: شخصیت
*41_ تیسرا درس: ایمان اور تقوی
*42_ چوتھا درس: نظم اور دوسروں کے حقوق کی مراعات
*43_ پانچواں درس: ورزش اور کھیل کود

* 4_ حصّہ چہارم: فضائل حضرت زہراء (ع) 107 تا 148
*44_ فاطمہ (ع) کا علم و دانش
*45_ فاطمہ (ع) کا ایمان او رعبادت
*46_ بابرکت ہار
*47_ پیغمبر(ص) کی فاطمہ (ع) سے محبت اور ان کا احترام
*48_ فاطمہ (ع) اور علی (ع) کی سخت زندگی
*49_ عملی دعوت
*50_ حضرت زہراء (ع) کی عصمت
*51_ اعتراضات و جوابات
*52_ عورت جناب زہراء کی نظر میں

* 5_ حصہ پنجم: جناب فاطمہ (ع) باپ کے بعد 149تا 214
*53_ تعجب او رتبسم
*54_ راز کی پرسش
*55_ فاطمہ باپ کے بعد
*56_ حضرت زہراء (ع) کے تین مبارزے
*57_ مختصر مبارزہ
*58_ تیسرا مرحلہ فدك
*59_ رسول خدا نے فدك کیوں جناب فاطمہ (ع) کو بخشا
*60_ فدك لینے کے اسباب
*61_ جناب زہراء (ع) کا رد عمل
*62_ بحث اور استدلال
*63_ پھر بھی استدلال
*64_ خلیفہ سے وضاحت کا مطالبہ
*65_ جناب فاطمہ (ع) کی دہلا دینے والی تقریر
*66_ خلیفہ کا رد عمل
*67_ ابوبکر کا جواب
*68_ جناب فاطمہ (ع) کا جواب

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

*69_ خليفہ كا رد عمل
*70_ جناب ام سلمہ كى حمايت
*71_ قطع كلامى
*72_ شب ميں تدفين
*73_ نتيجہ

*** حصہ ششم: جناب فاطمہ (ع) موت كے نزديك 215تا 243**
*74_ فاطمہ (ع) بيمارى كے بستر پر
*75_ زيادہ غم و اندوه
*76_ ناپسنديده عيادت
*77_ فاطمہ (ع) كى وصيت
*78_ آپ اپنى زندگى كے آخرى لمحات ميں
*79_ آپ كا دفن اور تشيع جنازه
*80_ حضرت على (ع) جناب زہراء (ع) كى قبر پر
*81_ وفات كى تاريخ

*** 7_ حصہ ہفتم: حضرت زہرا كا ابوبكر سے اختلاف اور اس كى تحقيق 244 تا آخر**
*83_ اختلاف اور نزاع كا موضوع
*84_ پيغمبر(ص) كے شخصى اموال
*85_ فدك
*86_ فدك جناب فاطمہ (ع) كے پاس
*87_ فدك دينے كا طريقہ
*88_ فدك كے واقعے ميں قضاوت
*89_ رسول خدا(ص) كے مدينہ ميں اموال
*90_ خيبر كے خمس كا بقايا
*91_ رسول خدا(ص) كى وراثت
*92_ قرآن ميں وراثت
*93_ جناب ابوبكر كى حديث
*94_ قرآن كى مخالفت
*95_ اشكالات
*96_ تنبيہ

نام كتاب : فاطمه زهراء (س) اسلام كي مثالي خاتون

مولف : آيه الله ابراہيم اميني

مترجم : اختر عباس

كتابت : صغير حسن خاں ہندي

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ناشر : انصاريان پبليشر، خيابان صفائيه، جنب مدرسه اميرالمومنين (ع) - قم - اسلامي جمهوري ايران
تعداد : 3000
تاريخ اشاعات : جون سنه 1991
اشاعات : بار دوم

9

انتساب
پروردگارا تیرے سوا شہید کے حقیقی مرتبے سے كوئي واقف نہیں کہ انہوں نے اپنی ستی کو تیری راہ میں قربان کردیا، ان کا انسانیت پر عظیم احسان ہے کہ جس کا صحیح عوض تو ہی دے سکتا ہے_
خداوندا اگر اس معمولی کوشش کا تیرے نزديك كوئي ثواب ہو تو میں اسے اسلام کے پاکیزہ شہداء اور بالاخص ایران کے انقلاب اسلامی کے شہداء اور انقلاب کے عظیم رہبر حضرت آیت اللہ العظمی نائب امام زمان آقا خمینی کے ایثارگر رفقا کو ہدیہ کرتا ہوں اور یہ معمولی ہدیہ پیش کرتے ہوئے امیدوار ہوں کہ وہ پروردگار کے سامنے نگاہ لطف کریں گے، معذرت خواہ_

مولّف

مترجم کی تمنا بھی وہی ہے جو کو مولّف کی ہے_
مترجم

10

پیش لفظ

جن لوگوں کو تاریخ سے لگاؤ رہا ہے اور جنہوں نے اپنی عمر کا کچھ حصّہ مردوں اور مشہور عورتوں کے حالات زندگی کے مطالعہ میں صرف کیا ہے_ ہوسکتا ہے کہ اس میں ان کے مختلف اغراض ہوں_
بعض لوگوں کی تاریخی کتابوں کے مطالعے سے غرض وقت کا کاٹنا ہوتا ہے اور وہ فراغت کا وقت تاریخی کتابوں کے مطالعے میں صرف کرتے ہیں وہ تاریخ اس غرض سے پڑھتے ہیں کہ وقت گزاری کے ساتھ تعجب آور اور جاذب نظر کہانیاں یادکریں اور پھر انہیں دوستوں کی محفل میں آب و تاب سے بیان کریں لیکن ايك گروہ کی غرض تاریخ کے مطالعے سے اس سے بالاتر اور قیمتی ہوا کرتی ہے_ وہ بزرگوں کے حالات کا اس غرض سے مطالعہ کرتے ہیں کہ اس سے زندگی کا درس حاصل کریں، وہ تاریخ میں ان کی عظمت اور کامیابی کا راز معلوم کرتے ہیں تا کہ ان کے اعمال او رافعال کو اپنی زندگی کے لئے مشعل راہ قرار دیں اسی طرح قوموں کی اور افراد کی شکست اور انحطاط کے عوامل و اسباب معلوم کرتے ہیں تا کہ خود ان میں گرفتار نہ ہوں اور اپنے معاشرے کو اس سے محفوظ رکھیں، اسی طرح جو عظیم پیغمبروں کے مفصل حالات اور آئمہ اطہار(ع) اور دوسرے دینی افراد کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں دو قسم کے ہوتے ہیں_
ايك گروہ کا مقصد سوائے وقت گزاری اور مشغول رہنے کے اور کچھ نہیں ہوتا وہ پیغمبروں اور اماموں کے مناقب اس لئے پڑھتے ہیں کہ تعجب اور قصّے حفظ کریں اور

11

ان کا مجالس میں تذکرہ اور ساتھ ساتھ وقت بھی کٹتا جائے وہ عجیب و غریب واقعات کے پڑھنے سے لذت اندوز ہوتے ہیں اور تذکرہ اہل بیت کے مراثی اور فضائل کے سننے کے ثواب پرہی قناعت کرتے ہیں_
لیکن دوسرا گروہ ايك ایسے انسانوں کا ہے جو اللہ تعالی کی برگزیدہ ہستیوں کے حالات کا مطالعہ اس غرض کے لئے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کرتے ہیں تا کہ ان کی عظمت او رمحبوبیت کے راز کو معلوم کریں اور ان کی زندگی اور روش کے راستے "جو در حقیقت دین کا صراط مستقیم ہے" حاصل کریں اور ان کے اعمال اور کردار سے زندگی کا درس حاصل کریں_
افسوس اس بات پر ہے کہ اکثر لوگ جو آئمہ علیہم السلام کی تاریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ پہلی قسم کے لوگ ہوتے ہیں_
غالباً پیغمبروں اور آئمہ اطہار کے مناقب کی کتابیں تعجب خیز بلکہ بسا اوقات مبالغہ آمیز واقعات سے مملو پائي جاتی ہیں_ لیکن ان کی اجتماعی اور سیاسی اور اخلاقی زندگی کو اور ان کی رفتار اور کردار اور گفتار کو بطور اختصار بیان کردیا جاتا ہے، ہر ایك مسلمان نے پیغمبر اور ہر ایك امام کی کئي او رتعجب انگیز داستانیں تو یاد کر رکھی ہوں گی لیکن ان کی اجتماعی زندگی اور ان کے انفرادی اعمال و کردار اور ان کا ظالموں اور اسلام دشمن حکومت کے برتاؤ سے مطلع تك نہ ہوں گے_
اس کتاب کے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زہرا علیہا السلام کی زندگی کے دوسرے پہلو کی تحقیق کی جائے اور اسے مورد تجزیہ اور تحلیل قرار دیا جائے اسی وجہ سے اگر بعض مناقب یا قصے یہاں ذکر نہیں کئے گئے تو اس پر اعتراض نہ کیا جائے، کیوں کہ اصلی غرض یہ ہے کہ آنحضرت کی شخصیت کو زندگی اور اخلاق اور رفتار کے لحاظ سے واضح کیا جائے_
افسوس ہوتا ہے کہ اس بزرگوار کی زندگی اس قدر مبہم رکھی گئي ہے کہ جس کا ذکر

اسلام کے ابتدائي مدارك میں بہت کم ملتا ہے_ آپ کی زندگی کو ابہام میں رکھنے کی کئي ایك وجوہ ہیں_
پہلی وجہ: آپ کی زندگی مختصر تھی اور اٹھارہ سال سے متجاوز نہ تھی آپ کی آدھی زندگی بلوغ سے پہلے کی بہت زیادہ مورد توجہ قرار نہیں پائي ، بلوغ سے موت تك کا فاصلہ بہت زیادہ نہ تھا_
دوسری وجہ: چونکہ آپ کا تعلق صنف نازك سے تھا اور آپ کی اکثر زندگی گھر کی چہار دیواری کے اندر بیت کئي لہذا بہت تھوڑے لوگ تھے جو آپ کی داخل زندگی کے صحیح طور پر واقف تھے_
تیسری وجہ: اس زمانے کے لوگوں کے افکار اتنے بلند نہ تھے کہ وہ پیغمبر اسلام(ص) کی دختر جو اسلام کی مثالی خاتون تھی کی قدر و قیمت کے اتنے قائل ہوتے کہ ان کی زندگی کے جزئیات کو محفوظ کر لینے کو اہمیت دیتے_
بہرحال گرچہ آپ کی زندگی کے جزئیات کو کامل طور پر اور آپ کے رفتار و کردار پر جو اسلام کی خاتون کا نمونہ تھے، مکمل طور پر محفوظ نہیں کیا گیا لیکن ہم نے اس مقدار پر جو اس وقت تاریخ میں موجود ہیں ان سے آپ کی شخصیت کا تجزیہ کر کے بیان کیا ہے_ اسی لئے بعض اوقات مجبور ہوکر بعض معمولی تاریخ نویسوں کے حوالے اور نقل پر اکتفا کر کے نتیجہ اخذ کیا ہے اور اسے مورد تجزیہ اور تحلیل قرار دیا ہے_

مثالی خاتون

اسلام نے عورتوں کے حقوق اور ترقی کے لئے خاص احکام اور قوانین وضع کئے ہیں ایك دستور ہے کہ جس سے اسلام کی شائستہ خاتون اور اس کی اسلامی تربیت کے آثار اور نتائج کو دیکھا جاسکتا ہے یہ ہے کہ صدر اسلام کی ان خاتون کی زندگی کو کامل طور پر معلوم کیا جائے کہ جن کی تربیت وحی کے مالك نے کی ہو اور ان کی زندگی کے

تمام جزئیات کا دقیق نظر سے مطالعہ کیا جائے_
حضرت زہراء (ع) تمام اسلامی خواتین میں درجہ اول پر فائز ہیں کیونکہ صرف یہی وہ ایك خاتون ہیں کہ جن کا باپ معصوم ہے اور شوہر معصوم اور خود بھی معصوم ہیں آپ کی زندگی اور تربیت کا ماحول عصمت و طہارت کا ماحول تھا، آپ(ع) کا عہد طفلی اس ذات کے زیر سایہ گزرا جس کی تربیت بلاواسطہ پروردگار عالم نے کی تھي_
امور خانہ داری اور بچوں کی پرورش کا زمانہ اسلام کی دوسری عظیم شخصیت یعنی علی بن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں گزارا اسی زمانے میں آپ نے دو معصوم "امام حسن اور امام حسین علیہم السلام" کی تربیت فرمائي اور دو جرات مند و شیر دل اور فداکاربیٹیوں جناب زینب اور جناب ام کلثوم کو اسلامی معاشرہ کے سپرد کیا_ ایسے گھر میں واضح طور سے احکام اسلامی اور تہذیب اسلامی کی رواج کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور اس میں اسلام کی پاکیزہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

او رمثالی خاتون کو تلاش کیا جاسکتا ہے_

ہماری روش:
لکھنے و ا لے کئي قسم کے ہوتے ہیں_
ايك گروہ ہے کہ جو ان مطالب کو معتبر اور پر ارزش شمار کرتا ہے جو اہلسنت کی کتابوں اور مدارك میں موجود ہوں اور ان مطالب کو کہ جو صرف شیعوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہوں نقل کرنے سے بالکل پرہیز کرتا ہے بلکہ ان کو بری نگاہ سے دیکھتا ہے_
ايك گروہ، وہ ہے جو صرف ان مطالب کو صحیح اور معتبر قرار دیتا ہے جو شیعوں کی کتابوں میں موجود ہوں اور ان مطالب کے نقل کرنے سے گریز کرتا ہے جو صرف اہل سنت کی کتابوں میں پائے جاتے ہوں_
لیکن ہماری نگاہ میں دونوں افراط اور تفریط میں مبتلا ہیں_ بہت سے حقائق کو

نظرانداز کرجاتے ہیں، چونکہ وہ صرف اہلسنت کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں، ایسے حقائق بھی پیدا کئے جاسکتے ہیں جو شیعوں کی کتابوں میں موجود نہیں ہوتے اور شیعوں کی کتابوں میں ایسے حقائق بھی معلوم کئے جاسکتے ہیں جو اہلسنت کی کتابوں میں موجود نہیں ہوتے، شیعوں نے بھی کتابیں لکھی ہیں اور بہت سے مطالب کو آئمہ طاہرین(ع) اور پیغمبر(ص) کے اہل بیت(ع) سے چونکہ یہی حضرات علم کے لئے مرجع بتلائے گئے ہیں" نقل کیا ہے_
زمانہ کے لحاظ سے شیعہ مولف سنّی مؤلفین سے مقدم ہیں یہ انصاف سے دور نظر آتا ہے کہ بعض سنّی مؤلفین، شیعوں کی کتابوں اور مدارك سے قطع نظر کرتے ہوئے ان مطالب کے نقل سے گریز کریں جو سنّی کتابوں اور ماخذ میں نہ پائے جاتے ہوں یہ حضرات حد سے زیادہ اہلسنت کی کتابوں کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں_ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کتابوں کے تمام لکھنے والے حقیقت کے عاشق اور ہر قسم کے تعصب سے خالی ہیں اور مبراء تھے اور انہوں نے تمام حقائق او رواقعات کو لکھ ہی دیا ہے، جب ان کتابوں میں کوئي مطلب نہ پایا جاتا ہو تو وہ لازماً مطلب بے بنیاد ہوگا حالانکہ ایسی سوچ صحیح نہیں ہے کیونکہ جو شخص بھی غیر جانبدار ہو کر اہلسنت کی کتابوں اور مدارك کا وقت سے مطالعہ کرے بلکہ ايك ہی کتاب کی متعدد طباعت دیکھ لے تو اس کا یہ حسن ظن اور خوشبینی بے بنیاد نظر آئے گا_ اور اس طرح نظر نہیں آئے گا کہ تمام لکھنے والے تعصب اور خود غرضی سے خالی تھے_
بنابراین، ہم نے اس کتاب میں اہل سنت کی کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے اور شیعوں کی کتابوں اور مدارك سے بھي، بعض ایسے مطالب کہ جن کے نقل کرنے سے سنی مؤلفین نے احتراز کیا ے یابطور اجمال اور اشارہ کے نقل کیا ہے ہم نے انہیں شیعوں کی کتابوں اور مدارك سے نقل کیا ہے_

ابراہیم امینی

فاطمہ زہراءاسلام کي مثالي خاتون

حصّہ اوّل

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

16
ہر انسان كی شخصيت ايك حد تك اس كے خاندان او راپنے ماں، باپ كے اخلاق اور جس ماحول ميں وہ نشو و نما پاتا ہے اس سے اس كی زندگی وابستہ ہوا كرتی ہے، ماں، باپ ہی ہوتے ہيں كہ جو كسی انسان كی شخصيت كی داغ بيل ڈالتے ہيں اور اسے اپنے روحی قالب اور اخلاق ميں ڈھال كر معاشرہ كے سپرد كرتے ہيں كہ در حقيقت كہا جاسكتا ہے كہ ہر ايك فرزند اپنے ماں باپ كے اسوہ كا پورا آئينہ دار ہوتا ہے_
جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ عليہا كے باپ كی تعريف و توصيف وضاحت اور تشريح كی محتاج نہيں ہے كيونكہ پيغمبر اسلام(ص) كا فوق العادہ شخصيت كا مالك ہونا اور آپ كی عظمت روحی اور پسنديدہ اخلاق اور بلند ہمت اور فداكاری كسی مسلمان فرد پر بلكہ كسی بھی با اطلاع انسان پر مخفی نہيں ہے آپ كی عظمت كے لئے اتنا ہی كافی ہے كہ خداوند عالم نے آپ كے بارے ميں ارشاد فرمايا ہے كہ اے محمد(ص) آپ تو خلق عظيم كے مالك ہيں_
اگر ہم يہاں پيغمبر اسلام(ص) كی تعريف اور توصيف اور اخلاق كا ذكر كرنا شروع كرديں تو اصل مطلب سے دور ہٹ جائيں گے_

فاطمہ (ع) كی ماں
آپ كی والدہ ماجدہ جناب خديجہ بنت خويلد تھيں، جناب خديجہ

17
قريش كے ايك شريف او رمعزز خاندان ميں پيدا ہوئي اور اسی ماحول ميں پرورش پائي_ آپ كے خاندان كے سارے افراد دانشمند اور اہل علم تھے اور وہ خانہ كعبہ كی حمايت كرنے والوں ميں شمار ہوتے تھے_
جس زمانے ميں يمن كے بادشاہ تبّع نامی نے حجر اسود كو خانہ كعبہ سے اكھاڑ كر يمن لے جانے كا ارادہ كيا تھا تو جناب خديجہ كے والد ہی تھے جو ان كے دفاع كے لئے كھڑے ہوئے تھے اور آپ كی فداكاری اور مبارزہ كے نتيجے ميں تبّع نے اپنے ارادے كو ترك كرديا اور حجر اسود سے معترض نہ ہوا_(1)
اس سے معلوم ہوتا ہے كہ جناب خديجہ كے خاندان والے صاحب فكر، گہری سوچ كے مالك اور جناب ابراہيم عليہ السلام كے دين كے گرويدہ تھے_

خديجہ كی تجارت
گرچہ تاريخ نے جناب خديجہ كی زندگی كے جزئيات محفوظ نہيں كہے ليكن جو كچھ بعض تاريخوں سے ملتا ہے اس سے آپ كی شخصيت واضح ہوجاتی ہے_
ملتا ہے كہ جناب خديجہ نے جوانی كی ابتداء ميں عتيق بن عامر نامی شخص سے شادی كی ليكن تھوڑے ہی عرصہ كے بعد عتيق فوت ہوگيا اور جناب خديجہ كے لئے بہت زيادہ مال و دولت چھوڑ گيا_ آپ نے ايك مدت تك شوہر نہيں كيا ليكن بنی تميم كے ايك بڑے آدمی ہند بن بناس سے آپ نے بعد ميں شادی كرلي، ليكن يہ مند بھی جوانی كے عالم ميں فوت ہوگيا اور جناب خديجہ كے لئے كافی ثروت چھوڑ گيا_
ايك ايسی بات كہ جس سے جناب خديجہ كی بزرگی اور بلند ہمتی اور آزادی اور

----

1) الروض الانف_ ج 2 _ ص 213_

18
استقلال نفس كا اندازہ لگايا جاسكتا ہے وہ يہ ہے كہ جناب خديجہ كو پہلے شوہر اور دوسرے شوہر سے جو بے پناہ دولت ملی تھی اسے آپ نے يوں ہی روك نہيں ركھا تھا اور نہ ہی اسے ربا، اور سود پر اٹھا ديا تھا كہ جو اس زمانے ميں مروج اور عام كار و ربار شمار ہوتا تھا بلكہ آپ نے اسے تجازت ميں لگا ديا اور اس كے لئے آپ نے ديانت دار افراد كو ملازم

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

رکھا اور ان کے ذریعہ سے تجارت کرنی شروع کردي_ آپ نے جائز تجازت کے ذریعے بہت زیادہ دولت کمائي، لکھا ہے کہ ہزاروں اونٹ آپ کے نوکروں کے ہاتھوں میں تھے کہ جن سے وہ مصر، شام، حبشہ میں تجارت کرتے تھے_ (1)
ابن ہشام لکھتے ہیں کہ جناب خدیجہ ايك شریف اور مالدار عورت تھیں وہ ایسی سرمایہ دار تھیں کہ جو تجارت کیا کرتی تھیں، بہت سے افراد ان کے یہاں ملازمت کرتے تھے، جو آپ کے لئے تجارت کیا کرتے تھے_ (2)
یہ واضح رہے کہ اتنے بڑے کار و بار کو چلانا اور وہ بھی اس زمانے میں اور بالخصوص جزیرہ العرب میں کوئي معمولی کام نہ تھا اور وہ بھی ايك عورت کے لئے اور اس زمانے میں جب کہ عورتیں تمام اجتماعی حقوق سے محروم تھیں اور بہت سنگدل مرد اپنی بے گناہ لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے تھے، لامحالہ یہ بزرگوار عورت ايك غیرعادی ذہن اور شخصیت اور استقلال نفسانی کی مالك ہونی چاہیئے کہ جس کے پاس کافی معلومات ہوں گے تا کہ وہ اتنی بڑی وسیع و عریض تجارت کو چلاسکے_

----

1) بحار الانوار_ 16_ ص 22_
2) سیرة بن ہشام_ ج1 _ ص 199_

مستقل مزاج عورت

جناب خدیجہ کی روشنی زندگی کا برجستہ نکتہ آپ کا جناب رسول خدا(ص) سے ازدواج کا قصّہ ہے، جب آپ کے پہلے اور دوسرے شوہر وفات پاگئے تو آپ میں ايك مستقل مزاجی اور مخصوص قسم کی آزادی پیدا ہوگئي، آپ عاقل ترین اور رشید ترین مردوں سے جو تجارت میں ماہر تھے شادی کرنے پر بھی حاضر نہیں ہوتی تھیں حالانکہ آپ سے شادی کرنے کے خواشمندوں میں خاندانی لحاظ سے نجیب اور بہت زیادہ سرمایہ دار ہوتے تھے اور اس بات پر تیار تھے کہ آپ کے لئے بہت زیادہ گراں مہر ادا کر کے بھی شادی کرلیں لیکن آپ بہت سختی سے شادی کی مخالفت کیا کرتی تھیں_ لیکن دلچسپ و جاذب نظر نکتہ یہ ہے کہ یہی خدیجہ جو اشراف عرب اور سرمایہ داروں سے شادی کرنے پر تیار نہ ہوتی تھیں، کمال شوق اور فراخ دلی سے جناب محمد(ص) کے ساتھ جو یتیم اور تہی دست تھے شادی کرلیتی ہیں_
جناب خدیجہ ان عورتوں میں سے نہ تھی کہ جس کا چاہنے والا کوئي نہ ہو بلکہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے خواستگار بڑی شخصیت کے مالك اور معزز لوگ تھے بلکہ بادشاہ اور سرمایہ دار آپ کے پاس شادی کرنے کی خواہش لے کر آتے اور آپ ان سے شادی کرنے پر راضی نہ ہوتی تھیں، لیکن پیغمبر اسلام علیہ اسلام کے ساتھ ازدواج کرنے پر نہ فقط راضی ہوئیں بلکہ خود انہوں نے بہت زیادہ اصرار اور علاقہ مندی سے اس کی پیش کش کی اور حق مہر کو بھی اپنے مال سے ہی قرار دیا جاب کہ یہی چیز آپ کے لئے استہزاء اور سرزنش کا باعث بھی بني_
جب کہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ عورتیں اکثر مال اور زندگی کی آرائشے اور تجملات سے بہت

زیادہ دلچسپی رکھتی ہیں اور ان کی انتہائي خواہش ہوتی ہے کہ مال دار اور آبرومند شوہر انہیں نصیب ہوتا کہ اس کے گھر میں آرام اور عیش اور نوش کی زندگی کی بسر کریں تو یہ چیز واضح ہوجاتی ہے کہ جناب خدیجہ شادی کرنے میں کوئي اعلی فکر اور سوچ رکھتی تھیں اور کسی غیر معمولی برجستہ شوہر کے انتظار میں تھیں، معلوم ہوتا ہے کہ جناب خدیجہ مال دار شوہر نہیں چاہتی تھیں بلکہ وہ کسی روحانی لحاظ سے برجستہ شخصیت کی تلاش میں تھیں کہ جو اس جہاں کو بدبختی اور جہالت کے گرداب سے نجابت دینے والا ہو_
تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ جناب خدیجہ نے بعض دانشمندوں سے سن رکھا تھا کہ جناب محمد (ص) پیغمبر آخرالزمان ہوں گے اور آپ کو اس مطلب سے عقیدت بھی ہوچکی تھی جب آپ نے جناب محمد(ص) کو اپنی تجارت کا امین منتخب کیا اور شاید ایسا بھی امتحان لینے کے لئے کیا ہو تا کہ دانشمندوں کی پیش گوئي کو اس ذریعے سے آزما سکیں تو اپنے غلام میرہ کو تجارت کے سفر کا ناظر قرار دیا اور اس غلام نے آکر اس سفر کے دوران جنا ب محمد(ص) کے واقعات اور حوادث عجیبہ کو جناب خدیجہ کے سامنے نقل کیا تب اس نجیب اور شریف عورت نے اپنی مطلوب کو گمشدہ شخصیت اور متاع کو پالیا تھا اسی لئے جناب خدیجہ نے خود آنحضور(ص) کے سامنے اظہار کردیا کہ اے محمد(ص) میں نے تجھے شریف

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور امین اور خوش خلق اور سچا پایا ہے میری خواہش ہے کہ میں آپ سے شادی کروں_
جناب محمد(ص) نے اس واقعہ کا ذکر اپنے چچاوں سے کیا وہ خواستگاری کی غرض سے جناب خدیجہ کے چچا کے پاس گئے اور اپنے مقصد کا ايك خطبے کے درمیان اظہار کیا، جناب خدیجہ کے چچا ايك دانشمند انسان تھے چاہتے تھے کہ اس کا جواب دیں، لیکن اچھی طرح بات نہ کرسکے تو خود جناب خدیجہ فرط شوق سے فصیح زبان سے

گویا ہوئیں اور کہا اے چچا گرچہ آپ گفتگو کرنے میں مجھ سے سزاوارتر ہیں لیکن آپ مجھ سے زیادہ صاحب اختیار نہیں ہیں اس کے بعد کہنے لگیں:
اے محمد(ص) میں اپنی تزویج آپ سے کر رہی ہوں اور اپنا حق مہر میں نے اپنے ماں میں قرار دیا ہے آپ اپنے چچا سے کہہ دیں کہ عروسی کے ولیمہ کے لئے اونٹ ذبح کریں _ (1)
تاریخ کہتی ہے کہ جناب خدیجہ نے اپنے چچازاد بھائي ورقہ ابن نوفل کو واسطہ قرار دیا تا کہ وہ آپ کی شادی جناب محمد(ص) سے کرادیں_ جب ورقہ نے جناب خدیجہ کو یہ بشارت سنائي کہ میں نے جناب محمد(ص) اور ان کے رشتہ داروں کو آپ سے شادی کرنے پر راضی کرلیا ہے تو جناب خدیجہ نے اس کی اس بہت بڑی خدمت پر اسے ايك خلعت عطا کیا کہ جس کی قیمت پانچ سوا شرفی تھي_
جب جناب محمد(ص) آپ کے گھر سے باہر نکلنے لگے تو جناب خدیجہ نے عرض کی کہ میرا گھر آپ کا گھر ہے اور میں آپ کی کنیز ہوں، آپ جس وقت چاہیں اس گھر میں تشریف لائیں _(2)
پیغمبر علیہ السلام کے لئے یہ شادی بہت اہمیت کے حال تھی کیونکہ ايك طرف تو آپ خود فقیر اور خالی ہاتھ تھے ، اسی وجہ سے، اور دوسری بعض وجوہ سے آپ بچپن سال کی عمر تك شادی نہ کرسکے تھے، اور دوسری طرف آپ کے پاس کوئي گھر نہ تھا اور تنہا تھا اور تنہائي کا آپ کو احساس ہوا کرتا تھا، اس مبارك شادی سے آپ کا فقر دور ہوگیا اور آپ کو ايك بہترین مشیر و غمگسار بھی مل گیا_
----

1) تذکرة الخواص_ ص 202_ بحارالانوار _ ج16 ص 14_
2) بحارالانوار_ ج 16_ ص 65_

فداکار عورت

جی ہاں جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور جناب خدیجہ نے باصفا اور گرم زندگی کی بنیاد ڈالي_
پہلی عورت جو جناب رسول خدا(ص) پر ایمان لائیں جناب خدیجہ تھیں، اس باعظمت خاتون نے تمام مال اور بے حساب ثروت کو بغیر کسی قید اور شرط کے جناب رسولخدا(ص) کے اختیار میں دے دیا، جناب خدیجہ ان کوتاہ فکر عورتوں میں سے نہ تھیں جو معمولی مال اور استقلال کے دیکھنے سے اپنے شوہر کی پر واہ نہیں کرتیں اور اپنے مال کو شوہر پر خرچ کرنے سے دریغ کرتی ہیں_ جناب خدیجہ پیغمبر علیہ السلام کے عالی مقصد سے باخبر تھیں اور آپ سے عقیدت بھی رکھتی تھیں لہذا اپنے تمام مال کو آنحضرت(ص) کے اختیار میں دے دیا اور کہا کہ آپ جس طرح مصلحت دیکھیں اس کو خدا کے دین کی ترویج اور اشاعت میں خرچ کریں_
ہشام نے لکھا ہے کہ جناب رسول خدا(ص) کو جناب خدیجہ سے بہت زیادہ محبت تھی اور آپ ان کااحترام کرتے تھے اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیتے تھے وہ اور رشید اور روشن فکر خاتون آپ کے لئے ايك اچھا وزیر اور مشیر تھیں پہلی عورت جو آپ پر ایمان لائیں جناب خدیجہ تھیں، جب تك آپ زندہ رہیں جناب رسول خدا(ص) نے دوسری شادی نہیں کي_ (1)
جناب رسول خدا(ص) فرمایا کرتے تھے کہ جناب خدیجہ اس امت کی عورتوں میں سے بہترین عورت ہیں_ (2)
----

1), 2) تذكرة الخواص سبط ابن جوزي_ چھاپ نجف 1382_ ص 302_

جناب عائشےہ فرماتی ہیں کہ جناب پیغمبر علیہ السلام جناب خدیجہ کا اتنی اچھائي سے ذکر کرتے تھے کہ ایك دن میں نے عرض کر ہی دیا کہ یا رسول اللہ (ص) خدیجہ ایك بوڑھی عورت تھیں اللہ تعالی نے اس سے بہتر آپ کو عطا کی ہے_ پیغمبر اسلام(ص) غضبناك ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم اللہ نے اس سے بہتر مجھے عطا نہیں کي، خدیجہ اس وقت ایمان لائیں جب دوسرے کفر پر تھے، اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب دوسرے میری تکذیب کرتے تھے اس نے بلاعوض اپنا مال میرے اختیار میں دے د یا جب کہ میرے مجھے محروم رکھتے تھے، خدا نے میری نسل اس سے چلائي _ __جناب عائشےہ کہتی ہیں کہ میں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اس کے بعد خدیجہ کی کوئي بر ائي نہیں کروں گی _(1)
روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب جبرئیل پیغمبر(ص) پر نازل ہوتے تھے تو عوض کرتے تھے کہ خدا کا پیغام جناب خدیجہ کو پہنچا دیجئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ بہت خوبصورت قصر بہشت میں تمہارے لئے بنایا گیا ہے_ (2)

اسلام کا پہلا خانوادہ

اسلام میں پہلا گھر اور کنبہ کہ جس کی بنیاد پڑی وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور خدیجہ کا گھر تھا، اس گھر کا خانوادہ تین افراد پر مشتمل تھا_ جناب رسول خدا(ص) ، جناب خدیجہ اور حضرت علی علیہ السلام، یہ گھر انقلاب اسلامی کہ جو عالمی انقلاب کامرکز تھا اس پر بہت زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی تھی اس کے وظائف بہت زیادہ سخت تھے کیونکہ اسے کفر اور بت پرستی سے نبرد آزما ہونا تھا_

----

1) تذکرة الخواص_ ص 303_
2) تذکرة الخواص_ ص 302_

توحید کے دین کو دنیا میں پھیلانا تھا، تمام عالم میں ایك گھر سے سوا اور کوئي اسلامی گھر موجود نہ تھا، لیکن توحید کی پہلی چھاونی کے فداکار سپاہیوں کا مصمم یہ ارادہ تھا کہ دینا (والوں) کے دلوں کو فتح کر کے ان پر عقیدہ توحید کا پرچم لہرائیں گے_ یہ طاقتور چھاؤنی ہر قسم سے لیس اور مسلح تھي، جناب رسول خدا(ص) ان کے سردار تھے کہ جن کے متعلق اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد (ص) تو خلق عظیم کا مالك ہے _(1)
آپ جناب خدیجہ کو بہت چاہتے تھے اور ان کااحترام کرتے تھے، یہاں تك کہ ان سہیلیوں کو معزز سمجھتے تھے_
انس کہتے ہیں کہ جب کبھی آپ(ص) کے لئے ہدیہ لایا جاتا تھا تو آپ(ص) فرماتے کہ اسے فلاں عورت کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ جناب خدیجہ کی سہیلی تھیں_ (2)
اس گھر کی داخلی مدیر اور سردار جناب خدیجہ تھیں وہ جناب رسول خدا(ص) کے مقصد اور مقدس ہدف پر پورا ایمان رکھتی تھیں اور اس مقدس ہدف تك پہنچنے کے لئے کسی بھی کوشش و فداکاری سے دریغ نہیں کرتی تھیں_ اپنی تمام دولت کو جناب رسول خدا(ص) کے اختیار میں دے رکھا تھا اور عرض کیا تھا کہ یہ گھر اور اس کا تمام مال آپ کا ہے اور میں آپ کی کنیز اور خدمت گزار ہوں مصیبت کے وقت جناب رسول خدا(ص) کو تسلی دیا کرتیں، اور ہدف تك پہنچنے کی امید دلایا کرتیں، اگر کفار آپ کو آزار اور تکالیف پہنچاتے اور آپ گھر میں داخل ہوتے تو آپ(ص) جناب خدیجہ کی محبت اور شفقت کی وجہ سے تمام پریشانیوں کو فراموش کردیتے تھے، سخت حوادث او رمشکلات میں اس باہوش اور رشید خاتون سے مشورہ کیا کرتے تھے_

----

1) سورہ قلم آیت 4_
2) سفینة البحار_ ج 1_ ص 380_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جی ہاں اس مہر و محبت كے ماحول كے بعد پيغمبر(ص) كا ارادہ مستحكم ہوجاتا تھا، اس قسم كے فداكار ماں باپ كے باصفا گھر اور گرم خانوادگی میں جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا متولد ہوئیں_

آسمانی دستور

ايك دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ابطح میں بیٹھے ہوئے تھے كہ جبرئيل نازل ہوئے اور عرض كی كہ خداوند عالم نے آپ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے كہ چالیس دن رات آپ جناب خدیجہ سے علیحدگی اختیار كرلیں اور عبادت اور تہجد میں مشغول رہیں، پیغمبر اسلام(ص) اللہ تعالی كے حكم كے مطابق چالیس دن تك جناب خدیجہ كے گھر نہ گئے اور اس مدت میں رات كو نماز اور عبادت میں مشغول رہتے تھے اور دن میں روزے ركھتے تھے_

آپ(ص) نے عمار كے توسط سے جناب خدیجہ كو پیغام بھیجا كہ اے معزز خاتون میرا تم سے كنارہ كشی كرنا كسی دشمنی اور كدورت كی وجہ سے نہیں ہے تم پہلے كی طرح میرے نزديك معزز اور محترم ہو بلكہ اس علیحدگی اور كنارہ گیری میں پروردگار كے حكم كی پیروی كر رہا ہوں، خدا مصالح سے آگاہ ہے اے خدیجہ تم بزرگوار خاتون ہو اللہ تعالی ہر روز كئي مرتبہ تیرے وجود سے اپنے فرشتوں پر فخر كرتا ہے، رات كو گھر كا دروازہ بند كر كے اپنے بستر پر آرام كیا كرو میں اللہ كے حكم كا منتظر ہوں میں اس مدت میں فاطمہ بنت اسد كے گھر رہوں گا_

جناب خدیجہ پیغمبر اسلام(ص) كی ہدایات كے مطالق عمل كرتیں، لیكن اس مدت میں اپنے محبوب كی جدائي میں غمگین رہتے ہوئے رویا كرتیں_

جب اسی طرح چالیس دن مكمل ہوگئے تو اللہ تعالی كی طرف سے فرشتہ نازل ہوا

اور بہشت سے غذا لایا او رعرض كی آج رات اس بہشتی غذا كو تناول كیجئے_ رسول خدا(ص) نے اس روحانی اور بہشتی غذا سے ا فطار كیا جب آپ نماز اور عبادت كے لئے كھڑے ہوئے تو جبرئیل نازل ہوئے اور عرض كی اے رسول اكرم (ص) آج رات مستحبی نماز كو رہنے دیجئے اور جناب خدیجہ كے پاس تشریف لے جایئےیونكہ اللہ تعالی نے ارادہ كر ركھا ہے كہ آپ صلب سے ايك پاكیزہ بچہ خلق فرمائے_

پیغمبر اكرم(ص) جلدی میں جناب خدیجہ كے گھر كی طرف روانہ ہوے_ جناب خدیجہ فرماتی ہیں كہ اس رات بھی میں حسب معمول دروازہ بند كر كے اپنے بستر پر آرام كر رہی تھی كہ اچانك دروازہ كھٹكھٹائے ، پیغمبر علیہ السلام كی دلنشین آواز میرے كانوں میں آئي كہ آپ فرما رہے تھے كہ دروازہ كھولو، میں محمد(ص) ہوں، میں نے جلدی سے دروازہ كھولا آپ خندہ پیشانی كے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور بہت زیادہ وقت نہیں گزرا تھا كہ فاطمہ سلام اللہ علیہا كا نور باپ كے صلب سے ماں كے رحم میں منتقل ہوا _ (1)

حمل كا زمانہ

جناب خدیجہ میں آ ہستہ آہستہ حاملہ ہونے كے آثار نمودار ہونے لگے اور خدیجہ كو تنہائي كے درد و رنج سے نجات مل گئي اور آپ اس بچے سے جو آپ كے شكم مبارك میں تھا مانوس رہنے لگیں_

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں كہ جب سے جناب خدیجہ نے جناب رسولخدا(ص)

----

1) بحارالانوار_ ج 16 ص 78_

سے شادی كی تھی تب سے مكّہ كی عورتوں نے آ پ سے روابط آمد و رفت اور سلام و دعا ختم كردیئے تھے اور ان كی یہ كوشش ہوتی تھی كہ آپ كے گھر میں كوئي بھی عورت نہ آنے پائے مكّہ كی بڑی شخصیت كی مالك خواتین نے جناب خدیجہ كو تنہا چھوڑ كر آپ سے الفت و محبت كو ختم كردی تھی اسی وجہ سے آپ اندوہناك اور غمناك رہتی تھیں اور آہستہ آہستہ آپ تنہائي كے غم سے نجات مل گئي تھی اور آپ اس بچے سے جو آپ كے شكم مبارك میں تھا مانوس رہنے لگیں تھیں اور اسی سے راز و نیاز كر كے خوش وخرم رہتی تھیں_

جناب جبرئیل حضرت محمد(ص) اور جناب خدیجہ کو بشارت دینے کے لئے نازل ہوئے او رکہا یا رسول اللہ وہ بچہ کہ جو جناب خدیجہ کے شکم مبارك میں ہے وہ ایك با عظمت لڑکی ہے کہ جس سے تیری نسل قائم رہے گی اور وہ دین کے ان پیشواؤں اور اماموں کی کہ جو وحی کے خاتمے کے بعد تیرے جانشین ہوں گے ماں ہوگي_ جناب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اللہ تعالی کی اس بشارت کو جناب خدیجہ سے بیان کیا اور اس خبر سے جو دل کو خوش کرنے والی تھی آپ کو خشنود کیا_(1)

جی ہاں وہ خدیجہ کہ جس نے توحید اور خداپرستی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا تھا اور ہر قسم کی محرومی اور سختی کو برداشت کر نے پر تیار ہوگئي تھیں اور اپنی بے پناہ دولت کو اسی مقدس غرض کے لئے وق کر رکھا تھا اپنے دوست اور غمگسار چھوڑ چکی تھیں، جناب محمد(ص) اور ان کے بزرگ مقدس ہدف کو سوائے اللہ کے ہر چیز پر ترجیح دیتی تھیں، جب آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی مبارك زبان سے

----

1) دلائل الامامہ_ ص 8_

اس قسم کی بشارت سنی کہ جس سے اللہ تعالی نے اسے قسم کی بڑی سعادت سے نوازا کہ جس سے دین کے معصوم پیشوا پیدا ہوں گے تو آپ کا دل خوشی سے باغ باغ ہوگیا_ اور آپ کی فداکاری کی حس کو اس سے زیادہ تحریك ملی اور اپنے خدا اور اس بچے سے جو ان کے شکم مبارك میں تھا مانوس رہنے لگیں_

فاطمہ زہراءاسلام کي مثالي خاتون

ولادت فاطمہ (ع)

جناب خدیجہ کی حاملگی کی مدت ختم ہوئي اور ولادت کا وقت آپہنچا، جناب خدیجہ دردز ہ میں تڑپ رہی تھیں اسی دوران کسی کو اپنی سابقہ سہیلیوں اور قریش کی عورتوں کے پاس روانہ کیا اور پیغام دیا کہ پرانے کینہ کو فراموشی کردو اور اس خطرناك موقع پر میری فریاد رسی کرو اور بچے کی ولادت میں میری مدد کو آو، تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص روتے ہوئے جناب خدیجہ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ جس کے گھر کا دروازہ میں نے کھٹکھٹایا اس نے مجھے اندر نہیں آنے دیا اور تمہای خواہش کو رد کرتے ہوئے سب نے یك زبان کہا کہ خدیجہ سے کہہ دو کہ تم نے ہماری نصیحت قبول نہ کی تھی اور ہمای مرضی کے خلاف ایك فقیر یتیم سے شادی کرلی تھی اس لئے نہ ہم تمہارے گھر آسکتے ہیں اور نہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں_

جب جناب خدیجہ نے کینہ پرور عورتوں کا یہ زبانی زخم لگانے والا پیغام سنا تو تمام سے چشم پوشی کرتے ہوئے اپنے خالق دو جہان خدا کی طرف متوجہ ہوگئیں اس وقت اللہ کے فرشتے اور جنت کی حوریں اور آسمانی عورتوں آپ کی مدد کے لئے آئیں اور آپ اللہ تعالی کی غیبی مدد سے بہرہ ور ہوئیں اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جو آسمانی نبوت کا چمکتا ہوا ستارہ تھا اس جہاں میں قدم رکھا اور اپنے نور ولایت سے مشرق و مغرب کو روشن

اور منور کردیا _(1)

پیدائشے کی تاریخ

جناب فاطمہ (ع) کی پیدائشے کی تاریخ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے لیکن علماء شیعہ کے درمیان مشہور ہے کہ آپ جمعہ کے د ن بیس جمادی الثانی بعثت کے بعد پانچویں سال میں پیدا ہوئیں_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اگر چہ اکثر سنی علماء نے آپ کی پیدائشے کو بعثت کے پہلے بتلایا ہے جنانچہ عبدالرحمن بن جوزی تذکرۃ الخواص کے ص 306 پر رقمطراز ہے کہ تاریخ نویسوں نے لکھا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) اس سال متولد ہوئیں کہ جس سال قریش مسجدالحرام کی تعمیر میں مشغول تھے یعنی بعثت سے پانچ سال پہلے_
محمدبن یوسف حنفی نے اپنی کتاب درالسمطین کے ص 175 پر لکھا ہے کہ فاطمہ (ع) اس سال متولد ہوئیں کہ جس سال قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھے اور اس وقت پیغمبر علیہ السلام کا سن مبارك پنتیس سال کا تھا_
ابوالفرج مقاتل الطالبین کے ص 30 پر لکھتے ہیں کہ فاطمہ (ع) بعثت سے پہلے اس سال متولد ہوئیں کہ جس سال خانہ کعبہ تعمیر ہوا_
مجلسي نے بحارالانوار کی جلد 43 کے ص 213 پر لکھا ہے کہ ایك دن عبداللہ بن حسن خلیفہ ہشام بن عبدالملك کے دربار میں گئے کہ جہاں پہلے سے اس دربار میں کلبی بھی موجود تھا ہشام نے عبداللہ سے کہا کہ فاطمہ (ع) کی کتنی عمر تھي؟ عبداللہ نے اس کے جواب میں کہا تیس سال، ہشام نے یہی سوال بعینہ کلبی سے کیا تو اس نے جواب میں کہا،
----

1) دلائل الامامہ_ ص 5_ بحارالانوار_ ج 43 _ ص 2 اور ج 16_ ص 80_

پنتیس سال_ ہشام جناب عبداللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ آپ نے کلبی کی بات سني؟ کلبی کی معلومات نسب کے بارے میں خاصی ہیں___ جناب عبداللہ نے جواب دیا اے امیرالمومنین میری ماں کا حال آپ مجھ سے پوچھیں اور کلبی کی ماں کے حالات اس سے لیکن شیعہ علماء کی اکثریت نے جیسے ابن شہر آشوب نے جلد 3 کے ص 397 پر کلینی نے کافی کی جلد 1 کے ص 149 پر، محدث قمی نے منتہی الامال کی جلد 1 کے ص 97پر، محمدتقی سپہر نے ناسخ التواریخ کے ص 17 پر، علی ابن عیسی نے کشف الغمہ کی جلد 2 کے ص 75پر، طبری نے دلائل الامامة کے ص 10 پر، فیض کاشانی نے وافی کے جلد1 کے ص 173 پر ان تمام علماء اور دوسرے دیگر علماء نے لکھا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) بعثت کے پانچ سال بعد متولدئیں ان علماء کا مدرك و دلیل وہ روایات ہیں جوانہوں نے آئمہ اطہار سے نقل کی ہیں_
ابوبصیر نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بیس جمادی الثانی کو جب کہ پیغمبر اکرم(ص) کی پنتالیس سلا کی عمر مبارك تھی اس دنیا میں تشریف لائیں، آٹھ سال تك باپ کے ساتھ مکہ میں رہیں، دس سال تك باپ کے ساتھ مدینہ میں زندگی گزاری باپ کے بعد پچہتر دن زندہ رہیں اور تین جمادی الثانی گیارہ ہجری کو وفات پاگئیں_
لیکن قارئین پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ آپ کی وفات کا تین جمادی الثانی کو ہونا آپ کا پیغمبر(ص) کے بعد پچھتر دن زندہ رہنے کے ساتھ درست قرار نہیں پاتا بلکہ پیغمبر(ص) کے بعد 95 دن زندہ رہنا معلوم ہوتا ہے لہذا ہوسکتا ہے کہ سبعین عربی مینکہ جس کے معنی ستر کے ہیں لفظ تسعین سے کہ جس کے معنی نوے کے ہیں اشتباہ میں نقل کیا گیا ہو_
حبیب سجستانی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ جناب فاطمہ (ع) دختر پیغمبر اسلام(ص) ، رسول اللہ (ص) کی بعثت کے پانچ سال بعد متولد ہوئیں اور

آپ کی وفات کے وقت اٹھارہ سال پچہتر دن عمر مبارك کے گزرچکے تھے، یہ اصول کافی کی جلد 1 ص 457 پر موجود ہے_ ایك روایت کے مطابق آپ کی شادی نو سال کی عمر میں کی گئي_
سعید بن مسیب نے کہا ہے کہ میں نے زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ پیغمبر علیہ السلام نے جناب فاطمہ (ع) کی شادی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کس سن میں کی تھی آپ(ع) نے فرمایا ہجرت کے ایك سال بعد، اس وقت ہجرت فاطمہ (ع) نو سال کی تھیں، یہ روضہ کافی طبع نجف اشرف 1385 ہجری کے ص 281 پر موجود ہے_
اس قسم کی احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) رسول خدا(ص) کی بعثت کے بعد متولد ہوئیں_ صاحب کشف الغمہ___ نے ایك روایت نقل کی ہے کہ جس میں دو متضاد چیزوں کو جمع کردیا ہے کیونکہ انہوں نے نقل کیا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب فاطمہ (ع) رسول اللہ(ص) کی بعثت کے پانچ سال بعد متولد اور وہ دہ سال تھا کہ جس میں قریش خانہ کعبہ تعمیر کرنے میں مشغول تھے اور آپ کی عمر وفات کے وقت اٹھارہ سال پچھتر دن تھي_ یہ کشف ا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

لغمہ كی جلد 2 ص 75 پر موجود ہے_
آپ خود ملاحظہ كر رہے ہيں كہ اس حديث ميں واضح تناقض موجود ہے كيوں كہ ايك طرف تو اس ميں يہ كہا گيا ہے كہ جناب فاطمہ (ع) رسول كی بعثت كے پانچ سال بعد متولد ہوئيں اور وفات كے وقت آپ كی عمر اٹھارہ سال و پچھتر دن تھی اور دوسری طرف اسی روايت ميں يہ كہا گيا ہے كہ آپ كی ولادت كے وقت قريش خانہ كعبہ تعمير كر رہے تھے_ يہ دونوں مطلب جمع نہيں ہوسكتے كيونكہ خانہ كعبہ كی تعمير اور تجديد پيغمبر عليہ السلام كی بعثت كے پانچ سال پہلے ہوئي تھی نہ بعثت كے بعد_
بہرحال اس حديث ميں اشتباہ ہوا ہے لفظ قبل البعثہ كو بعد البعثہ نقل كيا گيا ہے يا "قريش تنبی البيت" يعنی قريش خانہ كی تعمير كر رہے تھے كہ جملہ راوی نے اپنی طرف

سے اضافہ كرديا ہے كہ جسے امام عليہ السلام نے نہيں فرمايا ہوگا_ كعفمی نے مصباح ميں لكھا ہے كہ فاطمہ (ع) جمعہ كے دن بيس جمادی الثانی بعثت كے دوسرے سال دنيا ميں تشريف لائيں يہ بحار الانوار جلد 43 كے ص 9 پر بھی موجود ہے_
ان اقوال كے نقل كرنے سے يہ واضح ہوگيا كہ علماء اسلام كے درميان جناب فاطمہ (ع) كی ولادت كے سلسلے ميں بہت زيادہ اختلاف ہے ليكن چونكہ اہلبيت كے افراد آپ كی ولادت بعثت كے پانچ سال بعد مانتے ہيں لہذا ان كا قول سنی تاريخ نويسوں پر مقدم ہوگا_ كيونكہ آئمہ اطہار اور پيغمبر كے اہلبيت اور حضرت زہرا(ع) كی اولاد دوسروں كی نسبت اپنی والدہ كے سن اور عمر مبارك سے زيادہ باخبر ہيں_
اگر كوئي يہاں يہ اعتراض اٹھائے كہ جناب خديجہ نے بعثت كے دسويں سال ميں وفات پائي ہے اور اس وقت آپ كی عمر پينسٹھ سال تھی لہذا جناب فاطمہ (ع) كی ولادت اگر بعثت كے پانچ سال بعد مانی جائے تو لازم آئے گا كہ جناب خديجہ انسٹھ سال كی عمر ميں جناب فاطمہ (ع) سے حاملہ ہوئي ہوں جو قابل قبول نہيں ہے، كيا اس عمر ميں حاملہ ہونا تسليم كيا جاسكتا ہے؟
اس اعتراض كا جواب ديا جاسكتا ہے، پہلے تو يہ كہ يہ قطعی ن ہيں كہ آپ كی عمر وفات كے وقت پينسٹھ سال كی تھی بلكہ ابن عباس كے قول كے مطابق آپ كی عمر جناب فاطمہ (ع) سے حاملہ ہونے كے وقت اڑتاليس سال كی بنتی ہے كيونكہ ابن عباس نے فرمايا ہے كہ جناب خديجہ نے اٹھائيس سال كی عمر ميں جناب رسول خدا(ص) كے ساتھ شادی كی تھی جيسے كشف الغمہ كی جلد2 كے ص 139 پر مرقوم ہے، ابن عباس كا قول دوسروں پر مقدم ہے كيونكہ پيغمبر اسلام(ص) كے رشتہ دار ہيں اور آپ كے داخلی ا مور كو دوسروں كی بہ نسبت بہتر جانتے ہيں_
اس روايت كی روسے جناب خديجہ جناب رسول خدا كی بعثت كے وقت

تينتاليس سال كی عمر ميں ہوں گی اور جب جناب فاطمہ (ع) كا تولد پانچويں بعثت ميں ہو تو جناب خديجہ كی عمر اس وقت اڑتاليس سال كی ہوگی كہ جس ميں عورت كا حاملہ ہونا عا دی ہوا كرتا ہے_
اگر ہم ابن عباس كے قول كو تسليم نہ كريں تب بھی جواب ديا جاسكتا ہے كہ اگر جناب خديجہ نے جيسے كہ مشہور ہے چاليس سال كی عمر ميں جناب رسول خدا(ص) كے ساتھ شادی كی تھی اور آپ كی عمر جناب فاطمہ (ع) سے حاملہ ہونے كے وقت انسٹھ سال كی ہو گی تو بھی يہ عمر قريش كی عورتوں كے لئے حاملہ ہونے كی عادت كے خلاف نہيں ہے، كيونكہ تمام فقہاء نے لكھا ہے كہ قريش كی عورتوں ساٹھ سال تك صاحب عادت رہتی ہيں اور اس وقت تك حاملہ ہوسكتی ہيں اور يہ بھی واضح ہے كہ جناب خديجہ قريش خاندان كی ايك اعلی فرد تھيں_
اگر چہ يہ ٹھيك ہے كہ عورت كا اس سن ميں حاملہ ہونا بہت نادر اور كم ہوا كرتا ہے ليكن___ محال نہيں ہے بلكہ اس كی مثال اس دنيا ميں بھی موجود ہے، جيسے ايك عورت كہ جس كا نام اكرم موسوی تھا، بندر عباس كے سرخون نامی جگہ پر اس نے توام دو بچے جنے اور اس كی عمر اس وقت پينسٹھ سال كی تھی اور اس كے شوہر كی عمر چوہتر سال تھي_
روزنامہ اطلاعات كو ايك ڈاكٹر نے بتلايا كہ ہميں پيدائشے كی عمر كی ڈاكٹری لحاظ سے جو كم سے كم عمر بتلائي جاتی ہے وہ يہ ہے كہ عورت چار سال اور ساتھ مہينے كی حاملہ ہوئي ہے اور سب سے زيادہ عمر كی ماں اس دنيا ميں سرسٹھ سال كی ہوچكی ہے_ يہ مطلب ايران كے اخبار اطلاعات كے 28 بہمن 1351 شمسی ميں موجود ہے_

ايك عورت جس كا نام شوشنا ہے جو اصفہان كی رہنے والی تھی چھياسٹھ سال كی عمر ميں حاملہ ہوئي اور ايك لڑكے كو جنم ديا اس كے شوہر يحيی نامی نے اخبار نويسوں كو بتلايا كہ ميرے اس عورت سے آٹھ بچے ہيں چار لڑكے اور چار لڑكياں، سب سے چھوٹا

پچيس سال كا ہے اور سب بڑا لڑكا پچاس سال كا ہے _ اسے اخبار اطلاعات نے 20 ارديبہشت 1351، شمسی كے پرچے ميں نقل كيا ہے_

اس كے بعد كيا مانع ہوسكتا ہے كہ جناب خديجہ بھی انہيں كمياب اور نادر افراد ميں سے ايك ہوں كہ جو اس عمر ميں حاملہ ہوگئي ہيں_

آخر ميں ايك اور نكتہ طرف متوجہ ہونا بھی ضروری ہے كہ جو اختلاف جناب فاطمہ زہرا(ع) كی ولادت كے سال ميں موجود ہے اس كا اثر آپ(ع) كی عمر پر بھی پڑے گا اور آپ كی عمر ميں شادی اور وفات كے وقت ميں بھی قہراً اختلاف ہوجائے گا اسی واسطے اگر آپ كی پيدائشے بعثت كے پانچ سال پہلے تسليم كی جائے تو آپ كی عمر شادی كے وقت تقريباً اٹھارہ سال اور وفات كے وقت اٹھائيس سال ہوگی اور اگر آپ كی پيدائشے بعثت كے پانچ سال بعد مانی جائے تو پھر آپ كی عمر شادی كے وقت نو سال اور وفات كے و قت اٹھارہ سال كی ہوگي_

جناب رسول خدا(ص) اور جناب خديجہ كی آرزو

خلقت كے اسرار ميں سے ايك راز يہ ہے كہ ہر انسان چاہتا ہے كہ اس كی اولاد اور لڑكا ہوتا تا كہ اسے اپنی حسب منشاء تربيت كرے اور اپنی يادگار چھوڑ جائے_ انسان فرزند كو اپنے وجود كا باقی رہنا شمار كرتا ہے اور مرنے كے وقت آپ كو فناء اور ختم ہوجانا نہيں جانتا، ليكن وہ آدمی جس كا كوئي فرزند نہ ہو تو وہ اپنی زندگی كو مختصر اور موت كے آپہنچنے سے اپنے آپ كو ختم سمجھتا ہے شايد پيدائشے كو يوں سلسلہ نسل انسانی كی بقاء كا وسيلہ قرار ديا گيا ہوتا كہ نسل انسانی نابودی اور منقرض ہوجانے سے محفوظ رہ جائے_

جی ہاں پيغمبر(ص) اور جناب خديجہ بھی اس قسم كی تمنا ركھتے تھے، وہ خديجہ جو خداپرستي

اور بشريت كی نجات كے لئے كسی قربانی سے دريغ نہ كرتی تھيں اور پيغمبر كے مقدس ہدف كو آگے بڑھانے ميں مال اور دولت اور رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی قطع تعلقی سے گريز نہ كرتی تھي، بغير كسی قيد و شرط كے جناب رسول خدا(ص) كی خواہشات كے سامنے سر تسليم خم كرچكی تھيں يقينا ان كی بھی يہ خواہش ہوگی كہ جناب رسول خدا صلی اللہ عليہ و آلہ و سلم سے صاحب فرزند ہوں تا كہ وہ دين اسلام كا حامی اور اس كی اشاعت اور ترويج ميں اور اسے آنحضرت كے عالی ہدف تك پہنچانے ميں كوشاں ہو_

پيغمبر اسلام(ص) جانتے تھے كہ انسان كے لئے موت يقينی ہے آپ تھوڑی اور مختصر مدت ميں اتنے بڑے ہدف كو بطور كامل جاری نہيں كرسكتے اور تمام جہان كے بشر كو گمراہی كے گرداب سے نہيں نكال سكتے فطری بات ہے كہ آپ كا دل بھی چاہتا ہو گا كہ ايسے ايثار كرنے والے افراد جو ان كی اپنی نسل سے ہوں موجود ہو جائيں_

جناب محمد مصطفی (ص) اور جناب خديجہ اس قسم كی ضرور تمنا اور خواہش ركھتے ہوں گے ، ليكن افسوس كہ جو لڑكے آپ كے پيدا ہوئے تھے كہ جنہيں عبداللہ اور قاسم كے نام سے موسوم كيا گيا تھا وہ بچپن ہی ميں فوت ہوگئے جتنا دكھ جناب رسول خدا(ص) اور جناب خديجہ كو ان كی وفات سے ہوا تھا اتنا ہی ان كے دشمن خوش اور شاد ہوئے تھے كيونكہ وہ پيغمبر اسلام (ص) كی نسل كو ختم ہوتا ديكھ رہے تھے، كبھی دشمن آپ كو ابتر يعنی لاولد كے نام سے پكارتے تھے_

جب آپ كے فرزند عبداللہ فوت ہوئے تو عاص بن وائل بجائے اس كے كہ آپ كو آپ كے فرزند كی موت پر تسلی ديتا مجمع عام ميں آپ كو ابتر اور لاولد كہتا تھا اور كہتا تھا كہ جب محمد(ص) مرجائيں گے تو ان كا كوئي وارث نہ ہوگا_ وہ زبان كے زخم سے جناب پيغمبر اسلام صلی اللہ عليہ و آلہ و سلم

اور جناب خديجہ كا دل زخمی كيا كرتا تھا_ (1)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کوثر
خداوند عالم نے پیغمبر اکرم(ص) کو بشارت دی کہ ہم آپ کو خیر کثیر عطا کریں گے_ اللہ تعالی نے دشمنوں کے جواب میں سورہ کوثر کو نازل فرمایا اور اس میں فرمایا کہ اے محمد(ص) ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا پس تم خدا کے لئے نماز پڑھو اور قربانی دو، آپ کا دشمن ہی لاولد ہے نہ کہ آپ_ (2)
پیغمبر اسلام(ص) کو یقین تھا کہ اللہ کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوتا مجھ سے پاکیزہ نسل اور اولاد وجود میں آئے گا جو تمام جہان کی نیکیوں کا سرچشمہ اور منبع ہوگي_ جب اللہ تعالی کا وعدہ پورا ہوا اور جناب فاطمہ زہرا(ع) دنیا میں تشریف لائیں اور آپ کے نور ولایت سے جہان روشن ہوا تو جناب رسول خدا(ص) کو اطلاع دی گئي کہ خداوند عالم نے جناب خدیجہ کو ايك لڑکی عنایت فرمائي ہے، آپ کا دل اس بشارت سے خوشی اور شادمانی سے لبریز ہوگیا، آپ لڑکي___ ہونے سے نہ صرف غمگین نہ ہوئے بلکہ اس وسیلے سے آپ کا دل مطمئن ہوگیا اور اللہ تعالی کی خوشخبری کے آثار کا مشاہدہ فرمانے لگے_
جی ہاں پیغمبر اکرم(ص) ان کوتاہ فکر اور جاہلیت کے زمانے کے ان نادانوں میں سے نہ تھے جو لڑکی کے وجود پر شرمندہ ہوتے تھے، او رغصے کو فرو کرنے کے لئے اس کی بے گناہ ماں کو گالیاں اور ظلم کا نشانہ بناتے تھے لوگوں
----

1) سیرہ ابن ہشام_ ج 2 _ ص 34_ تفسیر جوامع الجامع_ مولفہ طبرسي_ ص 529_
2) سورہ کوثر_

سے منھ چھپاتے تھے _(1)
پیغمبر اسلام(ص) اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ لوگوں کے غلط رسم و رواج اور بیہودہ افکار "کہ جس کی وجہ سے عورتوں کی قدر و قیمت کے قائل نہ تھے اور انہیں معاشرے کافر و حساب نہ کرتے تھے اور بے گناہ لڑکیوں کو زندہ در گور کردیتے تھے" سے مقابلہ اور مبارزہ کریں اور لوگوں کو بتادیں کہ عورت بھی معاشرہ کی حساس فرد ہے اس پر بہت بڑا وظیفہ اور مسئولیت عائد ہوتی ہے وہ بھی معاشرہ کی عظمت اور ترقی کے لئے کوشش کرے اور ان وظائف کو جو اس کی خلقت کی مناسب سے اس پر عائد کئے گئے بجالائے_
جی ہاں اللہ تعالی نے عملی طور سے عالم کی عورت کی قدر و قیمت سمجھائي ہے_ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام(ص) کی ذریت اور پاك نسل کو ايك لڑکی میں قرار دیا اور اس طرح مقدر فرمایا کہ امام اور دین اسلام کے رہبر اور پیشوا تمام کے تمام جناب فاطمہ اطہر کی نسل سے وجود میں آئیں اللہ تعالی نے اس طرح ان نادان لوگوں کے منھ پر جو لڑکی کو اپنی اولاد شمار نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے وجود کو موجب عار اور ننگ سمجھتے تھے مضبوط طمانچہ مارا_

ماں کا دودھ
جب جناب فاطمہ زہرا(ع) کو ايك پارچہ میں لپیٹ کر جناب خدیجہ کے دامن میں رکھا گیا تو آپ بہت خوش ہوئیں اور اپنے پستانوں کو اس تازہ مولود کے چھوٹے سے منھ میں دے کر اپنے عمدہ اور بہترین دودھ سے سیراب کیا اور یہ ايك
----

1) سورہ نحل آیتہ 58_

ایسا رویہ تھا کہ جس سے جناب فاطمہ (ع) نے اچھی طرح نمو اور رشد پایا_ (1)
جی ہاں جناب خدیجہ ان خودپسند اور نادان عورتوں میں سے نہ تھیں کہ جو بغیر کسی عذر اور بہانے کے اپنے نو مولود کو ماں کے دودھ سے (کہ جسے اللہ تعالی نے مہیا کیا ہے) محروم کردیتی ہیں_ جناب خدیجہ کو خود علم تھا یا پیغمبر اسلام(ص) سے سن رکھا تھا کہ بچوں کی غذا اور صحت کے لئے کوئي غذا بھی ماں کے دودھ کے برابر نہیں ہوسکتی کیونکہ ماں کا دودھ ہی اس کے ہاضمہ کی مشیزی اور اس کے خاص مزاج کے لئے کاملاً مناسب اور سازگار ہوا کرتا ہے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جو بچے میں اللہ نے ودیعت کر رکھی ہے، بچہ نو مہینے تك ماں کے رحم میں ماں کی غذا اور ہوا اور خون میں شریك رہتا ہے اور بلاواسطہ ماں سے رزق حاصل کرتا ہے اسی لئے ماں کے دودھ کے اجزائے ترکیبی بچے کے مزاج سے کاملاً مناسب ہوتے ہیں اس کے علاوہ ماں کے دودھ میں کسی قسم کی ملاوٹ کا شائبہ نہیں ہوسکتا اور اس میں زچگی کے جراثیم جو بیماری کا موجب ہوسکتے ہیں نہیں ہوا کرتے _(2)

جناب خدیجہ کو علم تھا کہ ماں کا پر محبت دامن او رمہر مادری اور بچے کا ماں کے پستانوں سے دودھ پینا کون سے نقوش بچے کی آئندہ زندگی پر چھوڑتے ہیں سعادت او رنیك بختی میں کتنے قابل توجہ اثرات نقش بناتے ہیں اسی لئے آپ نے یہ اختیار کیا کہ جناب فاطمہ زہرا(ع) کو اپنی آغوش محبت میں پرورش اور تربیت کرے اور اپنے پاك دودھ "جو شرافت، نجابت، علم، فضیلت، بردباري، فداكاري، شجاعت کا منبع اور سرچشمہ ہے" سے غذا دے_ سچ ہے مگر جناب خدیجہ کے دودھ کے علاوہ

----

1) دلائل الامامہ_ ص 9_
2) وافي_ ج 2_ ص 207_

کوئي اور دودھ اس قسم کا پاك عنصر اور شجاعت اور مزاج معرفت کی تربیت کرسکتا تھا کہ باغ نبوت کے پر برکت میوہ کو ثمردار بنادیا؟

دودھ پینے کا زمانہ

جناب فاطمہ زہرا(ع) کے دودھ پینے کا زمانہ اور آپ کا بچپن بہت خطرناك ماحول اور اسلام کے انقلابی زمانے میں گزرا کہ جس نے بلاشك آپ کی حساس روح پر بہت شاندار اثرات چھوڑے اس واسطے کہ دانشمندوں کے ایك گروہ کے نزدیك یہ مطلب پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ بچے کی تربیت کا ماحول اور محیط اور اس کے ماں باپ کے افکار اس کی روح اور شخصیت پر کاملاً اثر انداز ہوتے ہیں اسی لئے ہم مجبور ہیں کہ ابتداء اسلام کے اوضاع او رحوادث کا بطور اجمال ذکر کریں تا کہ قارئین فوق العادہ اوضاع اور بحرانی دور کو ملاحظہ کرسکیں کہ جس میں پیغمبر اسلام(ص) کی دختر گرامی قدر نے نشو و نما اور تربیت حاصل کی ہے_

پیغمبر اسلام(ص) چالیس سال کی عمر میں پیغمبری کے لئے مبعوث بر رسالت ہوئے ابتدا دعوت میں آپ کو بہت مشکلات اور خطرناك اور سخت حوادث کا سامنا کرنا پڑا آپ نے یك و تنہا عالم کفر اور بت پرستی سے مقابلہ کیا آپ نے کئي سال تك خفیہ تبلیغ کی اور دشمنوں کے خوف سے اپنی دعوت اور تبلیغ کو علی الاعلان کرنے کی جرات نہ کرسکتے تھے بعد میں آپ کو خداوند عالم سے حکم ملاکہ لوگوں کو دین کی طرف بلانے کی کھلی دعوت دو اور مشرکین کی پرواہ مت کرو اور ان سے مت ڈرو _(1)

پیغمبر اکرم(ص) نے اللہ تعالی کے اس حکم کے بعد اپنی دعوت کو عام کردیا اور اجتماع عام

----

1) سورہ حجر آیت 94_

میں لوگوں کو اسلام کے مقدس آئین کی طرف دعوت دینی شروع کی دن بدن مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا_

جب پیغمبر اکرم(ص) کی تبلیغ علی الاعلان ہونے لگی تو دشمنوں کے آزار و اذیت میں بھی شدت آگئي، وہ مسلمان کو شکنجے کرتے اور ان پر ظلم و ستم ڈھاتے بعض مسلمانوں کو حجاز کے سورج کی تپتی دھوپ میں ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر بہت بھاری پتھر رکھ دیتے اور بعض مسلمانوں کو قتل کردیتے تھے_

مسلمانوں پر اتنا سخت عذاب اور سختی کی گئي کہ وہ بہت تنگ آچکے تھے اور مجبور ہوگئے تھے کہ وہ اپنے گھر بار

چھوڑ کر کسی دوسرے ملك کی طرف ہجرت کرجائیں چنانچہ مسلمانوں کے ایك گروہ نے جناب رسول خدا سے اجازت لی اور حبشہ کی طرف روانہ ہوگیا_(1)

جب کفار اپنی سختی اور ظلم اور آزار و اذیت سے اسلام کی پیشرفت اور وسعت کو نہ روك سکے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ مسلمانوں تکالیف کو برداشت کرلیتے ہیں لیکن اسلام کے عقیدے سے دست بردار نہیں ہوتے تو انہوں نے ایك مشاورتی اجتماع کیا اور تمام نے اتفاق سے طے کیا کہ جناب محمد(ص) کو قتل کردیا جائے_

جب جناب ابوطالب(ع) کو ان کے خطرناك منصوبے کا علم ہوا تو آپ نے جناب رسول خدا(ص) کی جان کی حفاظت کی مختصر یہ کہ بنی ہاشم کے ایك گروہ کے ساتھ ایك درہ میں کہ جس کا نام شعب ابوطالب ہے منتقل ہوگئے_

جناب ابوطالب(ع) اور باقی تمام بنی ہاشم جناب رسول خدا(ص) کی جان کی حفاظت کرتے تھے_ جناب حمزہ جو رسول خدا(ص) کے چچا تھے رات بھر تلوار کھینچے آپ کی حفاظت

----

1) سیرہ ابن ہشام_ ج 1 ص 244_ تاریخ کامل ج 2_ ص 51_

کیا کرتے تھے، آپ(ص) کے دشمن پیغمبر خدا(ص) کے قتل کرنے سے ناامید ہوگئے تو انہوں نے شعب ابوطالب میں نظر بند افراد پر اقتصادی باؤ ڈالنا شروع کردیا ا ور ان سے خرید و فروخت پر پابندی عائد کردي_ مسلمانوں تین سال تك اس درہ میں قید رہے اس میں بھوك اور تکالیف اور سخت جلادینے والی گرمی برداشت کرتے رہے اور مختصر خوارك پر جو انہیں چوری چھپے حاصل ہوتی تھی گزر اوقات کرتے رہے اور بسا اوقات بچوں کی بھوك سے فریادیں بلند ہوجایا کرتی تھیں_

جناب فاطمہ زہرا(ع) اس قسم کے خطرناك ماحول اور وحشت ناك و محیط اور اس قسم کے بحرانی حالات میں دنیا میں آئیں اور اس قسم کے حالات میں تربیت پائي، جناب خدیجہ کبری نے اس قسم کے حالات اور شرائط میں اپنے پیارے نو مولود کو دودھ پلایا کافی مدت جناب زہرا(ع) کے دودھ پینے کی اسی درے میں گزری اور اسی جگہ آپ کا دودھ بھی چھڑایا گیا، آپ نے اسی جلانے والے ریگستان میں راہ چلنا سیکھا جب آپ نے بولنا سیکھا تو بچوں کا بھوك سے آہ و فغاں کرنا اسی جگہ سنا اسی گھٹے ہوئے ماحول میں غذا کے قحط کو دیکھا جب آپ آدھی رات کو جاگ اٹھتیں تو دیکھتیں کہ آپ کے رشتہ دار برہنہ شمشیر لئے ہوئے آپ کے باپ کی حفاظت کر رہے ہیں_

تین سال تك جناب زہرا(ع) نے اس جلادینے والی وادی کے سوا اور کچھ نہ دیکھا اور خارجی دنیا سے بے خبر رہیں_

جناب زہرا(ع) کی عمر پانچ سال کی تھی جب پیغمبر اکرم(ص) اور بنی ہاشم کو اس درے "شعب ابوطالب" سے نجات ملی اور یہ سب اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے، نئي زندگی کے نظارے اور آزادی کی نعمت اور کھانے پینے میں وسعت اور اپنے مکان میں رہنا جناب زہرا(ع) کے لئے نئے ماحول کی حیثیت رکھتا تھا اور آپ کے لئے باعث مسرت تھا_

ماں کی وفات

افسوس صد افسوس کہ جناب فاطمہ (ع) کے خوشی کے دن زیادہ دیر تك نہ رہ سکے آپ نے آزاد ما حول میں سانس لینا چاہا تھا کہ آپ کی مہربان ماں جناب خدیجہ کا انتقال ہوگیا_

ابھی ایك سال بھی نہ گزرا تھا کہ پیغمبر(ص) اور آپ کے اصحاب شعب کی قید سے آزاد ہوئے تھے کہ جناب خدیجہ اس دنیا سے رخصت ہوگئیں _(1)

اس جانگداز حادثہ نے کس قدر جناب فاطمہ (ع) کے دل پر اثر کیا اور آپ کے امید کے پودہ کو پمردہ کردیا اور آپ کی روح کو شدید صدمہ پہنچا، جناب فاطمہ ز ہرا(ع) ایسے ناقبل برداشت حادثہ کا ہرگز احتمال بھی نہ دیتی تھیں_

نتیجہ

بچپن کے غیر معمولی واقعات اور تلخ حوادث نے بغیر کسی شك و شبہ کے جناب زہرا(ع) کی حساس روح پر اثر چھوڑا اور آپ کی آئندہ زندگی اور نفسیات اور افعال کا ربط نہیں واقعات سے مرتبط ہے جو آپ کو بچپن میں پیش آئے اور آپ کی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

شخصیت نے اسی سرچشمہ سے آغاز کیا، مندرجہ ذیل اثرات انہیں واقعات سے بطور نتیجہ اخذ کئے جاسکتے ہیں_
1_ جو شخص اس قسم کے پمردہ ماحول میں نشو و نما پائے اور زندگی کے آغاز میں ہی اتنے پڑے واقعات سے دوچار ہو تو لامحالہ وہ افسردہ خاطر اور غمگین ہی رہا کرتا ہوگا

----

1) مناقب ابن شہر آشوب_ ج1_ ص 174_

43

اسی لئے جناب فاطمہ (ع) کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ ہمیشہ محزون اور غمگین رہا کرتی تھیں_
2_ جو شخص اس قسم کے بحرانی ماحول میں پروان چڑھا ہو، یہاں تك کہ دودھ پینے اور بچپن کی عمر قید خانے میں گزاری ہو اور جب سے آپ نے اپنے آپ کو پہچاننا شروع کیا ہو اپنے آپ کو قید خانے میں دیکھے اور یہ دیکھے کہ اس کے ماں باپ کس فداکاری اور ایثار سے اپنے ہدف اور مقصد کا دفاع کر رہے ہیں اور اپنے مقصد تك رسائي کے لئے ہر سختی اور تکلیف کو برداشت کرلیتے ہیں لیکن اپنے مقصد کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتے تو لامحالہ اس قسم کی شخصیت سخت جان، مبارز اور صاحب مقصد ہی ابھر کر سامنے آئے گی اور اپنے مقصد تك رسائي کے لئے قید اور تکالیف اور مظالم کی پرواہ نہیں کرے گی اور میدان نہیں چھوڑے گي_
3_ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا دیکھ رہی تھیں کہ اس کے ماں باپ دین کی اشاعت اور خداپرستی کے لئے کتنے مصائب اور تکالیف برداشت کر رہے ہیں، انسانیت کی نجات اور ہدایت کے لئے کتنی قربانیاں دے رہے ہیں آپ کو مسلمان سے یہی امید ہوگی کہ وہ اس کی وفات کے بعد ان کی قدر کریں اور آپ کے ہدف اور مقصد کو آگے بڑھانے میں سعی اور کوشش سے کام لیں اور جو راستہ آپ ان کے لئے معین کرگئے اس سے منحرف نہ ہوں_

ماں کی وفات کے بعد
بعثت کے دسویں سال بہت تھوڑے فاصلے پر جناب ابوطالب اور جناب خدیجہ کی یکے بعد دیگرے وفات ہوجاتی ہے_(1)

----

1) مناقب شہر ابن آشوب_ ج1_ ص 174_

43

ان دو غم انگیز واقعات نے جناب پیغمبر خدا(ص) کی روح کو صدمہ پہنچایا اور آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا_(1)
کیونکہ ایك طرف تو آپ کا ایك غم گسار اور داخلی و خارجی امور میں مشیر اور آپ کی اولاد کی ماں جناب خدیجہ کا انتقال ہوجاتا ہے اور دوسری طرف آپ کا ایك بہت بڑا حامی اور مددگار اور مدافع جناب ابوطالب اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، جس سے آپ کی یکدم داخلی اور خارجی اوضاع دگرگوں ہوجاتی ہیں_
ان دو حامیوں کے فوت ہوجانے سے دشمنوں کے حوصلے بلند ہوگئے اور اس طرح آپ کو تکالیف دینا شروع کردیں کبھی آپ کو پتھر مارتے اور کبھی آپ کے سر و صورت پر خاك ڈالتے اور کبھی برا بھلا کہتے او رکبھی آپ کے جسم مبارك کو زخمی کرتے اکثر اوقات آپ غمگین اور پمردہ گھر میں داخل ہوتے اور اپنی بیٹی سے ملاقات کرتے، جب کہ جناب فاطمہ (ع) اپنی ماں کے فراق میں مرجھائے ہوئے چہرے سے اشکبار ہوتیں، جناب فاطمہ (ع) جب کبھی گھر سے باہر جاتیں تو ناگوار حوادث سے دوچار ہوتیں کبھی دیکھتیں کہ لوگ آپ کے باپ کو اذیت دے رہے ہیں اور آپ کو برا بھلاکہہ رہے ہیں_
ایك دن دیکھا کہ دشمن مسجدالحرام میں بیٹھے آپ کے والد کے قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں_ روتے ہوئے گھر واپس آئیں اور دشمنوں کے منصوبے سے باپ کو آگاہ کیا_(2)
ایك دن مشرکین میں سے ایك آدمی نے جناب رسول خدا (ص) کو گلی میں دیکھا تو کوڑا کرکٹ اٹھا کر آپ کے چہرے اور سر پر ڈال دیا_ پیغمبر(ص) نے اسے کچھ نہ کہا اور گھر چلے

----

1) مناقب شہر ابن آشوب_ ج 1_ ص 174_
2) مناقب شہر ابن آشوب_ ج1_ ص 71_

گئے_ آپ كى دختر جناب فاطمہ (ع) جلدى سے آئيں اور پانى لاكر اشك بار آنكھوں سے آپ كے سر مبارك كو دھويا_ پيغمبر خدا(ص) نے فرمايا: بيٹى روو مت، مطمئن رہو خدا تيرے باپ كو دشمنوں كے شر سے محفوظ ركھے گا، اور كاميابى عطا فرمائے گا_(1)
ايك دن پيغمبر خدا(ص) مسجد ميں نماز ميں مشغول تھے، مشركين كا ايك گروہ آپ كا مذاق اڑا رہا تھا اور آپ كو اذيت دينا چاہتا تھا، ان مشركين ميں سے ايك نے اونٹ ذبح كيا تھا، اس كى اوجھڑى اٹھاكر "جو كثافت اور خون سے پر تھي" آپ كى پشت مبارك پر جب آپ سجدے ميں تھے ڈال ديا_ جناب فاطمہ (ع) اس وقت مسجد ميں موجود تھيں جب آپ نے يہ منظر ديكھا تو آپ كو بہت قلق ہوا اور آپ كى پشت مبارك سے اوجھڑى كو ہٹا كر دور پھينك ديا_ پيغمبر اسلام(ص) نے سجدہ سے سر اٹھايا اور نماز كے بعد اس گروہ پر نفرين كي_(2)
جى ہاں جناب زہرا(ع) نے اپنے بچپن ميں اس قسم كے ناگوار واقعات ديكھے اور اپنے باپ كى ان ميں مدد كي، اور اپنے كے لئے مادرى سلوك كيا كرتى تھيں_
جناب خديجہ كے انتقال كے بعد بہت سے گھر كے كام كاج كى ذمہ دارى جناب فاطمہ (ع) كے كندھے پر آن پڑى تھي_ كيونكہ يہ توحيد كا وہ پہلا گھر تھا جس كا سردار مرچكا تھا، اس گھر ميں جناب فاطمہ (ع) كے علاوہ اور كوئي مددگار موجود نہ تھا، تاريخ سے يہ واضح نہيں ہوتا كہ اس زمانے ميں پيغمبر خدا(ص) كے گھر كى حالت كيسى رہى اور ان كى زندگى كس طرح گزري_ ليكن بصيرت كى آنكھوں سے اس گھر كى رقت بار حالت كو ديكھا جاسكتا ہے_
----

1) تاريخ طبري_ ج 2_ ص 344_
2)مناقب شہر ابن آشوب_ ج1_ ص 60_

پيغمبر اسلام(ص) نے جناب خديجہ كے بعد سورہ سے شادى كرلي_ اس كے علاوہ اور كئي عورتيں تھيں_ جو تمام كى تمام جناب فاطمہ (ع) سے اظہار محبت كيا كرتى تھيں، ليكن پھر بھى ايك يتيم بچے كے لئے بہت سخت گزرتا ہے جب وہ اپنى ماں كى جگہ كو خالى ديكھے اور اس كى جگہ كسى اور عورت كو رہتا ديكھے_ سوكن خواہ كتنى ہى مہربان اور اچھى كيوں نہ ہو پھر بھى وہ محبت اور خالص شفقت جو ماں كى طرف سے ہوتى ہے وہ اس بچے كو نہيں دے سكتي_ صرف ماں ہى ہے كہ جو ناز و نعمت، شفقت و محبت سے بچے كے دل كو تسكين دے سكتى ہے_
جناب فاطمہ (ع) كو جس شدت سے محرومى كا احساس ہو رہا تھا اسى شدت سے پيغمبر(ص) بھى آپ سے اظہار محبت فرماتے تھے، كيونكہ پيغمبر خدا(ص) جانتے تھے كہ فاطمہ (ع) كو ماں كى كمى كا احساس ہے اور اس كمى كو پورا ہوتا چاہيئے، اس وجہ سے اور دوسرى كئي وجوہ كى بناء پر روايت ميں وارد ہوا كہ پيغمبر(ص) جب تك اپنى بيٹى كو نہ چوم ليتے رات كو نہيں سوتے تھے_(1)
يہ تھوڑے سے آٹھ سال كے واقعات ہيں جو پيغمبر(ص) كى بيٹى جناب فاطمہ (ع) پر مكہ معظمہ ميں وارد ہوئے ہيں_ واضح رہے اگر چہ اس قسم كے واقعات اور حوادث جو كسى بچے كى روح پر وارد ہوں تو اس كے اعصاب كو مختل كرديتے ہيں اور اس كى فكر صلاحيت اور جسمى قوت كو كم كردينے كے لئے كافى ہوا كرتے ہيں ليكن اس قسم كا حكم ہر ايك انسان كے لئے كرنا صحيح نہيں ہے_
كيونكہ يہى ناگوار واقعات اور دائمى گرفتارياں اور متصل مبارزہ ممتاز اور شائستہ انسانوں كى روح كو تقويت پہنچاتے ہيں اور اس كى اندرونى استعداد اور پوشيدہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

1) كشف الغمہ_ ج2_ ص 93_

صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے مشکلات کے مقابلے کے لئے ثابت قدم بنا دیتے ہیں_ جب تك پتھر پر غیر معمولی حرارت معدن میں وارد نہ ہو وہ خالص اور بیش بہا قیمت سونا بن کر نہیں نکلتا_

جی ہاں جناب زہرہ(ع) کی زندگی کے دوران خطرناك حوادث اور بحرانی اوضاع نے آنجناب کی روح کو نہ صرف ضعیف نہیں کیا بلکہ الٹا اپنے وجود کے گوہر کو صیقل کر کے تابناك و درخشان بنادیا اور آپ کو ہر قسم کے حالات سے مبارزہ کرنے کے لئے آمادہ اور طاقتور بنادیا تھا_

فاطمہ (ع) مدینہ کی طرف

پیغمبر خدا(ص) بعثت کے تیرھویں سال جان کے خطرے کی وجہ سے مجبور ہوگئے کہ مکّہ کو چھوڑ دیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کرجائیں_ چنانچہ آپ نے جاتے وقت حضرت علی (ع) اور حضرت فاطمہ (ع) کو خداحافظ کہا اور حضرت علی (ع) سے فرمایا کہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے میری دختر فاطمہ (ع) اور اپنی ماں فاطمہ بنت اسد اور چچا حمزہ کی بیٹی فاطمہ کو اور دوسری مستورات کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف جلد از جلد چلے آنا، میں تمہارا انتظار کروں گا آپ(ص) نے یہ فرمایا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے_

حضرت علی (ع) بھی پیغمبر کے دستور کے مطابق جناب فاطمہ (ع) اور دوسری مستورات کو سوار کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے_ راستہ میں ابو واقد اونٹوں کو چلانے والے_ اونٹوں کو تیزی کے ساتھ چلا رہے تھے_ حضرت علی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ نرمی کرو اور اونٹوں کو آہستہ چلاؤ، کیونکہ عورتیں کمزور ہوا کرتی ہیں جو سختی کو برداشت نہیں کرسکتیں، ابو واقد نے عرض کی کہ میں دشمنوں سے ڈرتا ہوں کوئي ہمارا تعاقب نہ کر رہا ہو جو ہم تك آپہنچے حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا پیغمبر(ص) نے مجھ

فرمایا کے تجھے دشمن کی طرف سے کوئي اذیت نہ پہنچے گي_

جب آپ "ضجنان" کے قریب پہنچے تو آٹھ سوار پیچھے سے آئے حضرت علی علیہ السلام نے عورتوں کو محفوظ اور امن کی جگہ کردیا اور تلوار لے کر ان دشمنوں پر حملہ کردیا اور ان کو پراگندہ و متفق کردیا پھر عورتوں کو سوار کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے_ پیغمبر اسلام(ص) جب "قبا" پہنچے تو وہاں بارہ دن تك ٹھہرے رہے یہاں تك کہ حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہ (ع) اور دوسری مستورات کو لے کر آنحضرت کی خدمت با برکت سورہ سے شادی کی اور جناب فاطمہ (ع) کو ان کے گھر لے گئے اس کے بعد آپ نے جناب ام سلمہ سے نکاح کیا اور جناب فاطمہ (ع) کو ان کے سپرد کیا تا کہ آپ ان کی سرپرستی اور نگاہ داری کریں جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ پیغمبر اکرم(ص) نے جناب فاطمہ (ع) کو میرے سپرد کیا تا کہ میں ان کی تربیت میں کوشش کروں، میں بھی آپ کی تربیت اور راہنمائي میں کوتاہی نہیں کرتی تھی لیکن خدا کی قسم آپ مجھ سے زیادہ با ادب اور سمجھدار تھیں_(2)

----

1) مناقب شہر ابن آشوب_ ج 1_ ص175، 183_
2) دلائل الامامہ_ ص 11_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حصّہ دوم

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادي

جناب فاطمہ (ع) پیغمبر خدا(ص) کی لڑکی اور اپنے زمانے کی ممتاز خواتین سے تھیں قریش کے اصل اور شریف خاندان سے آپ کے والدین تھے_ جمال ظاہری اور روحانی کمالات اور اخلاق آپ نے اپنے ماں باپ سے ورثہ میں پایا تھا، آپ انسانی کمالات کے اعلی ترین کمالات سے مزین تھیں آپ کے والد کی شخصیت دن بدن لوگوں کی نگاہوں میں بلند ہو رہی تھی آپ کی قدرت اور عظمت بڑھ رہی تھی اس لئے آپ کی دختر نیك اختر کی ذات بزرگان قریش اور باعظمت شخصیات اور ثروت مند حضرات کی نگاہوں میں مورد توجہ قرار پاچکی تھي_ تاریخ میں ہے کہ اکثر اوقات بزرگان آپ کی خواستگاری کرتے رہتے تھے لیکن پیغمبر اسلام(ص) بالکل پسند نہیں فرماتے تھے، آنحضرت ان لوگوں سے اس طرح پیش آتے تھے کہ انہیں معلوم ہوجاتا تھا کہ پیغمبر اسلام نے ناراض ہیں_(1)
جناب رسول خدا(ص) نے فاطمہ (ع) کو علی (ع) کے لئے مخصوص کردیا تھا اور آپ چاہتے تھے کہ حضرت علی (ع) کی طرف سے اس کی پیشکش کی جائے_(2)
----

1) کشف الغمہ_ ج 1_ ص 253_
2) کشف الغمہ_ ج1_ ص 354_

پیغمبر اسلام(ص) خداوند عالم کی طرف سے مامور تھے کہ نور کا عقد نور سے کریں _(1)
لکھا ہے کہ جناب ابوبکر بھی خواستگاروں میں سے ایك تھے، ایك دن وہ اسی غرض سے جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وصلت کروں، کیا ممکن ہے کہ فاطمہ (ع) کا عقد آپ مجھ سے کردیں؟ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ فاطمہ (ع) ابھی کمسن ہے اور اس کے لئے شوہر کی تعیین خدا کے ہاتھ میں ہے میں اللہ کے حکم کا منتظر ہوں_ جناب ابوبکر مایوس ہوکر واپس لوٹے راستے میں ان کی ملاقات جناب عمر سے ہوگئي تو اپنے واقعہ کو ان سے بیان کیا جناب عمر نے ان سے کہا کہ پیغمبر اسلام(ص) نے تمہارے مطالبے کو رد کردیا ہے_ اور آپ (ص) نہیں چاہتے تھے کہ اپنی دختر تجھے دیں_
جناب عمر بھی ایك دن جناب فاطمہ (ع) کی خواستگاری کی غرض سے پیغمبر اسلام(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مدعیان بیان کیا_ پیغمبر خدا(ص) نے انہیں بھی یہی جواب دیا کہ فاطمہ (ع) کمسن ہے اور اس کے شوہر کا معین کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے، کئي دفعہ ان دونوں صاحبان نے خواستگاری کی درخواست کی جو قبول نہیں کی گئي_
عبدالرحمن بن عوف او رجناب عثمان بن عفان جو دونوں بہت بڑے سرمایہ دار تھے پیغمبر اسلام(ص) کے پاس خواستگاری کے لئے حاضر ہوئے، عبدالرحمن نے عرض کی یا رسول اللہ(ص) اگر فاطمہ (ع) کی شادی مجھ سے کردیں تو میں سو سیاہ اونٹ آبی چشم کہ جن پر مصری کتان کے کپڑوں سے بارلادا گیا ہو اور دس ہزار دینار بھی حق مہر دینے کے لئے حاضر ہوں جناب عثمان نے عرض کیا کہ میں بھی حاضر ہوں کہ اتنا ہی مہر ادا کروں اور مجھے عبدالرحمن پر ایك فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ میں اس سے پہلے ایمان لایا ہوں_
پیغمبر اسلام(ص) ان کی گفتگو سے سخت غضبناك ہوئے اور انہیں یہ سمجھانے کے لئے

----

1) دلائل الامامہ_ ص 19_

کہ مینمال سے محبت نہیں رکھتا آپ نے ایك مٹھی سنگریزوں کی بھرلی اور عبدالرحمن کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا کہ تم خیال کرتے ہو کہ میں مال کا پرستار ہوں اور اپنی ثروت و دولت سے مجھ پر فخر و مباہات کرنا چاہتے ہو کو مال و دولت کے دباؤ سے میں فاطمہ (ع) کا عقد تجھ سے کردوں گا_ (1)

حضرت علی (ع) کی پیشکش

اصحاب پیغمبر(ص) نے اجمالاً محسوس کرلیا تھا کہ پیغمبر خدا(ص) کا دل چاہتا ہے کہ فاطمہ (ع) کا عقد علی (ع) سے کردیں لیکن حضرت علی (ع) کی طرف سے اس کی پیشکش نہیں ہو رہی تھی ایك دن جناب عمر اور ابوبکر اور سعدبن معاذ و ایك گروہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور مختلف موضوعات پر بحث کر رہے تھے اسی دوران جناب فاطمہ (ع) کا ذکر بھی آگیا، ابوبکر نے کہا کہ کافی عرصہ سے عرب کے اعیان اور اشراف فاطمہ (ع) کی خواستگاری کر رہے ہیں لیکن پیغمبر (ص) نے کسی بھی درخواست کو قبول نہیں فرمایا اور ان کے جواب میں یہی فرماتے تھے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا شوہر معین کرنا خداوند عالم کے ہاتھ میں ہے_

ابھی تك علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف سے فاطمہ (ع) کی خواستگاری نہیں کی گئي میں گمان کرتا ہوں کہ علی علیہ السلام کی طرف سے اس اقدام نے کرنے کی وجہ ان کی تہی دست ہونا ہے میرے سامنے یہ مطلب واضح ہے کہ خدا اور پیغمبر(ص) نے فاطمہ (ع) کو حضرت علی (ع) کے لئے معین کر رکھا ہے_

اس کے بعد ابوبکر نے جناب عمر اور سعد سے کہا اگر تم آمادہ ہو تو ہم مل کر علی (ع) کے پاس چلیں اور ان کے سامنے اس موضوع کو پیش کریں اور اگر وہ شادی کرنے کي

----

1) مناقب شہر ابن آشوب_ ج2_ ص 345_ تذکرة الخواص_ ص306_

طرف مائل ہوں اور تہی دست ہونے کی بنیاد پر وہ شادی نہ کر رہے ہوں تو ہم ان کی مدد کریں سعد بن معاذ نے اس پیشکش کو بسر و چشم قبول کیا اور ابوبکر کو اس کام میں تشویق دلائي_

سلمان فارسی کہتے ہیں کہ جناب عمر او رابوبکر اور سعد بن معاذ اسی غرض سے مسجد سے باہر آئے اور حضرات علی علیہ السلام کی جستجو میں چلے گئے لیکن آپ کو انہوں نے گھر پہ نہ پایا اور معلوم ہوا کہ آپ ایك انصاری کے باغ میں اونٹ کے ذریعے ڈول کھینچ کر خرمے کے درختوں کو پانی دے رہے ہیں یہ لوگ اس طرف گئے_ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ کہاں سے آرہے ہیں اور میرے پاس کس غرض سے آئے ہو؟ ابوبکر نے کہا اے علی (ع) تم کمالات کے لحاظ سے ہر ایك سے بالاتر ہو ہم سب آپ کے مقا اور وہ علاقہ جو رسول خدا(ص) کو تم سے ہے اس سے آگاہ ہیں، بزرگان اور اشراف قریش حضرت فاطمہ (ع) کی خواستگاری کے لئے جاچکے ہیں، لیکن تمام لوگوں کی باتوں کو پیغمبر اکرم(ص) نے رد فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) کا شوہر معین کرنا خداوند عالم کے ہاتھ میں ہے ہم گمان کرتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول(ص) نے جناب فاطمہ (ع) کو آپ کے لئے مخصوص کیا ہے دوسرا اور کوئي بھی شخص اس سعادت پر افتخار کی صلاحیت نہیں رکھتا ہیں یہ خبر نہیں ہوسکی کہ آپ اس اقدام میں کیوں کوتاہی کر رہے ہیں؟

حضرت علی علیہ السلام نے جب ابوبکر کی یہ گفتگو سنی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھرآئے اور فرمایا اے ابوبکر تم نے میرے احساسات اور اندرونی خواہشات کو ابھارا ہے اور اس کی طرف توجہ دلائي ہے کہ جس سے میں غافل تھا_ خدا کی قسم تمام دنیا حضرت فاطمہ (ع) کی خواستگار ہے اور میں بھی علاقہ مند ہوں جو چیز مجھے اس اقدام سے روکے ہوئے ہے وہ ہے فقط میرا خالی ہاتھ ہونا_ ابوبکر نے کہا یا علی (ع) آپ یہ بات نہ کریں کیونکہ پیغمبر خدا(ص) کی نگاہ میں دنیا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور مال دنیا کی کوئي قیمت نہیں ہے میری رائے ہے کہ جتنی جلدي

ہوسکے آپ اس کام میں اقدام کریں اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خواستگاری کی درخواست دیں_(1)

اندرونی جذبہ بیدار ہوتا ہے

حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اسلام(ص) کے گھر ہی پلے اور جوان ہوئے تھے، آپ(ص) جناب فاطمہ (ع) کو اچھی طرح پہچانتے تھے اور آپ کے اخلاق اور نفسیات سے پوری طرح آگاہ تھے، دونوں پیغمبر خدا(ص) اور جناب خدیجہ کے تربیت یافتہ تھے اور ایك ہی گھر میں جوان ہوئے تھے_(2)

حضرت علی علیہ السلام جانتے تھے کہ حضرت فاطمہ (ع) جیسی عورت اور نہیں مل سکے گی آپ تمام کمالات اور فضائل سے آراستہ ہیں اور آپ انہیں تہہ دل سے چاہتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ہمیشہ مناسب وقت ہاتھ نہیں آیا کرتا لیکن اسلام کی بحرانی کیفیت اور مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی نے علی کو اس دلی خواہش سے روك رکھا تھا اور آپ میں سوائے ازدواج کے تمام افکار موجود تھے_

حضرت علی (ع) نے ابوبکر کی پیش کش پر تھوڑا سا غور کیا اور اس معاملے کے تمام اطر اف اور جوانب پر غور کیا ایك طرف آپ کا خالی ہاتھ ہونا اور اپنی اور تمام مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی اور عمومی گرفتاری دیکھ رہے تھے اور دوسری طرف یہ بھی جان چکے تھے کہ آپ کے ازدواج کا وقت آپہنچا ہے کیونکہ آپ کی عمر تقریباً اکیس سال یا اس سے زیادہ ہوچکی تھي_(2)

----

1) بحارالانوار_ ج43_ ص 125_
2) مناقب شہر ابن آشوب_ ج2_ ص 180_
3) ذخائر عقبی _ ص 26_

انہیں اس عمر میں ازدواج کرنا ہی چاہیئےور فاطمہ (ع) جیسا اور رشتہ بھی نہیں مل سکے گا اگر یہ سنہرا وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر اس کا تدارك نہیں کیا جاسکے گا_

علی (ع) خواستگاری کے لئے جاتے ہیں

جناب ابوبکر کی پیشکش نے حضرت علی علیہ السلام کی روح کو اس طرح بیدار کردیا تھا کہ آپ کا اندرونی جذبہ محبت شعلہ ور ہو اور آپ سے پھر اس کام کو آخر تك پہنچانا ممکن نہ ہوسکا کہ جس میں آپ مشغول تھے، آپ نے اونٹ کو اس کام سے علیحدہ کیا اور گھر واپس آگئے آپ نے غسل کیا اور ایك صاف ستھری عبا پہنی اور جوتے پہن کر جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے_

پیغمبر اکرم(ص) اس وقت جناب ام سلمہ کے گھر تشریف فرما تھے_ حضرت علی علیہ السلام جناب ام سلمہ کے گھر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، پیغمبر اکرم(ص) نے جناب ام سلمہ سے فرمایا کہ دروازہ کھولو دروازہ کھٹکھٹا نے والا وہ شخص ہے کہ جس کو خدا اور رسول(ص) دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا اور اس کے رسول (ص) کو دوست رکھتا ہے_ ام سلمہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کہ یہ کون ہے کہ جسے آپ نے بغیر دیکھے ہوئے اس قسم کا فیصلہ ان کے حق میں کردیا ہے؟

آپ(ص) نے فرمای اے امّ سلمہ چپ رہو یہ ایك بہادر اور شجاع انسان ہے جو میرا چچازاد بھائي ہے اور سب لوگوں سے زیادہ میرے نزدیك محبوب ہے جناب ام سلمہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور گھر کا دروازہ کھول دیا، حضرت علی (ع) گھر میں داخل ہوئے اور سلام کیا اور پیغمبر خدا(ص) کے سامنے بیٹھ گئے اور شرم کی وجہ سے سر نیچے کئے ہوئے تھے اور اپنے ارادے کو ظاہر نہ کرسکے، تھوڑی دیر تك دونوں چپ رہے اور آخر الامر پیغمبر اسلام(ص) نے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

56

اس سکوت کو توڑا اور ___ فرمایا یا علی گو یا کسی کام کے لئے میرے پاس آئے ہو کہ جس کے اظہار کرنے سے شرم کر رہے ہو؟ بغیر کسی ہچکچا ہٹ کے اپنی حاجت کو بیان کرو اور مطمئن ہو جاؤ کہ تمہاری خواہش قبول کی جائے گي_
حضرت علی (ع) نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں آپ کے گھر میں جو ان ہوا ہوں اور آپ کے لطف و کرم سے ہی مستفید رہا ہوں آپ نے میری تربیت میں ماں اور باپ سے بھی زیادہ کوشش فرمائي ہے اور آپ کے وجود مبارك کی برکت سے میں نے ہدایت پائي ہے یا رسول اللہ خدا کی قسم میری دنیا و آخرت کی پونجی آپ ہیں اب وہ وقت آپہنچا ہے کہ اپنے لئے کسی رفیقہ حیات کا انتخاب کروں اور خانوادگی زندگی کو تشکیل دوں تا کہ اس سے مانوس رہوں اور اپنی تکالیف کو اس کی وجہ سے کم کرسکوں، اگر آپ مصلحت دیکھیں تو اپنی دختر جناب فاطمہ (ع) کو میرے عقد میں دے دیں کہ جس سے مجھے ایك بہت بڑی سعادت نصیب ہوگي_
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اس قسم کی پیشکش کے منتظر تھے آپ کا چہرہ انور خوشی اور سرور سے جگمگا اٹھا اور فرمایا کہ صبر کرو میں فاطمہ (ع) سے اس کی اجازت لے لوں_ پیغمبر اسلام(ص) جناب فاطمہ(ص) کے پاس تشریف لے گئے او فرمایا تم کو بہتر جانتی ہو وہ خواستگای کے لئے آپے ہیں آیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں تمہارا ان سے عقد کردوں؟ جناب فاطمہ (ع) شرم کی وجہ سے ساکت رہیں اور کچھ نو بولیں_ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے آنجناب کے سکوت کو رضایت کی علامت قرار دیا _(1)

----

1) بحار الانوار_ ج 43_ ص 127_ ذخائر العقبی _ ص 29_

57

موافقت

پیغمبر خدا(ص) اجازت لینے کے بعد حضرت علی (ع) کے پاس آئے اور مسکرات ہوئے فرمایا یا علی (ع) شادی کے لئے تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علی (ع) نے جواب دیا یا رسول اللہ (ص) میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، آپ میری حالت سے پوری طرح آگاہ ہیں میری تمام دولت ایك تلوار اور ایك زرہ اور ایك اونٹ ہے آپ نے فرمایا کہ تم ایك جنگجو سپاہی اور جہاد کرنے والے ہو بغیر تلوار کے خدا کی راہ میں جہاد نہیں کرسکتے تلوار تمہاری پہلی کھینچ کر اپنی اور اپنے گھر کی اقتصادی اور مالی حالت سنوار سکو اور مسافرت میں اس پر سامان لاد سکو صرف ایك چیز ہے کہ جس سے صرف نظر کرسکتے ہو اور وہ ہے تمہاری زرہ میں بھی تم پر سختی نہیں کرتا اور اسی زرہ پر اکتفا کرتا ہوں، یا علی اب جب کہ معاملہ یہاں تك آپہنچا ہے کیا چاہتے ہو تمہیں ایك بشارت دوں اور ایك راز سے آگاہ کروں؟
حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ بر قربان ہوں آپ ہمیشہ خوش زبان اور نیك خواہ رہے ہیں_ آپ نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ تم میرے پاس آؤ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد(ص) اللہ تعالی نے تجھے بندوں سے منتخب کیا ہے اور رسالت کے لئے چنا ہے_ علی (ع) کو منتخب کیا اور انہیں تمہارا بھائي اور وزیر قرار دیا ہے تمہیں اپنی دختر کا ا ن سے نکاح کردینا چاہیئے ان کے ازدواج کی محفل عالم بالا میں فرشتوں کے حضور ترتیب دی جاچکی ہے خداوند عالم دو پاکیزہ نجیب طیب و طاہر اور نیك فرزند انہیں عطا کرے گا_ اے علی (ع) ابھی جبرئیل واپس نہیں گئے تھے کہ تم نے میرے گھر کا دروازہ آن کھٹکھٹایا ہے_

----

1) بحارالانوار_ ج43_ ص 127_

58

خطبہ عقد

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا اے علی (ع) تم جلدی سے مسجد میں جاوں میں بھی تمہارے پیچھے آرہا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہوں تا کہ تمام لوگوں کے سامنے عقد کی تقریب اور خطبہ عقد بجالاؤ، علی (ع) خوش اور مسرورمسجد روانہ ہوگئے_
جناب ابوبکر او رعمر سے راستے میں ملاقات ہوگئي تمام واقعہ سے ان کو آگاہ کیا اور کہا کہ رسول خدا(ص) نے اپنی دختر مجھ سے تزویج کردی ہے اور ابھی میرے پیچھے آرہے ہیں تا کہ لوگوں کے سامنے عقد کے مراسم انجام دیں_
پیغمبر خدا(ص) جب کہ آپ کا چہرہ خوشی اور شادمانی سے چمك رہا تھا مسجد میں تشریف لے گئے او رخدا کی حمد و ثناء کے بعدفرمایا: اے لوگو آگاہ رہو کہ جبرئیل مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور خداوند عالم کی طرف سے پیغام لائے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ (ع) کے ازدواج کے مراسم عالم بالا میں فرشتوں کے حضور منعقد کئے جاچکے ہیں اور حکم دیا ہے کہ زمین پر بھی یہ مراسم انجام دیئے جائیں میں تم کو گواہ قرار دیتا ہوں، آپ اس کے بعد بیٹھ گئے اور حضرت علی (ع) سے فرمایا اٹھو اور خطبہ پڑھو_
حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں خداوند عالم کا اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں اور ایسی گواہی دیتا ہوں جو اس ذات کو پسند ہو کہ اس کے علاوہ کوئي خدا نہیں اور ایسا درود ہو جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر جو آپ کے مقام اور درجہ کو بالاتر کردے_ لوگو میرے اور فاطمہ (ع) کے ازدواج سے اللہ راضی ہے اور اس کا حکم دیا ہے لوگو رسول خدا(ص) نے فاطمہ (ع) کا عقد مجھ سے کردیا ہے اور میری زرہ کو بطور مہر قبول فرمایا ہے آپ ان سے پوچھ لیں اور گواہ ہوجائیں_

مسلمانوں نے پیغمبر اسلام(ص) کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ(ص) آپ نے فاطمہ (ع) کا عقد علی علیہ السلام سے کردیا ہے؟ رسول خدا(ص) نے جواب میں فرمایا ہاں_ تمام حاضرین نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ خدا اس ازدواج کو تمہارے لئے مبارك قرار دے اور تم دونوں کے درمیان محبت اور الفت پیدا کردے_
جلسہ عقد ختم ہوا تو پیغمبر (ص) گھر واپس لوٹ آئے اور عورتوں کو حکم دیا کہ فاطمہ (ع) کے لئے خوشی اور مسرت کا جشن برپا کریں (1) عقد کے مراسم پہلی یا چھٹی ذی الحجہ (2) دوسری یا تیسری ہجري(3) کو انجام پایا_

داماد کا انتخاب
اسلام مسلمانوں سے کہتا ہے کہ اگر کوئي جوان تمہاری لڑکی کی خواستگاری کے لئے آئے تو تم اس کی تمام چیزوں سے پہلے دینی اور اخلاقی حالت کا جائزہ لو با ایمان اور پاك دامن اور خوش اخلاق ہو تو اس سے رشتہ کردو_ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ ازدواج کے لئے مال اور ثروت کو معیار نہیں بنانا چاہیئے_ اسلام کہتا ہے کہ مال و ثروت ہی انسان کو صرف خوش بخت نہیں بناتا، داماد کے فضائل اور کمالات نفسانی اور دینی جذبہ مال اور ثروت پر برتری رکھتا ہے، کیوں کہ باایمان اور خوش رفتار اگر چہ فقیر اور تہی دست

----

1) اس قسمت کے مطالب اور مضامین کو ان کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے، کشف الغمہ_ ج1 ص 253 و 7 25_ مناقب ابن شہر آشوب ج 2_ ذخائر العقبی_ تذکرۃ الخواص_ دلائل الامامہ مناقب خوارزمی ص 247_ بحار الانوار_ ج 43 ص 92و 145_
2) مناقب شہر ابن آشوب ج 3 ص 349_
3) بحار الانوار_ ج 43 _ ص 6 و 7_

ہی کیوں نہ ہو وہ اس عیاش اور ہوسباز اور لاابالی سرمایہ دار سے جو گھر کی آسائشے کے اسباب فراہم کرتا ہے کئي درجہ بہتر ہے_
پیغمبر اسلام(ص) نے فرمایا ہے جب کوئي تمہاری لڑکی کی خواستگاری کے لئے آتے تو اگر تمہیں اس کا اخلاق اور دین _ پسند ہو تو اس سے رشتہ کردو اور اس کو منفی جواب نہ دو اور اگر تمہاری شادیوں کا معیار اس کے خلاف ہو تو نہ تمہارے لئے بہت زیادہ مصائب کا موجب ہوگا_(1)
پیغمبر(ص) نے یہ مطلب صرف لوگوں کو بتلایا ہی نہیں بلکہ خود بھی اس پر عمل کیا_ آپ نے حضرت علی (ع) کے فضائل اور کمالات اور اخلاق کو دیکھ کر انہیں عبدالرحمن اور عثمان جیسے سرمایہ داروں پر ترجیح دی اور ان(ع) کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

فقير اور تہی دست ہونے كے نقض اور عيب شمار نہ كيا_

حضرت زہرا عليہا السلام كا مہر
1_ ايك زرہ كہ جس كی قيمت چارسو يا چارسو اسی يا پانچ سو درہم تھي_
2_ يمنی كتان كا ايك جوڑا_
3_ ايك گوسفند كی كھال رنگی ہوئي _(2)
----

1) مناقب ابن شہر آشوب ج 3 ص 251_
2) وافی كتاب النكاح ص 15_

عملی سبق

اسلام زيادہ مہر كو ملت كے لئے مصلحت نہيں ديكھتا اور سفارش كرتا ہے كہ اگر داماد كے دين اور اخلاق كو تم نے پسند كرليا ہے تو پھر مہر ميں سختی سے كام نہ لو اور تھوڑے مہر پر قناعت كرلو_
پيغمبر اكرم صلی اللہ عليہ و آلہ و سلم فرماتے ہيں ميری امت كی بہترين عورتيں وہ ہيں جو خوبصورت اور كم مہر والی ہوں_(1)
امام جعفر صادق عليہ السلام نے فرمايا ہے كہ عورت كی برائي اس ميں ہے كہ اس كا مہر بہت زيادہ ہو_(2)
اسلام كا عقيدہ يہ ہے كہ زيادہ مہر زندگی كو لوگوں پر سخت كرديتا ہے اور بہت زيادہ مشكلات كا ملت كے لئے موجب ہوتا ہے_ مہر ميں آسانی كر كے جواوں كو ازدواج زندگی كی طرف مائل كرنا چاہيئے ا كہ ہزاروں اجتماعی مفاسد اور روحی امراض سے روكا جاسكے_ زيادہ مہر داماد كی زندگی كو ابتدا ہی ميں متزلزل كرديتا ہے اور مياں بيوی كی محبت پر بھی بر اثر ڈالتا ہے (مياں بيوی كی محبت ميں خلوص پيدا نہيں ہونے ديتا) جوانوں كو شادی كی طرف سے بے رغبت كرديتا ہے_ پيغمبر اسلام (ص) لوگوں كو خود عمل كر كے سمجھا رہے ہيں كہ زيادہ مہر اسلامی معاشرے كے لئے واقعاً مصلحت نہيں ركھتا اسی لئے تو آپ نے اپنی عزيزترين بيٹی كا معمول مہر پر جيسا كہ بيان كيا گيا حضرت علی (ع) سے نكاح كرديا يہاں تك كہ كوئي چيز بطور قرض بھی علی (ع) كے ذمّہ نہيں سونپي_
----

1) وافی كتاب النكاح_ ص 15_
2) وافی كتاب النكاح_ ص 15_

حضرت زہرا علیہا السلام کا جہیز

پیغمبر اسلام(ص) نے حضرت علی (ع) سے فرمایا ابھی اٹھو ارو اس زرہ کو جو تم نے حضرت زہرا (ع) کے لئے مہر قرار دی ہے، بازار میں جا کر فروخت کردو اور اس کی قیمت میرے پاس لے آؤ تا کہ میں تمہارے لئے جہیز اور گھر کے اسباب مہیا کروں_
چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے زرہ کو بازار میں لے جا کر فروخت کردیا، مختلف روایات میں اس کی قیمت چار سو سے لے کر پانچ سو درہم تك بتائي گئي ہے_ واضح رہے کہ بعض روایات کی بنا پر جناب عثمان نے آپ کی زرہ خریدی اور بعد میں حضرت علی (ع) کو ہدیہ کردي_(1)
حضرت علی علیہ السلام زرہ کی قیمت لے کر پیغمبر خدا(ص) کی خدمت میں پیش کي، رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے جناب ابوبکر، سلمان فارسی اور بلال کو بلوایا اور کچھ درہم انہیں دے کر فرمایا کہ اس مقدار سے جناب فاطمہ (ع) کے لوازمات اور اسباب زندگی خرید کر لاؤ اور اس سے کچھ درہم اسماء کو دیئے اور فرمایا کہ اس سے عطر اور خوشبو مہیا کرو او رجو درہم باقی بچے وہ جناب ام سلمہ کے پاس رکھ دیئے گئے_
ابوبکر کہتے ہیں کہ جب میں نے درہم کو گنا تو سترسٹھ درہم تھے اور اس سے میں نے یہ اسباب اور لوازمات خریدے_
1_ ایك سفید قمیص_
2_ ایك بڑی چادر سر ڈھانپنے کے لئے (یعنی برقعہ)_

----

1) بحار الانوار_ ج 43_ ص 130_

3_ ایك سیاہ خیبری حلہ_
4_ ایك چار پائي جو کھجور کے لیف سے نبی ہوئي تھي_
5_ دو عدد توشك ، گدے کہ ایك میں گوسفند کی پشم بھری گئي اور دوسری میں کجھور کے پتے بھرے گئے_
6_ چار عدد تکیہ جو گوسفند کے چمڑے سے بنائے گئے تھے کہ جن کو اذخر نامی خوشبودار گھاس سے بھرا گیا تھا_
7_ ایك عدد چٹائي ہجری نامي_
8_ ایك عدد دستی چکي_
9_ ایك تانبہ کا پیالہ_
10_ پانی بھر نے کے لئے ایك عدد چمڑے کی مشك_
11_ کپڑا دھونے کے لئے ایك عدد تھال_
12_ دودھ کے لئے ایك عدد پیالہ_
13_ پانی پینے کا ایك عدد برتن _
14_ ایك پشمی پردہ_
15_ ایك عدد لوٹا_
16_ ایك عدد کٹی ا برتن جسے صراحی (سبو) کہا جاتا ہے_
17_ فرش کرتے کے لئے ایك عدد چمڑا_
18_ ایك عدد کوزے_
19_ ایك عدد عبا_(1)
جب جناب زہرا (ع) کا جہیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے سامنے لے

----

1) مناقب شہر ابن آشوب _ ج 2 ص 353 و کشف الغمہ_ ج 1 ص 359_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

64

آئے تو آپ كى آنكھوں سے آنسو جارى ہوگئے اور اپنے سر كو آسمان كى طرف بلند كر كے فرمايا اے خدا اس شادى كو مبارك كر كہ جس كے اكثر برتن مٹى كے ہيں_

مسلمانوں كے لئے درس

جناب زہرا عليہا السلام اور حضرت على عليہ السلام كى شادى اسلامى نمونہ كا سب سے اہم اور احساس ترين شادى ہوسكتى ہے كيونكہ جناب زہر ا عليہا السلام كے والد جزيزة العرب كى بہت بڑى شخصيت بلكہ جہان اسلام كى اہم شخصيت اور برگزيدہ پيغمبر تھے_لڑكى كى بھى بہترين او رعاقل ترين اور تربيت شدہ اور باكمال تھى اور نبائے بشريت كى چار عورتوں ميں سے ايك ہيں اور داماد بھى حسب و نسب كے لحاظ سے عرب كے معزز خاندان سے تھے، علم اور كمال اور شجاعت كے لحاظ سے تمام مردوں پر برترى ركھتے ہيں آپ رسول خدا(ص) كے جانشين اور وزير اور مشير ہيں اور لشكر اسلام كے سپہ سالار ہيں، اس قسم كى شادى كو خاص اہتمام اور شان و شوكت كے ساتھ منعقد ہونا چاہيئے تھا ليكن جيسا آپ ملاحظہ كرچكے ہيں يہ تقريب بہت سادى سے انجام پذير ہوئي اسلام كى مثالى خاتون كا جہيز جو مہيا كيا گيا وہ آپ ملاحظہ كرچكے ہيں اس سے زيادہ تعجب خيز بات يہ ہے كہ يہى مختصر جہيز بھى خود حضرت زہرا عليہا السلام كے حق مہر سے خريدا گيا يوں نہيں كيا گيا كہ حق مہر كو محفوظ كرليا گيا ہو اور لڑكى كے باپ نے ہزاروں مصائب اور دوسرے اپنى لڑكى كے لئے جہيز اپنى جيب سے مہيا كيا ہو_

پيغمبر خدا(ص) جيسے بھى ہوتا اگر چہ فرض ہى لے كر كيوں نہ ہوتا يوں كرسكتے تھے كہ بہت آبرومندانہ جہيز اس زمانے كے معمول كے مطابق اپنى اكلوتى عزيزترين بيٹى كے لئے مہيا كرتے اور يوں كہتے كہ ميں خدا كا پيغمبر ہوں مجھے اپنى شان كا خيال ركھنا ضرورى ہے ميرى بيٹى دنيا كہ بہترين عورتوں ميں سے ايك عورت ہے اس كى عظمت اور عزت كا احترام

65

كيا جانا چاہيئے اور اس كى خوشحالى كے اسباب فراہم كرنے چاہئيں ميرے داماد كے خدمات او رجہاد كسى پر مخفى نہيں اس كا احترام اور اس كے زحمات كى قد ردانى اس كى آبرو كے لحاظ سے بہترين وسائل اور اسباب مہيا كر كے مجھے كرنى چاہيئے_

ليكن پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كو جہيز ميں مقابلہ اور زيادتى كے ضرر اور مفاسد كا معاشرہ ميں علم تھا اور آپ كو علم تھا كہ اگر مسلمان اس مصيبت ميں گرفتار ہوگئے تو انہيں عمومى فقر اور اقتصادى ديو اليہ اور كثرت طلاق اور جوانوں كا شادى كرنے كا رجحان كم ہوجائے گا اور روز بروز بے زن جوانوں اور بے شوہر لڑكيوں كى زيادتى اور جرائم اور جنايات كى كثرت مختلف قسم كے فحشا اور اعصابى بيماريوں كا وجود ميں آنا جيسے مصائب ميں گرفتار ہونا پڑے گا اسى لئے اس مثالى شادى كہ جس كے منتظمين اسلام كى پہلى اور دوسرى شخصيت تھيں كمال سادگى سے عمل ميں لائي گئي، تا كہ يہ ملت اسلاميہ اور مسلمانوں كے زمام داروں كے لئے عمل درس واقع ہو_

حضرت على عليہ السلام بھى ان كوتاہ فكر جوانوں ميں سے نہ تھے كہ جو مال اور دولٹ كے اكٹھے كرنے كے لئے شادى كرتے ہيں كہ اگر جہيز ميں كچھ كمى ہو تو ہر روز اپنى بيوى كے لئے درد سر بنے رہتے ہيں اور اسے بے جا ڈانٹ ڈپٹ اور اعتراضات سے ازدواجى زندگى كو متزلزل كرديتے ہيں اور زندگى باصفا اور گرم كو بے محل طفلانہ بہانوں سے انس ا ور محبت كے گھر كو اختيار قيد خانے ميں تبديل كرديتے ہيں حضرت على عليہ السلام ملت اسلامى كے امام و پيشوا تھے اور چاہتے تھے كہ اس قسم كے غلط افكار سے مبارزہ كيا جائے مال اور دولت آپ كى نگاہ ميں كچھ قيمت نہ ركھتے تھے_

66

حضرت على (ع) كے گھر كا اثاثہ

حضرت على عليہ السلام نے مندرجہ ذيل اسباب حجلہ عروسى كے لئے مہيا كر ركھے تھے_

1_ ايك لكڑى كى جس پر كپڑے اور پانى كى مشك ٹانگى جاسكے_

2_ گوسفند كى كھال_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

3_ ايك عدد تكيہ_
4_ ايك عدد مشك_
5_ ايك عدد آٹے كى چھلني_ (1)

عروسى كے متعلق گفتگو
حضرت على عليہ السلام فرماتے ہيں كہ ايك مہينہ تقريباً گزر گيا اور ميں حيا كرتا تھا كہ پيغمبر (ص) سے جناب فاطمہ (ع) كے بارے ميں تذكرہ كروں ليكن جب بھى تنہائي ہوتى تو جناب رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم فرماتے ، يا على كتنى نيك اور زيبا تم كو رفيقہ حيات نصيب ہوئي ہے، جو دنيا كى عورتوں سے افضل ہے ايك دن ميرے بھائي عقيل ميرے پاس آئے اور كہا:
بھائي جان ہم آپ كى شادى سے بہت خوش حال ہيں، كيوں رسول خدا(ص) سے خواہش كرتے كہ فاطمہ (ع) كو آپ كے گھر روانہ كريں؟ تا كہ آپ كى شادى كى خوشى سے ہمارى آنكھيں ٹھنڈى ہوں، ميں نے جواب ديا ميں بہت چاہتا ہوں كہ رخصتى كرلاؤں ليكن پيغمبر اسلام(ص)

----

1) بحار الانوار_ ج 43_ ص 114_

67
سے شر م كرتا ہوں عقيل نے كہا تمہيں خدا كى قسم ابھى ميرے ساتھ آؤ تا كہ پيغمبر اسلام(ص) كى خدمت مينچليں _
حضرت على (ع) جناب عقيل كے ساتھ رسول خدا(ص) كے گھر كى طرف روانہ ہوئے استے ميں جناب ام ايمن سے ملاقات ہوگئي ان سے واقعہ كو بيان كيا تو جناب ام ايمن نے كہا كہ آپ مجھے اجازت ديجئے ميں رسول خدا(ص) سے اس بارے ميں گفتگو كروں گي، كيونكہ اس قسم كے معاملے ميں عورتوں كى گفتگو زيادہ موثر ہوا كرتى ہے، جب ام ايمن اور دوسرى عورتيں اصل معاملہ سے مطلع ہوئيں تو تمام كى تمام پيغمبر (ص) كى خدمت ميں مشرف ہوئيں اور عرض كى يا رسول اللہ(ص) ہمارے ماں باپ آپ پر قربان جائيں_ ہم ايك ايسے موضوع كے لئے آپ كى خدمت ميں حاضر ہوئي ہيں كہ اگر جناب خديجہ زندہ ہوتيں تو بہت زيادہ خوشحال ہوتيں_ جناب پيغمبر خدا(ص) نے جب خديجہ كا نام سنا تو آپ كے آنسو نكل آئے اور فرمايا كہ خديجہ كہاں اور خديجہ جيسا كون، جب لوگ مجھے جھٹلاتے تھے تو خديجہ ميرى تصديق كرتى تھيں_ دين خدا كى ترويج كى خاطر اپنا تمام مال ميرے اختيار دے ركھا تھا_ خديجہ وہ عورت تھى كہ جن كے متعلق اللہ تعالى نے مجھ پر وحى نازل كى كہ خديجہ كو بشارت دوں كہ خدا اس كو بہشت ميں زمرد كا بنا ہوا گھر عطا فرمائے گا_
ام سلمہ نے عرض كى كہ ميرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ جتنا بھى خديجہ كے متعلق فرمائيں وہ درست ہے خدا ہم كو ان كے ساتھ محشور فرمائے، يا رسول اللہ(ص) آپ كے بھائي اور چچازاد بھائي چاہتے ہيں كہ اپنى بيوى اپنے گھر لے جائيں_ آپ(ص) نے فرمايا وہ خود اس بارے ميں مجھ سے كيوں بات نہيں كرتے؟ عرض كہ وہ حيا كرتے ہيں، جناب پيغمبر خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم نے ام ايمن سے فرمايا كہ ابھى على (ع) كو ميرے پاس حاضر كرو_

68
جب حضرت على (ع) آپ كى خدمت ميں مشرف ہوئے تو فرمايا اے على چاہتے ہو كہ اپنى بيوى اپنے گھر لے جاؤ؟ آپ نے عرض كيا ہاں يا رسول اللہ(ص) آپ نے فرمايا كہ خدا مباركے كرے، آج رات يا كل رات رخصتى كے اسباب فراہم كردوں گا_
اس كے بعد آپ نے عورتوں سے فرمايا كہ فاطمہ (ع) كو زينت كرو اور خوشبوں لگاؤ اور ايك كمرہ ميں فرش بچھا دو تا كہ اس كى رخصتى كے آداب بجالاؤں _(1)

رخصتى كا جشن
پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم نے حضرت على (ع) سے فرمايا كہ عروسى ميں وليمہ ديا جائے اور ميں دوست ركھتا ہوں كہ ميرى امت شاديوں ميں وليمہ ديا كرے_ سعد اس مجلس ميں موجود تھے، انہوں نے عرض كى كہ ايك گوسفند ميں آپ كو

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس جشن کے لئے دیتا ہوں، دوسرے اصحاب نے بھی حسب استطاعت اس میں مدد کی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے بلال سے فرمایا ایك گوسفند لے آو اور حضرت علی (ع) سے فرمایا کہ اس حیوان کو ذبح کرو، آپ نے دس درہم بھی انہیں دیئے اور فرمایا اس سے کچھ گھي، خرما، کشك لے آو اور روٹی بھی مہیا کرو اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ جسے چاہتے ہو کھانا کھانے کی دعوت دے دو_ حضرت علی علیہ السلام نے اصحاب کے ایك بہت بڑے گروہ کو دعوت دي_ گوشت پکایا گیا اور گھی اور خرما اور کشك کے ذریعے غذا حاضر کی گئي_
چونکہ مہمانوں کی تعداد زیادہ تھی اور پذیرائي کے اسباب تھوڑے تھے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حکم دیا کہ مہمان دس، دس ہو کر اندر آئیں اور کھانا

----

1) بحار الانوار_ ج 43_ ص 130 و 132_

کھائیں_ اس جشن میں جناب عباس اور حضرت حمزہ اور حضرت علی (ع) اور جناب عقیل مہمانوں کی پذیرائي کر رہے تھے، دسترخوان بچھایا گیا اور اصحاب دس، دس ہو کر اندر آتے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اپنے دست مبارك سے غذا نکالتے اور مہمانوں کے سامنے رکھتے، جب سیر ہو جاتے تو باہر چلے جاتے اور دوسرے دس آدمی اندر آجاتے اس طرح سے بہت زیادہ لوگوں نے کھانا کھایا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے دست مبارك کی برکت سے تمام لوگ سیرہوگئے اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جو غذا بچ رہی ہے وہ فقرا اور مساکین کے گھروں کو "جو ولیمہ میں حاضر نہ ہوسکتے تھے" پہنچائي جائے اور حکم دیا کہ ایك برتن میں حضرت زہرا(ع) اور حضرت علی علیہ السلام کے لئے غذا رکھی جائے _(1)

حجلہ کی طر ف

پیغمبر خدا(ص) کی عورتوں نے جناب فاطمہ (ع) کو آراستہ کیا آپ کو عطر اور خوشبو لگائي، پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت علی (ع) کو بلایا اور اپنے دائیں جانب بٹھایا اور جناب فاطمہ (ع) کو اپنے بائیں جانب بٹھایا، اس کے بعد دونوں کو اپنے سینے سے لگایا اور دونوں کی پیشانی کو بوسہ دیا دلہن کا ہاتھ پکڑا اور داماد کے ہاتھ میں دیا اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ فاطمہ (ع) اچھی رفیقہ حیات ہے اور جناب فاطمہ (ع) سے فرمایا کہ علی (ع) بہترین شوہر ہیں_
اس کے بعد عورتوں کو حکم دیا کہ دولھا، دلھن کو خوشی اور جوش و خروش سے حجلہ کی طر ف لے جائیں لیکن اس قسم کا کوئي کلام نہ کریں کہ جس سے اللہ ناراض ہوتا ہو

----

1) بحارالانوار_ ج 43 ص 132 و 137 و 114و 106_

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی عورتوں نے جوش و خروش سے اللہ اکبر کہتے ہوئے فاطمہ (ع) اور علی (ع) کو حجلہ تك پہنچایا رسول خدا(ص) بھی اس کے پیچھے آپہنچے اور حجلہ میں وارد ہوگئے اور حکم دیا کہ پانی کا برتن حاضر کیا جائے تھوڑا سا پانی لے کر آپ نے جناب فاطمہ (ع) کے جسم پر چھڑ کا اور حکم دیا کہ باقی پانی سے وضو کریں اور منہ دھوئیں اس کے بعد ایك اور پانی کا برتن منگوایا اور اسے کچھ پانی حضرت علی علیہ السلام کے جسم پر چھڑکا اورحکم دیا کہ باقی پانی سے وضو کریں اور منہ دھوئیں اس کے بعد آپ نے دلھن اور داماد کا بوسہ لیا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا_ اے خدا_ اس شادی کو مبارك فرما اور ان سے پاك و پاکیزہ نسل وجود میں آئے_
جب آپ نے چاہا کہ حجلہ سے باہر جائیں تو جناب فاطمہ (ع) نے آپ کا دامن پکڑلیا اور رونا شروع کردیا، آپ نے فرمایا میری پیاری بیٹي، میں نے بردبار تریں اور دانشمندترین انسان سے تیری شادی کی ہے_
اس کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور حجلہ کے درواز پر آکر دروازے کے عتبے کو پکڑ کر فرمایا کہ خدا تمہیں اور تمہاری نسل کو پاك و پاکیزہ قرار دے، میں تمہارے دوستوں کا دوست ہوں اور تمہارے دشمنوں کا دشمن، اب رخصت ہوتا

ہوں اور تمہیں خداوند عالم کے سپرد کرتا ہوں_ حجلے کے دروازے کو بند کیا اور عورتوں سے فرمایا کہ سب اپنے گھروں کو چلی جائیں اور یہاں کوئي بھی نہ رہے_ تمام عورتیں چلی گئیں_
جب پیغمبر اسلام(ص) نے باہر جانا چاہا تو دیکھا کہ ایك عورت وہاں باقی ہے پوچھا تم کون ہو مگر میں نے نہیں کہا کہ سب چلی جاؤ_
اس نے عرض کی میں اسماء ہوں، آپ نے توفرمایا کہ سب چلی جاؤ لیکن میں جانے سے معذور ہوں کیونکہ جب جناب خدیجہ اس جہان سے کوچ فرما رہی تھیں تو میں نے دیکھا

کہ وہ رور رہی ہیں، میں نے عرض کیا آپ بھی روتی ہیں؟ حالانکہ تم دنیا کہ عورتوں سے بہترین عورت ہو، اور رسول خدا(ص) کی بیوی ہو، اللہ تعالی نے تجھے بہشت کا وعدہ دیا ہے_ آپ نے کہا میں اس لئے رو رہی ہوں کہ جانتا ہوں لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ شب زفاف اس کے پاس کوئي ایسی عورت ہو جو اس کی محرم راز ہو اور اس کی ضروریات کو پورا کرے، میں دنیا سے جارہی ہوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ فاطمہ (ع) شب زفاف کوئي محرم نہ رکھتی ہوگی اور اس کا کوئي مدد گار نہ ہوگا اس وقت میننے خدیجہ سے عرض کیا گہ اگر کیا کہ اگر میں فاطمہ (ع) کے شب زفاف تك زندہ رہی تو تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اس کے پاس رہوں گی اور اس سے مادری سلوك آپ کے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا تجھے خدا کی قسم تم اسی غرض سے یہاں رہ گئي ہو؟ عرض کیا ہاں_ پیغمبر(ص) نے فرمایا تم اپنے ودعدہ پر عمل کرو_(1)
----

1) بعض روایات کی بنا پر جب چو تھے دن پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم جناب فاطمہ (ع) کے گھر گئے تو آپ(ص) (ص) نے اسماء سے ملاقات کي، بہرحال یہ داستان اسماء بہت سے تاریخ نویسوں نے لکھی ہے اور اس میں نسبت بھی اسماء بنت عمیس کی طرف اس واقعہ کی دی ہے، لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہو تو وہ عورت اسماء بنت عمیس نہیں ہوسکتیں کیونکہ اس وقت اسماء جناب جعفر طیار کی زوجہ تھیں اور آپ کے ساتھ حبشہ میں موجود تھیں جناب فاطمہ (ع) کی شادی کے وقت مدینہ میں موجود نہ تھیں مدینہ میں آپ خیبر کے فتح ہونے کے بعد آئیں، لہذا وہ عورت جو جناب فاطمہ (ع) کے پاس شب زفاف میں رہیں وہ یا اسماء بنت یزید بن سکن انصاری یا سلمی جو اسماء بنت عمیس کی بہن تھیں ہوگي_ بہرحال صاحب کشف الغمہ لکھتے ہیں اس عورت کے نام میں مورخین کو اشتباہ ہوا ہے_

فاطمہ کا دیدار

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم زفاف کی رات کی صبح کو دودھ برتن میں لئے ہوئے جناب فاطمہ (ع) کے حجلہ میں گئے اور وہ برتن جناب فاطمہ (ع) کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا تمہارا باپ تم پر قربان ہو اس کو پیئو، اس کے بعد حضرت علی (ع) سے فرمایا تمہارے چچا کہ بیٹا تم پر قربان ہو تم بھی پیئو_ (1)
حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا بیوی کیس تھي؟ عرض کیا اللہ کی بندگی میں بہترین مددگار_ جناب فاطمہ (ع) سے پوچھا کہ شوہر کیسے تھے؟ عرض کیا بہترین شوہر_ (2)
پیغمبر(ص) اس کے بعد چار دن تك جناب فاطمہ (ع) کے گھر تشریف نہیں لے گئے اور جب چو تھے دن جناب فاطمہ (ع) کے حجلہ میں تشریف لے گئے تو آپ سے خلوت میں پوچھا، تیرا شوہر کیسا ہے؟ عرض کی ا بّا جان مردوں میں سے بہترین شوہر اللہ نے مجھے عطا کیا، لیکن قریش کی عورتیں میرے دیدار کے لئے آئیں تو بجائے مبارك باد دینے کے میرے دل پر غم کی گرہ چھوڑ گئیں اور کہنے لگیں تمہارے باپ نے تمہارا نکاح ایك فقیر و تہی دست انسان سے کیا ہے، حالانکہ مال دار اور ثروت مندمرد تمہارے خواستگار تھے_ جناب رسول خدا(ص) نے اپنی بیٹی کی تسلی دی اور فرمایا اے نور چشم تمہارے باپ اور شوہر فقیر نہیں ہیں خدا کی قسم زمین کے خزانے کی چابیاں میرے سامنے پیش کی گئیں لیکن میں نے اخروی نعمات کو دنیا کے مال اور ثروت پر ترجیح دي، عزیزم میں نے تیرے لئے ایك ایسا شوہر منتخب کیا ہے جس نے
----

1) كشف الغمہ_ ج 7 ص 99_
2) بحارالانوار_ ج 43 ص 117_

73

تمام لوگوں سے پہلے اسلام کا اظہار کیا اور جو علم و حلم اور عقل کے لحاظ سے تمام لوگوں پر برتری رکھتا ہے_ خداوند عالم نے تمام لوگوں سے مجھے اور تیرے شوہر کو چنا ہے_ بہت بہترین شوہر والی ہو اس کی قدر کو سمجھو اور اس کے حکم کی مخالفت نہ کرو_ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی بیوی کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آنا، تمہیں معلوم ہونا چاہیئےہ فاطمہ (ع) میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو شخص اسے اذیت دے گا وہ مجھے اذیت دے گا اور جو اسے خوشنود کرلے گا، وہ مجھے خوشنود کرے گا، میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اور میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں_(1)

علامہ مجلسی علیہ الرحمة نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ (ع) کا عقد ماہ مبارك میں ہوا، پہلی یا چھ ذی الحجہ کو آپ کی رخصتی ہوئي _(2)

حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے تھوڑی مدت اپنے گھر میں جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے گھر سے تھوڑے فاصلے پر تھا زندگی بسر كي، لیکن یہ فاصلہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر دشوار تھا ایك دن آپ جناب فاطمہ (ع) کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ تمہیں اپنے

----

1) جو مطالب حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی میں ذکر ہوئے ہیں انہیں ان کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے_ کشف الغمہ ج 1_ مناقب شہر ابن آشوب ج3_ تذکرة الخواص_ ذخائر العقبی _ دلائل الامامة_ سیرة ابن ہشام_ مناقب خوارزمی ینابیع المودة_ بحارالانوار، ج 43_ ناسخ التواریخ جلد حضرت فاطمہ زہرا(ع) _ اعلام الوری مجمع الزوائر، ج 9_
2) بحارالانوار، ج 43 ص 136_

74

نزدیك بلالوں، آپ نے عرض کی حادثہ بن نعمان سے بات کیجئے کہ وہ اپنا مکان ہمیں دے دے، آپ نے فرمایا حادثہ بن نعمان اپنی منازل ہمارے لئے خالی کر کے خود بہت دور چلاگیا ہے، اب مجھے اس سے شرم آتی ہے_ جناب حارث کو جب اس کی خبر ہوئي تو وہ جناب رسول خدا کی خدمت میں مشرف ہوا اور عرض کی یا رسو ل اللہ(ص) میں اور میرا مال آپ کے اختیار میں ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ فاطمہ (ع) کو میرے گھر منتقل کردیں_ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو حارثہ کے مکان میں منتقل کردیا_(1)

----

1) طبقات ابن سعد، ج 8 بخش 1 ص 14_

75

حصّہ سوم

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

فاطمہ (ع) علی (ع) کے گھر میں

76 جناب فاطمہ (ع) باپ کے گھر سے شوہر کے گھر منتقل ہوگئیں لیکن خیال نہ کیجئے کہ کسی اجنبی کے گھر گئي ہیں گرچہ آپ مرکز نبوت سے باہر چلی گئي ہیں لیکن مرکز ولایت میں پہنچ گئیں_ اسلام کے سپہ سالار فوج کے کمانڈر جنگ کے وزیر اور خصوصی مشیر اسلام کی پہلی شخصیت کے گھر وارد ہوئي ہیں اس مرکز میں آنے سے بہت سخت وظائف آپ کے کندھے پر آن پڑے ہیں، اب رسمی ذمہ داریاں بھی آپ پر عائد ہوگئیں_ یہاں رہ کر آپ کو اسلام کی خواتین کے لئے ازدواجی زندگي، امور خانہ داري، بچوں کی تربیت کا عملی طور پر درس دینا ہے، خواتین اسلام کو فداکاري، صداقت، محبت لازمی طور پر درس دینا ہوگا آپ کو اس طرح زندگی گزارنا ہے جو مسلمان عورتوں کے لئے ایك نمونہ بن جائے کہ عالم کی خواتین آپ کے وجود کے آئینے میں اسلام کی نورانیت اور حقیقت کو دیکھ سکیں_

امور خانہ داري
پہلا گھر کہ جس کے دونوں رکن میاں اور بیوی گناہوں سے پاك اور معصوم انسانیت کے فضائل اور کمالات سے مزین ہیں وہ حضرت علی (ع) اور جناب فاطمہ (ع) کا گھر تھا_ حضرت علی (ع) ایك اسلامی مرد کا مل نمونہ تھے اور حضرت زہرا (ع)

77
ایك مسلمان عورت کا کامل نمونہ تھیں_
علی ابن ابی طالب نے بچپن سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے دامن میں اور آپ کی زیر نگرانی تربیت پائي تھي_ کمالات اور فضائل اور بہترین اور اعلی ترین اسلامی اخلاق کے مالك تھے، جناب زہرا(ع) نے بھی اپنے باپ کے دامن میں تربیت پائي تھی اور آپ اسلامی اخلاق سے پوری طرح آگاہ تھیں_ آپ لوگوں کے کان بچپن سے قرآن سے مانوس تھے_ رات دن ا ور کبھی کبھار قرآن کی آواز خودپیغمبر (ص) کے دہن مبارك سے سنا کرتے تھے_ غیبی اخبار اور روحی سے آگاہ تھے اسلام کے حقائق اور معارف کو اس کے اصلی منبع اور سرچشمہ سے دریافت کرتے تھے اسلام کا عملی نمونہ پیغمبر اسلام(ص) کے وجودی آئینہ میں دیکھا کرتے تھے اسی بناء پر گھر یلو زندگی کا اعلی ترین نمونہ اس گھر سے دریافت کیا جاسکتا ہے_
علی (ع) اور فاطمہ (ع) کا گھر واقعاً محبت اور صمیمیت کا با صفا محور تھا_ میاں بیوی کمال صداقت سے ایك دوسرے کی مداد اور معاونت کر رہے تھے گھر یلوکاموں میں ایك دوسرے کی مدد کرتے تھے_ بیاہ کے ابتدائي دنوں میں پیغمبر (ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ گھر کے کام کاج ہم میں تقسیم کردیں_ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا گھر کے اندرونی کام فاطمہ انجام دیں گی اور بیرونی کام علی (ع) کے ذمہ ہوں گے فاطمہ (ع) فرماتی ہیں کہ میں اس تقسیم سے بہت خوش ہوئي کہ گھر کے بیرونی کام میرے ذمہ نہیں گئے _(1)
جی ہاں فاطمہ (ع) وحی کی تربیت یافتہ تھیں اور جانتی تھیں کہ گھر ایك اسلام کا بہت بڑا مورچہ ہے ، اگر عورت کے ہاتھ سے یہ مورچہ نکل گیا اور خرید و فروخت کے
----

1) بحارالانوار، ج 43 ص 81_

78
لئے گھر سے باہر نکل پڑی تو پھر وہ امور خانہ داری کے وظائف اور اولاد کی تربیت اچھی طرح انجام نہیں دے سکے گی یہی وجہ تھی کہ آپ اس تقسیم سے خوش ہوگئیں کہ گھر کے مشکل اور سخت کام علی (ع) کے سپرد کئے گئے ہیں_
اسلام کی بے مثال پہلی شخصیت کی بیٹی کام کرنے کو عارنہ سمجھتی تھی اور گھر کے مشکل کاموں کی بجا آوری سے نہیں کتراتی تھیں، آپ نے اس حد تك گھر کے کاموں میں زحمت اٹھائي کہ خود حضرت علی علیہ السلام آپ کے بارے میں یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمات کو سراہا کرتے تھے آپ نے اپنے ایك دوست سے فرمایا تھا کہ چاہتے ہو کہ میں اپنے او

رفاطمہ (ع) كے متعلق تمہيں بتلاؤں_
اتنا ميرے گھر پانی بھی کر لائي ہيں كہ آپ كے كندھے پر مشك كا نشان پڑ گيا تھا اور اتنی آپ نے چكی پيسی كہ آپ كے ہاتھ پر چھالے پڑ گئے تھے، اتنا آپ نے گھر كی صفائي اور پاكيزگی اور روٹی پكانے ميں زحمت اٹھائي ہے كہ آپ كا بساس ميلا ہوجاتا تھا_ آپ پر كام كرنا بہت سخت ہوچكا تھا ميں نے آپ سے كہا تھا كتنا بہتر ہوگا كہ اگر آپ پيغمبر(ص) كی خدمت ميں حاضر ہو كر حالات كاآپ(ص) سے تذكرہ كريں شادی كوئي كنيز آپ كے لئے مہيا كرديں_ تا كہ وہ آپ كی امور خانہ داری ميں مدد كرسكے_
جناب فاطمہ (ع) پيغمبر(ص) كی خدمت ميں گئيں ليكن اصحاب كی ايك جماعت كو محو گفتگو ديكھ كر واپس لوٹ آئيں اور شرم كے مارے آپ سے كوئي بات نہ كي_ پيغمبر(ص) نے محسوس كرليا تھا كہ فاطمہ (ع) كسی كام كی غرض سے آئي تھيں، لہذا آپ(ص) دوسرے دن ہمارے گھر خود تشريف لے آئے اور اسلام كيا ہم نے جواب سلام ديا آپ ہمارے پاس بيٹھ گئے اور فرمايا بيٹی فاطمہ (ع) كس لئے ميرے پاس آئي تھيں؟ جناب فاطمہ (ع) نے اپنی حاجت كے بيان كرنے ميں شرم محسوس كی حضرت علی (ع) نے عرض كی يا رسول اللہ(ص) ، فاطمہ (ع) اس قدر پانی بھر كر لائيں ہيں كہ مشك كے بند كے داغ آپ كے سينے پر پڑچكے ہيں اتنی آپ نے

چكی چلائي ہے كہ آپ كے ہاتھ پر چھالے پڑ گئے ہيں اتنا آپ نے اپنے گھر كی صفائي كے لئے جھاڑو ديئے ہيں كہ آپ كا لباس غبار آلود اور ميلا ہوچكا ہے اور اتنا آپ ن خوراك اور غذا پكائي ہے كہ آپ كا لباس كثيف ہوگيا ہے_ ميں نے ان سے كہا تھا كہ آپ كی خدمت ميں جائيں شايد كوئي كنيز اور مددگار آپ انہيں عطا فرما ديں_
پيغمبر(ص) نے فرمايا بيٹی فاطمہ (ع) كيا تمہيں ايسا عمل نہ بتلاؤں جو كنيز سے بہتر؟ جب سونا چاہو تو تينتيس مرتبہ سبحان اللہ، تينتيس مرتبہ الحمد اللہ، چونتيس مرتبہ اللہ اكبر پڑھا كرو_ يہ ذكر ايك سو سے زيادہ نہيں_ ليكن اس نے نامہ عمل ميں ايك ہزار حسنہ لكھا جاتا ہے_ فاطمہ (ع) ، اگر اس ذكر كو ہر روز صبح پڑھو تو خداوند تيرے دنياا ور آخرت كے كاموں كی اصلاح كردے گا_ فاطمہ (ع) نے جواب ميں كہا ابا جان ميں خدا اور اس كے رسول سے راضی ہوگئي _(1)
ايك دوسری حديث ميں اس طرح آيا ہے كہ فاطمہ (ع) نے اپنے حالات اپنے با سے بيان كئے اور آپ(ص) سے ايك لونڈی كا تقاضا كيا_ رسول خدا صلی اللہ عليہ و آلہ و سلم نے گريہ كرتے ہوئے فرمايا_ فاطمہ (ع) خدا كی قسم چار سو آدمی فقير اس وقت مسجد ميں رہ رہے ہيں كہ جن كے پاس نہ خوراك ہے اور نہ ہی لباس مجھے خوف ہے كہ اگر تمہارے پاس لونڈی ہوئي تو گھر ميں خدمت كرنے كا جو اجر و ثواب ہے وہ تمہارے ہاتھ سے نكل جائے گا_ مجھے خوف ہے كہ علی ابن ابی طالب قيامت كے دن تم سے اپنے حق كا مطالبہ كريں اس كے بعد آپ نے تسبيح زہرا(ع) آپ كو بتلائي_ اميرالمومنين نے فرمايا كہ دنيا كی طلب كے لئے پيغمبر(ص) كے پاس گئي تھيں ليكن آخرت كا ثواب ہميں نصيب ہوگيا_(2)

----

1) بحارالانوار، ج 43 ص 82_ 134_
2) بحارالانوار، ج 43 ص 85_

ايك دن پيغمبر(ص) جناب فاطمہ (ع) كے گھر تشريف لے گئے ديكھا كہ علی (ع) اور فاطمہ (ع) چكی چلانے ميں مشغول ہيں آپ نے پوچھا تم ميں سے كون تھك چكا ہے؟ حضرت علی عليہ السلام نے عرض كی كہ فاطمہ (ع) ، چنانچہ جناب رسول خدا صلی اللہ عليہ و آلہ و سلم جناب فاطمہ (ع) كی جگہ بيٹھ گئے اور حضرت علی كی چكی چلانے ميں مدد كي_(1)
جناب جابر كہتے ہيں كہ پيغمبر اسلام(ص) نے ديكھا كہ جناب فاطمہ (ع) معمولی قيمت كا لباس پہنے ہوئے ہيں اور اپنے ہاتھ سے چكی چلاتی ہيں اور بچوں كو گود ميں لئے ہوئے دودھ پلاتی ہيں يہ منظر ديكھ كر آپ كے آنسو جاری ہوگئے اور فرمايا ميری پياری بيٹی دنيا كی سختی اور تلخی كو برداشت كرو تا كہ آخرت كی نعمتوں سے سرشار ہوسكو آپ نے عرض كيا، يا رسول اللہ(ص) ميں اللہ تعالی كی ان نعمتوں پر شكر گزار ہوں اس كے بعد يہ آيت نازل ہوئي كہ خدا قيامت كے دن اتنا تجھے عطا كرے گا كہ تو راضی ہوجائے _(2)
اما م جعفر صادق عليہ السلام نے فرمايا ہے كہ حضرت علی (ع) لكڑياں اور گھ كا پانی مہيا كرتے تھے اور گھر كی صفائي كرتے تھے اور جناب فاطمہ (ع) چكی پيستی تھيں اور آٹا گوندھتی اور روٹی پكاتی تھيں_(3)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ايك دن جناب بلال خلاف معمول مسجد ميں صبح كى نماز ميں دير سے پہنچے تو رسول خدا صلى الله عليہ و آلہ و سلم نے دير سے آنے كى وجہ پوچھى آپ نے عرض كيا_ جب ميں مسجد آرہا تھا تو جناب فاطمہ (ع) كے گھر سے گزرا ميں نے ديكھا كہ آپ چكى پيس رہى ہيں اور

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 50_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 86_
3) بحار الانوار، ج 43 ص 151_

بچے رو رہے ہيں، ميں نے عرض كى اے پيغمبر كى بيٹى ان دو كاموں ميں سے ايك ميرے سپرد كرديں تا كہ ميں آپ كى مدد كروں، آپ نے فرمايا بچوں كو بہلانا مجھے اچھا آتا ہے اگر تم چاہتے ہو تو چكى چلا كر ميرى مدد كر و ميں نے چكى كا چلانا اپنے ذمہ لے ليا اسى لئے مسجد ميں دير سے آيا ہوں_ پيغمبر صلى الله عليہ و آلہ و سلم نے فرمايا تو نے فاطمہ (ع) پر رحم كيا ہے خدا تم پر رحم كرے_ (1)

شوہر كے ہمراہ

جناب فاطمہ (ع) كسى عام آدمى كے گھر زندگى نہيں گزار رہى تھيں بلكہ وہ اسلام كى دوسرى شخصيت، جو اسلام كے سپہ سالار اور بہادر اور قوى اور پيغمبر(ص) كے خصوصى وزير اور مشير تھے ، كے گھر ميں زندگى گزار رہى تھيں اسلام اور اپنے شوہر كے حساس مقام كو اچھى طرح سمجھتى تھيں اور جانتى تھيں كہ اگر على كى تلوار نہ ہو تو اسلام كى كوئي پيشرفت نہيں ہوسكتى ، جناب فاطمہ (ع) اسلام كے بحرانى اور بہت حساس مواقع كے لحاظ سے حضرت على عليہ السلام كے گھر زندگى گزار رہى تھيں اسلام كا لشكر ہر وقت تيار رہتا تھا، ہر سال ميں كئي لڑائياں ہو جاتى تھيں_ حضرت على (ع) ان تمام يا اكثر جنگوں ميں شريك ہوا كرتے تھے_

جناب زہرا(ع) اپنى سخت اور حساس ذمہ دارى سے باخبر تھيں اور اس سے بھى بطور كامل مطلع تھى كہ عورت كا مرد كے مزاج پر كيا اثر ہوتا ہے، جانتى تھيں كہ عورت اس قسم كا نفوذ اور قدرت ركھتى كے كہ جس طرف چاہے مرد كو پھير سكتى ہے اور يہ بھى جانتى تھيں كہ مرد كى ترقى يا تنزلى اور سعادت اور بدبختى كتنى عورت كى رفتار اور مزاج

----

1) ذخائر العقبى ، ص 51_

سے وابستہ ہے اور يہ بھى جانتى تھيں كہ گھر مرد كے لئے مورچہ اور آسائشے كا مركز ہے مرد مبارز كے ميدان اور حوادث زندگى اور ان كے مشكلات سے روبرو ہو كر تھكا ماندا گھر ہى آكر پناہ ليتا ہے تاكہ تازہ طاقت حاص كرے اور اپنے وظائف كى انجام دہى كے لئے اپنے آپ كو دوبارہ آمادہ كرسكے_ اس مہم آسائشےگاہ كى ذمہ داياں عورت كو سونپى گئي ہيں_ اسى لئے اسلام نے ازدواجى زندگى كو جہاد كے برابر قرار ديا ہے_ امام موسى كاظم عليہ السلام نے فرمايا ہے كہ عورت كا جہاد يہ ہے كہ وہ اچھى طرح شوہر كى خدمت كرے_(1)

جناب فاطمہ (ع) جانتى تھيں اسلام كا بہادر اور طاقتور سپہ سالار جنگ كے ميدان ميں اس وقت فاتح ہوسكتا ہے جب وہ گھر كے داخلى امور سے بے فكر اور اپنى رفيقہ حيات كى مہربانيوں اور تشويقات سے مطمئن ہو، اس سے يہ نتيجہ نكالا جاسكتا ہے كہ اسلام كا فداكار سپہ سالار على (ع) جب جنگ سے تھكا ماندا ميدان سے گھر آتا تھا تو اپنى ہمسر كى مہربانيوں اور نوازشات اور پيار بھرى باتوں سے كاملاً نوازا جاتا تھا_ آپ ان كے جسم كے زخموں پر مرہم پٹى كرتى تھيں ان كے خون آلود لباس كو دھوتى تھيں اور جنگ كے حالات ان سے سنانے كو كہتى تھيں_

جناب زہرا معظمہ ان تمام كاموں كو خود انجام ديتى تھيں يہاں تك كہ كبھى اپنے باپ كے خون آلود كپڑے بھى خود ہى دھويا كرتى تھيں، ہم تاريخ ميں پڑھتے ہيں كہ جب رسول خدا صلى الله عليہ و آلہ و سلم احد كى جنگ سے واپس آئے تو آپ نے اپنى تلوار جناب زہرا كو دى اور فرمايا كہ اس كا خون بھى دھودو_(2)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----

1) وافی کتاب نکاح ص 114_
2) سیرہ ابن ہشام، جلد 3 ص 106_

83

جناب زہرا(ع) اپنے شوہر کو آفرین اور شاباش دے کر شوق دلایا کرتی تھیں آپ اور کی فداکاری و بہادری کی داد دیا کرتی تھی اس طرح آپ حضرت علی (ع) کی حوصلہ افزائي اور اپ کو اگلی جنگ کے لئے تیار کرتی تھیں_ اپنی بے ریا محبت سے تھکے ماندے علی (ع) کو سکون مہیا کرتی تھیں خود حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب میں گھر واپس آتا تھا اور جناب زہرا (ع) کو دیکھتا تھا تو میرے تمام غم و اندوہ ختم ہوجایا کرتے تھے _(1)

جناب فاطمہ (ع) کبھی بھی حضرت علی (ع) کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہیں رکھتی تھیں اور کبھی بھی حضرت علی علیہ السلام کو غضبناك نہیں کرتی تھیں کیونکہ جانتی تھیں کہ اسلام کہتا ہے کہ جو عورت شوہر کو غضب ناك کرے خداوند اس کی نماز اور روزے کو قبول نہیں کرتا جب تك اپنے شوہر کو راضی نہ کرے_ (2)

جناب فاطمہ (ع) نے حضرت علی (ع) کے گھر بھی جھوٹ نہیں بولا اور خیانت نہیں کی اور کبھی آپ کے حکم کی مخالفت نہیں کی حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے فاطمہ (ع) غضبناك ہوئي ہوں، اور فاطمہ (ع) نے بھی کبھی مجھے غضبناك نہیں کیا _(3)

حضرت علی علیہ السلام نے جناب زہرا(ع) کے آخری وداع میں اس کا اعتراف کیا ہے، کیونکہ جناب زہرا(ع) نے اپنے آخری وقت میں علی (ع) سے کہا تھا اے ا بن عم آپ نے مجھے کبھی دروغ گو اور خائن نہیں پایا جب سے آپ نے میرے سامنے زندگی شروع کی ہے میں نے آپ کے احکام کی مخالفت نہیں کي، علی (ع) نے فرمایا اے رسول خدا(ص) کی دختر

----

1) مناقب خوارزمي، ص 256_
2) وافی کتاب نکاح، ص 114_
3) مناقب خوارزمي، ص 256_

84

معاذاللہ تم نے گھر میں مجھ سے برا سلوك کیا ہو کیونکہ تیری اللہ کی معرفت اور پرہیز گاری اور نیکوکاری اور خدا ترسی اس حد تك تھی کہ اس پر ایراد اور اعتراض نہیں کیا جاسکتا تھا، میری محترم رفیقہ حیات مجھ پر تیری جدائي اور مفارقت بہت سخت ہے لیکن موت سے کسی کو مفر نہیں_(1)

چونکہ حضرت علی (ع) کی فکر داخلی امو ر سے کاملا آزاد تھی اور اپنی بیوی کی تشویق سے بھی بہرہ مند تھے اسی لئے آپ کے لئے وہ تمام کامیا بیان ممکن ہوسکیں_

لیکن یہ خیال کبھی یہ کیجئے کہ حضرت علی (ع) ابن ابی طالب ان خود پسند اور خود خواہ مردون میں سے تھے کہ ہزاروں توقع اپنی سے تو رکھتے ہوں لیکن اپنے لئے کسی مسئولیت یا ذمہ داری کے قائل نہ ہوں اور اپنے آپ کو عورت کا حاکم مطلق سمجھتے ہوں اور عورت کو زر خرید غلام بلکہ اس سے بھی پست تر خیال کرتے ہوں ایسا بالکل نہ تھا حضرت علی (ع) اسی حالت میں جب میدان جنگ میں تلوار چلا ہے ہوتے تھے تو جانتے تھے کہ ان کی بیوی بھی اسلام کے داخلی مورچہ "گھر" میں جہاد میں مشغول ہے ان کی غیر حاضری میں تمام داخلی امور اور خارجي امور کی ذمہ داری جناب فاطمہ (ع) پر ہے کھانا پکاتی تھیں لباس دھوتی تھیں، بچوں کی نگاہ داری کرتی تھیں اور اولاد کی ترتیت میں سخت محنت کرتی تھیں_ جنگ کے زمانے میں سختی او رقحط کے دور میں غذا اور دیگر زندگی کے اسباب مہیا کرنے میں کوشش کرتی تھیں، جنگ او رحوادث کی ناراحت کننده خبر سن کر ناراحت ہوتیں اور انتظار کی سختی برداشت کرتی تھیں_ خلاصہ گھر کے نظم و ضبط کو برقرار رکھتیں جو کہ ایك مملك چلانے سے آسان نہیں ہوا کرتا، حضرت علی (ع) کو احساس تھا کہ داخلی سپاہی کو بھی دلجوئي اور محبت اور تشویق کي

----

1) بحارالانوار ، ج 43ص 191_

85

ضرورت ہوتی ہے اسی لئے جب بھی آپ گھر میں تشریف لاتے تو آپ گھر کے حالات او رجناب زہرا(ع) کی محنت او رمشقت کی احوال پرسی کرتے تھے اور اس تھکی ماندی شخصیت کو سرا ہتے اور اس کے پمردہ دل کو اپنی مہربانیوں اور دل نواز باتوں کے ذریعہ سکون مہیا کرتے، زندگی سختی اور فقر اور تہی دستی کے لئے ڈھارس بندھاتے اور زندگی کے کاموں کو بجالانے اور زندگی کے کاموں میں آپ کی ہمت افزائي کرتے تھے_ علی (ع) جانتے تھے کہ جتنا مرد عورت کے اظہار محبت اور خلوص اور قدردانی کا محتاج ہے اتنا عورت بھی اس کی محتاج ہے یہ دونوناسلام کا نمونہ تھے اور اپنے وظائف پر عمل کرتے اور عالم اسلام کے لئے اپنے اخلاق کا نمونہ بنے رہے_

کیا جناب رسول خدا(ص) نے زفاف کی رات علی (ع) سے نہیں فرمایا تھا کہ تمہاری بیوی جہاں کی عورتوں سے بہتر ہے، اور جناب زہرا(ع) ، سے فرمایا تھا کہ تمہارا شوہر علی (ع) جہان کے مردوں سے بہتر ہے _(1)

کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے نہیں فرمایا تھا کہ اگر علی (ع) نہ ہوتے تو فاطمہ (ع) کا کوئي کفو اور لائق شوہر موجود نہیں تھا_(2)

جناب فاطمہ (ع) نے اپنے والد بزگوار سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین مرد وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے محسن او رمہربان ہوں_(3)

کیا خود حضرت علی علیہ السلام نے زفاف کی صبح پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کي

----

1) بحارالانوار، ج 43ص 132_
2) کشف الغمہ، ج 2 ص 98_
2) دلائل الامامہ، ص 7_

86

خدمت میں عرض کیا تھا کہ فاطمہ (ع) اللہ کی اطاعت میں میری بہترین مددگار اور یاور ہے _(1)

بچوں کی تعلیم و تربیت

جناب زہرا ء کی ذمہ داریوں میں سے سب سے زیادہ سخت ذمہ داری اولاد کی تربیت تھي_ آپ کے پانچ بچے ہوئے، جناب امام حسن(ع) اور امام حسین (ع) اور جناب زینب خاتوں اور جناب ام کلثوم اور پانچوں فرزند کا نام محسن تھا جو ساقط کردیا گیا، آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ ہیں آپ کی اولاد عام لوگوں کی اولاد کی طرح نہ تھی بلکہ یوں ہی مقدر ہوچکا تھا کہ پیغمبر اکرم(ص) کی نسل مبارك جناب فاطمہ (ع) سے چلے_

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرمایا کرتے تھے باقی پیغمبروں کی ذریت ان کے صلب سے ہے لیکن میری نسل علی (ع) کے صلب سے مقرر ہوئي ہے میں فاطمہ (ع) کی اولاد کا باپ ہوں_ (2)

خدا نے مقرر فرمایا ہے کہ دین کے پیشوا اور رسول خدا(ص) کے خلفاء جناب زہرا(ع) کی پاك نسل سے ہوں لہذا جناب زہرا(ع) کی سب سے زیادہ سخت ذمہ داری اولاد کی تربیت تھي_

تربیت اولاد ایك مختصر جملہ ہے لیکن یہ لفظ بہت مہم اور وسیع المعنی ہے شاید کسی کے ذہن میں آئے کہ اولاد کی تربیت صرف اور صرف باپ کا ان کے لئے لوازم زندگي

----

1) بحارالانوار، ج 43 ص 117_
2) مناقب ابن شہر آشوب، ج 3ص 287_

87

فراہم کرنا ہی نہیں اور ماں ان کے لئے خشك و ترسے غذا مہیا کردے اور لباس دھو دے اور بس اس کے علاوہ اور کوئي بھی ذمہ داری اولاد کی ان پر عائد نہیں ہوتی لیکن معلوم ہونا چاہیئےہ اسلام اسی حد تك اولاد کی تربیت میں اکتفا نہیں کرتا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بلكہ ماں باپ كو ان كے بہت بڑے وظيفہ كا مسئول قرار ديتا ہے_
اسلام بچے كى بعد ميں بننے والى شخصيت كو ماں باپ كى پرورش او رتربيت اور ان كى نگہدارى كے مرہون منت سمجھتا ہے ماں باپ كے تمام حركات او رسكنات اور افعال و كردار بچے كى لطيف اور حساس روح پر اثرانداز ہوتے ہيں، ہر بچہ ماں باپ كے رفتار اور سلوك كى كيفيت كا نمائندہ ہوتا ہے_ ماں باپ كا وظيفہ ہے كہ بہت زيادہ احتياط سے بچے كے مستقبل كے مراقب او رمواظب ہوں تا كہ بے گناہ بچہ كہ جس كى نہاد اچھائي خلق ہوئي ہے فاسد اور بدبخت نہ ہوجائے_
جناب زہرا(ع) نے خود دامن وحى ميں تربيت پائي تھى او راسلامى تربيت سے نا آشنا او رغافل نہ تھيں_ يہ جانتى تھيں كہ كس طرح ماں كا دودھ اور اس كے معصوم بچے كے لبوں پر بوسے لے كر اس كے تمام حركات اور سكنات اعمال اور گفتار اس كى حساس روح پر اثرانداز ہوا كرتے ہيں_ جانتى تھيں كہ مجھے امام كى تربيت كرنا ہے اور معاشرہ اسلامى كو ايك ايسا نمونہ دينا ہے جو روح اسلام كا آئينہ دار اور حقيقت كا معرف ہوگا، معارف اور حقائق ان كے وجود ميں جلوہ گر ہوں اور يہ كام كوئي آسانى كا م نہ تھا_
جناب فاطمہ (ع) جانتى تھيں كہ مجھے اس حسين (ع) كى تربيت كرنا ہے كہ جو اسلام كى ضرورت كے وقت اپنى اور اپنے عزيزوں كى جان دين اسلام كے دفاع اور ظلم سے مبارزہ كر كے فداكر سكے اور اپنے عزيزوں كے پاك خون سے اسلام كے درخت كو سيراب كردے_ جانتى تھيں كہ انھيں ايسى لڑكياں زينب او رام كلثوم تربيت

كرنى ہيں جو اپنے پر جوش خطبوں اور تقريروں سے بنى اميہ كى ظلم و ستم كى حكومت كو رسوا اور مفتضح كرديں اور ان كے ناپاك ارادوں كو ناكام بنادے_ فاطمہ (ع) زہرا گھريلو يونيورسٹى ميں زينب كو فداكارى اور شجاعت اور يزيد كے ظلم سے مرعوب نہ ہونے كا دس دے رہى تھيں تا كہ اپنى شعلہ بيانى سے دوست اور دشمن كو رلائے اور اپنے بھائي كى مظلوميت اور بنو اميہ كى بيدادگى اور ظلم سے مرعوب نہ ہونے كا درس دے رہى تھيں، جانتى تھيں كہ ايك متحمل مزاج فرزند امام حسن جيسا تربيت كرنا ہے تا كہ اسلام كے حساس موقع پر اپنے جگر كا خون پيتا رہے اور اسلام كے منافع اور اساسى انقلاب كے لئے زمين ہموار كرنے كے لئے ساكت رہے اور شام كے حاكم سے صلح كر كے عالم كو بتلا دے كہ اسلام جب تك ممكن ہو صلح كو جنگ پر ترجيح ديتا ہے اور اس طرح كر كے حاكم شام كى عوام فريبى اور دغل بازى كو ظاہر كردے، غير معمولى نمونے جو اس اعجازآميز مكتب سے نكلے ہيں وہ حضرت زہرا (ع) كى غير معمولى طاقت اور عظمت روحى كے ظاہر كر نے كے لئے كافى ہيں_
جى ہاں حضرت زہرا (ع) كوتاہ فكر عورتوں سے نہ تھيں كہ جو گھر كے ماحول اور محيط كو معمولى شمار كرتے ہوئے بلند پرواز كرتى ہيں_ حضرت زہرا(ع) كے گھر كے ماحول كو بہت بڑا اور حساس خيال كرتى تھيں اسے انسان سازى كا ايك بہت بڑا كارخانہ اور فوجى تمرين اور فداكارى كى ايك اہم يونيورسٹى شمار كرتى تھيں اور جانتى تھيں كہ اس درسگاہ كے تربيت شدہ كو جو درس ديا جائے گا وہ نہيں معاشرہ كے بہت بڑے ميدان ميں ظاہر كرنا ہوگا، جو يہاں ٹريننگ ليں گے اس پر انہيں مستقبل ميں عمل كرنا ہوگا، جناب زہرا (ع) عورت ہونے ميں احساس كمترى ميں مبتلا نہ تھيں اور عورت كے مقام اور مرتبے كو اہم اور اعلى جانتى تھيں اور اس قسم كى بھاري

استعداد اپنے ميں ديكھ رہى تھيں كہ كارخانہ خلقت نے ان پر اس قسم كى بھارى اور مہم ذمہ دارى ڈال دى ہے اور اس قسم كى اہم مسئوليت اس كے سپرد كردى ہے_

فاطمه زهراءاسلام كي مثالي خاتون

تربيت كى اعلى درسگاہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت زہرا(ع) کے گھر میں بچوں کی ایك اسلامی تربیت اور اعلی درسگاہ کی بنیاد رکھی گئي یہ درسگاہ اسلام کی دوسری شخصیت اور اسلام کی خاتون اول کی مدد سے یعنی علی (ع) اور فاطمہ زہرا (ع) کی مدد سے چلائي جارہی تھی اور اسلام کی پہلی شخصیت یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی زیرنگرانی چل رہی تھي_اس میں تربیت کے قواعد اور پروگرام بلاواسطہ پرودگار جہان کی طرف سے نازل ہوتے تھے، تربیت کے بہترین پروگرام اس مینجاری کئے جاتے تھے اور بہترین افراد کو تربیت دی گئي تھی میں یہاں اس مطلب کے اعتراف کرنے پر مجبور ہوں کہ اس عالی پروگرام کے جزئیات ہمارے لئے بیان نہیں کئے گئے، کیوں کہ اول تو اس زمانے کے مسلمان اتنی فکری رشد نہیں رکھتے تھے کہ وہ تربیتی امور کی اہمیت کے قائل ہوں اور اس کی قدر کریں اور پیغمبر اور علی (ع) اور فاطمہ علیہم السلام کی گفتار اور رفتار کو جو وہ بجالائے تھے محفوظ کر لیتے اور دوسروں کے لئے روایت کرتے دوسرے بچوں کی تربیت کا اکثر لائحہ عمل گھر کے اندر جاری کیا جاتا تھا کہ جو دوسروں سے اندرونی اوضاع غالباً پوشیدہ رہتے تھے_
لیکن اس کے باوجود اجمالی طور سے کہا جاسکتا ہے کہ ان کی تربیت کا لائحہ عمل وہی تھا جو قرآن کریم اور احادیث پیغمبر(ص) اور احادیث آئمہ اطہار میں وارد ہوا ہے اور پھر جو تھوڑی بہت جزئیات نقل کی گئي ہیں اس سے ایك حد تك ان کی تربیت

کی طرف راہنمائي حاصل کی جاسکتی ہے_
یہ بھی واضح رہے کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ مفصول طور پر اصول تربیت پر بحث کروں کیوں کہ یہاں اس بحث کے لئے گنجائشے نہیں ہے_ لیکن ان میں سے کچھ اصول تربیت کو جو حضرت زہرا(ع) کی اولاد کی تربیت میں استعمال کئے گئے ہیں اور ہمارے لئے نقل ہوئے ہیں اختصار کے طور پر یہاں بیان کرتا ہوں_

پہلا درس

محبت

شاید اکثر لوگ یہ خیال کریں کے بچے کی تربیت کا آغاز اس وقت سے ہونا چاہیئے جب اچھائي اور برائي کو بچہ درك کرنے لگے اور اس سے پہلے بچے کی تربیت کرنا موثر نہ ہوگي، کیوں کہ اس سے پہلے بچہ خارجی عوامل سے متاثر نہیں ہوتا لیکن یہ خیال درست نہیں ہے کیوں کہ فن تربیت کے دانشمندوں کی تصدیق کے مطابق بچے کی پرورش اور تربیت کا آغاز اس کی پیدائشے سے ہی شروع کردینا چاہیئے، دودھ پلانے کی کیفیت اور ماں باپ کے واقعات اور رفتار نو مولود کی پرورش میں ایك حد تك موثر واقع ہوتے ہیں اور اس کی مستقبل کی شخصیت اسی وقت سے شروع جاتی ہے_
فن تربیت اور نفسیات کے ماہرین کے نزدیك یہ مطلب یا یہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ بچے بچپن کے زمانے سے ہی محبت اور شفقت کے محتاج ہوتے ہیں_ بچہ چاہتا ہے کہ اس کے ماں باپ اسے حد سے زیادہ دوست رکھیں

اور اس کے ساتھ شفقت کا اظہار کریں بچے کو اس کی زیادہ فکر نہیں ہوتی کہ وہ قصر میں زندگی گزار رہا ہے یا خیمے میں اس کا لباس بہت اعلی اور نفیس ہے یا نہیں، لیکن اسے اس موضوع سے زیادہ توجہ ہوتی ہے کہ اس سے محبت کی جاتی ہے یا نہیں، بچے کے اس اندورنی احساس کو سوائے محبت کے اظہار اور شفقت کے اور کوئي چیز ختم نہیں کرسکتي، بچے کی مستقبل کی شخصیت اور اخلاق کا سرچشمہ اس سے محبت کا اظہار ہے یہی ماں کی گرم گود اور باپ کی مخلصانہ نوازش بچے میں بشر دوستی کی حس اور ہم جنس سے علاقہ مندی پیدا کرتی ہے_ یہی بچے سے بے ریاء نوازش بچے کو تنہائي کے خوف اور ضعف سے نجات دیتی ہے اور اسے زندگی کا امیدوار بناتی ہے، یہی خالص پیار و محبت بچے کی روح میں اچھی اخلاق اور حسن ظن کی آمیزش کرتی ہے اور اسے اجتماعی زندگی اور ایك دوسرے سے تعاون و ہمکاری کی طرف ہدایت کرتی ہے اور گوشہ نشینی اور گمنامی سے نجات دیتی ہے انہیں نوازشات کے واسطے سے بچے میں اپنی شخصیت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو دوستی کے لائق سمجھتا ہے_
جس بچے میں محبت کی کمی کا احساس ہو وہ عام طور سے ڈرپوك، شرمیلا ضعیف، بدگمان، گوشہ نشین، بے علاقہ، پمردہ اور مریض ہوا کرتا ہے، اور کبھی ممکن ہے کہ اس کے رد عمل کے اظہار کے لئے اور اپنی بے نیازی کو بتلانے

کے لئے مجرمانہ افعال کے بجالانے میں ہاتھ ڈال دے جیسے جنایت، چوري، قتل و غیرہ تا کہ اس وسیلہ سے اس معاشرہ سے انتقام لے سکے جو اسے دوست نہیں رکھتا اور اس سے بے نیازی کا مظاہرہ کرسکے_
پس بچے سے محبت اور شفقت اس کی ضروریات میں شمار ہوتی ہیں اور اس

کی پرورش میں محبت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے_

اس چیز کا درس حضرت زہرا(ع) کے گھر میں کامل طور سے دیا جاتا تھا اور پیغمبر اکرم(ص) یہ جناب فاطمہ (ع) کو یاد دلاتے تھے_

روایت میں آیا ہے کہ جب امام حسن (ع) متولد ہوئے تو آپ کو زرد کپڑے میں لپیٹ کر پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ نو مولود کو زرد کپڑے میں نہ لپیٹا کرو؟ اس کے بعد امام حسن (ع) کے زرد کپڑے کو اتار پھینکا اور انہیں سفید کپڑے میں لپیٹا اور بغل میں لیا او رانہیں بوسہ دینا شروع کیا، یہی کام آپ نے امام حسین علیہ السلام کی پیدائشے وقت بھی انجام دیا_(1)

روایت میں آیا ہے کہ ایك دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نماز جماعت میں مشغول تھے آپ جب سجدے میں جاتے تو امام حسین (ع) آپ کی پشت مبارك پر سوار ہوجاتے اور پاؤں کو حرکت دینے اور جب سجد سے سر اٹھاتے تو امام حسین علیہ السلام کو پشت سے ہٹاکر زمین پر بٹھا دیتے اور جب آپ دوبارہ سجدے میں جاتے تو امام حسین علیہ و آلہ و سلم انہیں ہٹا دیتے، پیغمبر اکرم(ص) نے اسی کیفیت سے نماز پوری کي، ایك یہودی جو یہ کیفیت دیکھ رہا تھا اس نے عرض کی کہ بچوں کے ساتھ آپ کا جو برتاؤ ہے اس کو ہم پسند نہیں کرتے_ پیغمبر اکرم(ص) نے فرمایا کہ اگر تم بھی خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہوتے تو تم بھی بچوں کے ساتھ ایسی ہی نرمی سے پیش آتے وہ یہودی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

----

1) بحارالانوار، ج 43 ص 240_

کے اس رویہ کی وجہ سے مسلمان ہوگیا_ (1)

ایك دن پیغمبر(ص) جناب امام حسن (ع) کو بوسہ اور پیار کر رہے تھے کہ اقرع بن حابس نے عرض کی کہ میرے دس فرزند ہیں لیکن میں نے ابھی تك کسی کو بھی بوسہ نہیں دیا_ پیغمبر (ص) غضبناك ہوئے اور فرمایا کہ اگر خدا نے تیرے دل سے محبت کو لے لیا ہے تو میں کیا میں کیا کروں؟ جو شخص بھی بچوں پر ترحم نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے _(2)

ایك دن جناب رسول خدا(ص) کا جناب فاطمہ (ع) کے گھر سے گزر ہوا آپ نے امام حسین علیہ السلام کے رونے کی آواز سنی آپ نے جناب فاطمہ (ع) کو آواز دی اور فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ حسین (ع) کو رونا مجھے اذیت دیتا ہے_(3)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایك دن پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو اپنے کندھے پر سوار کیا تھا راستے میں کبھی امام حسن علیہ السلام کا بوسہ لیتے تھے اور کبھی امام حسین علیہ السلام کا، ایك آدمی نے عرض کي_ یا رسول اللہ(ص) آپ ان دو بچوں کو دوست رکھتے ہیں آپ نے فرمایا_ ہاں، جو شخص حسن (ع) اور حسین (ع) کو دوست رکھے وہ میرا دوست ہے اور جو شخص ان سے دشمنی کرے وہ میرا دشمن ہے _(4)

پیغمبر اسلام(ص) کبھی جناب فاطمہ (ع) سے فرماتے تھے، حسن اور حسین کو میرے پاس لاؤ

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 296_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 282_
3) بحار الانوار، ج 43ص 295_
4) بحار الانوار، ج 43 ص 281_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور جب آپ ان کو حضور کی خدمتم یں لے جاتیں تو رسول اکرم(ص) ان کو سینے سے لگاتے اورپھول کی طرح ان کو سونگھتے _(1)
ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حسن(ع) اور حسین(ع) کے لبوں کو اس طرح چوستے دیکھا ہے جیسے خرما کو چوسا جاتا ہے_ (2)

دوسرا درس

شخصیت

نفسیات کے ماہر کہتے ہیں کہ بچے کی تربیت کرنے والے کو بچے کی شخصیت کی پرورش کرنی چاہیئے اور بچے کو خود اعتماد کا درس دینا چاہیئے_ یعنی اس میں اعتماد نفس اجاگر کیا جائے تا کہ اسے بڑی شخصیت اور بڑا آدمی بنایا جاسکے_
اگر بچے کی تربیت کرنے والا بچے کا احترام نہ کرے اور اسے حقیر شمار کرے اور اس کی شخصیت کو ٹھیس پہنچاتا رہے تو خودبخود وہ بچہ ڈرپوك اور احساس کمری کا شکار ہوجائے گا اور اپنے آپ کو بے قیمت اور حقیر جاننے لگے گا_ اور جب جوان ہوگا تو اپنے آپ کو اس لائق ہی نہیں سمجھے گا کہ کوئي بڑا کارنامہ انجام دے سکے_ اس قسم کا آدمی معاشرہ میں بے اثر ہوگا اور اپنے آپ کو بہت آسانی سے پست کاموں کے لئے حاضر کردے گا_
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 299_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 284_

بخلاف اگر اپنے آپ کو صاحب شخصیت اور با وقار سمجھتا ہو تو پھر وہ پست کاموں کے لئے تیار نہ ہوگا اورذلت وخواری کے زیر بار نہ ہوگا_ اس قسم کی نفسیاتی کیفیت ایك حد تك ماں باپ کی روحی کیفیت اور خاندانی تربیت سے وابستہ ہوا کرتی ہے_
نفسیات کے ماہر بچے کی تربیت کے لئے تربیت کرنے والوں سے سفارش کرتے ہیں کہ جن میں سے بعض یہ مطالب ہیں_
اول: بچے سے محبت اور نوازش کااظہار کرتا ہم اسے پہلے درس میں بیان کرچکے ہیں اور ہم نے ذکر کیا تھا کہ جناب امام حسن(ع) اور جناب امام حسین(ع) ماں باپ اور حضرات رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی بہت زیادہ محبت سے بہرہ ور تھے_
دوم: بچے کی اچھی صفات کا ذکر کیا جائے اور اس کی اپنے دوستوں کے سامنے تعریف اورتوصیف کی جائے اور اسے نفس کی بزرگی کا درس دیا جائے_
جناب رسول خدا(ص) نے کئي دفعہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بارے میں فرمایا کہ یہ جوانان جنت کے بہترین افراد سے ہیں اور ان کا باپ ان سے بھی بہتر ہے_(1)
پیغمبر اکرم(ص) نے امام حسین اور امام حسین علیہما السلام سے فرمایا کہ تم خدا کے ریحان ہو_(2)
----

1) بحار الانوار، ج 43_ ص 264_
2) بحار الانوار، ج 43ج_ ص281_

جناب ابوبکر کہتے ہیں کہ ایك دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم منبر پر تشریف فرماتھے اور جناب امام حسن (ع) آپ کے پہلوں میں بیٹھے ہوئے تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی جناب امام حسن علیہ السلام کی طرف اور فرماتے تھے کہ حسن (ع) سید وسردار ہے_ شاید اس کی برکت سے میری امت

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

میں صلح واقع ہو_(1)
جابر کہتے ہیں کہ میں ایك دن رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کی پشت پر سوار ہیں اور آپ گھٹنوں اور ہاتھوں پر چل رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تمہاری سواری بہترین ہے اورتم بہترین سوار ہو_(2)
یعلی عامری کہتے ہیں کہ ایك دن رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں، آپ نے اپنے ہاتھ بڑھائے تا کہ آپ کو پکڑلیں جناب امام حسین علیہ السلام اس طرف اور اس طرف بھاگتے تھے_ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ہنستے ہوئے امام حسین علیہ السلام کو بغل میں لے لیا اور اس وقت اپنا ایك ہاتھ امام حسین علیہ السلام کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ہاتھ گردن کے پیچھے رکھا اور اپنے دہن مبارك کو امام حسین(ع) کے لبوں پر رکھ کر بوسہ دیا اور فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں_ جو شخص اسے دوست رکھے خدا اسے دوست رکھتا ہے_
----

1) بحار الانوار، ج 43، ص 205_
2) بحار الانوار،ج 43_ ص 285_

حسین (ع) میری بیٹی کا فرزند ہے_(1)
حضرت علی بن ابی طالب امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) سے فرمایا کرتے تھے کہ تم، لوگوں کے پیشوا اور جوانان جنت کے سردار ہو اور معصوم ہو خدا اس پر لعنت کرے جو تم سے دشمنی کرے_(2)
جناب فاطمہ (ع) ایك دن امام حسن(ع) اور امام حسین(ع) کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت میں لائیناور عرض کی یا رسول اللہ(ص) حسن (ع) اور حسین آپ کے فرزند ہیں ان کو کچھ عطا فرمائیےرسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی سیادت و ہیبت حسن کو بخشي، اور اپنی شجاعت اور سخاوت حسین (ع) کو دي_
سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میننے امام حسین (ع) کو دیکھا کہ آپ پیغمبر(ص) کے زانو پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ ان کو بوسہ دے رہیں اور فرماتے ہیں کہ تم سردار اورسردار زادہ ہو امام اور امام کے فرزند اور ماموں کے باپ ہو تم حجت ہو اور حجت کے فرزند اور نوحجتوں کے باپ ہو کہ آخری حجت امام مہدی قائم ہوں گے_ (3)
جی ہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب زہرا(ع) کی اولاد کی تربیت میں کوشش کرتے تھے جناب زہراء اور حضرت علی بھی اسی لائحہ عمل پرآپ کی متابعت کرتے تھے کبھی بھی انہوں نے بچوں کو حقیر نہیں سمجھا اور ان کی شخصیت کو دوسروں کے
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 271_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 165_
3) بحار الانوار، ج 43 ص 295_

سامنے ہلکاپھلکا بنا کر پیش نہیں کیا، اور ان کے روح اور نفس پر اس قسم کی ضرب نہیں لگائي یہی وجہ تھی کہ آپ کے یہاں سید و سردار نے تربیت پائي_
روایت میںآیا ہے کہ ایك آدمی نے ایك گناہ کا ارتکاب کیا کہ جس کی اسے سزا ملنی تھی اس نے اپنے آپ کو جناب رسول خدا(ص) سے مخفی رکھا یہاں تك کہ ایك دن راستے میں امام حسن (ع) اورامام حسین (ع) سے اس کی ملاقات ہوگئي ان دونوں کو کندھے پر بیٹھایا اور جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور عرض کی یا رسول اللہ(ص) میں حسن (ع) اور حسین (ع) کو شفیع اورواسطہ قرار دیتا ہوں پیغمبر اکرم(ص) ہنس دیئے اورفرمایا میننے تمہیں معاف کردیا اس کے بعد امام حسن(ع) اور امام حسین(ع) سے فرمایا کہ میں نے تمہاری سفارش اور شفاعت قبول کرلی ہے _(1)
یہی عظمت نفس اور بزرگی تھی کہ امام حسین علیہ السلام اپنی مختصر فوج سے یزید کے بے شمار لشکر کے سامنے ڈٹ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

گئے اور مردانہ وار جنگ کی لیکن ذلت اور خواری کو برداشت نہ کیا آپ فرماتے تھے میں غلاموں کی طرح بھاگوں گا نہیں اور ذلت اور خواری کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کروں گا _(2)
اسی تربیت کی برکت تھی کہ زینب کبری ان تمام مصائب کے باوجود یزید کے ظلم و ستم کے سامنے حواس باختہ نہ ہوئیں اور اس سے مرعوب نہ ہوئیں اور پرجوش خطابت سے کوفہ اور شام کو منقلب کر گئیں اور یزید کی ظالم اور خونخوار حکوت کو ذلیل اور خوار کر کے رکھ دیا_
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 318_
2) مقتل ابن مختف، ص 46_

تیسرا درس

ایمان اورتقوی

نفسیات کے ماہرین کے درمیان یہ بحث ہے کہ بچوں کے لئے دینی تعلیمات اور تربیت کس وقت سے شروع کی جائے ایك گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ بچہ جب تك بالغ اوررشید نہ ہو وہ عقائد اورافکار دینی کو سمجھنے کی استعداد نہیں رکھتا اور بالغ ہوتے تك اسے دینی امور کی تربیت نہیں دینی چاہیئے_ لیکن ایك دوسرے گروہ کاعقیدہ یہ ہے کہ بچے بھی اس کی استعداد رکھتے ہیں اور انہیں دینی تربیت دی جانی چاہیئےربیت کرنے والے دینی مطالب اور مذہبی موضوعات کو سادہ اور آسان کر کے انہیں سمجھائیں اور تلقین کریں اور انہیں دینی امور اور اعمال کو جو آسان ہیں بجالانے پر تشویق دلائیں تا کہ ان کے کان ان دینی مطالب سے آشنا ہوں اور وہ دینی اعمال اورافکار پرنشو و نما پاسکیں_ اسلام اسی دوسرے نظریئے کی تائید کرتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ بچوں کو جب وہ سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کریں _(1)
پیغمبر اسلام(ص) نے دینی امور کی تلقین حضرت زہرا(ع) کے گھر بچپن اور رضایت کے زمانے سے جاری کردی تھي_ جب امام حسن علیہ السلام دنیا میں آئے اور انہیں رسول خدا(ص) کی خدمت میں لے گئے تو آپ نے انہیں بوسہ دیا اوردائیں کان میں
----

1) شافی ج 2 ص 149_

اذان اور بائیں کان میں اقامت اور امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے موقع پربھی یہی عمل انجام دیا(1)_
امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ایك دن پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نماز پڑھنا چاہتے تھے امام حسین علیہ السلام بھی آپ کے پہلو میں کھڑے ہوگئے جب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے تکبیر کہی توجناب امام حسین علیہ السلام نہ کہہ سکے رسول خدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے سات مرتبہ تکبیرکی تکرار کی یہاں تك کہ امام حسین (ع) نے بھی تکبیر کہہ دی _(2)
جناب رسو ل خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دینی تلقین کو اس طرح موثر جانتے تھے کہ تولد کے آغاز سے ہی آپ نے امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کے کانوں میں اذان اور اقامت کہی تا کہ اولاد کی تربیت کرنے والوں کے لئے درس ہوجائے یہی وجہ تھی کہ جناب فاطمہ (ع) جب امام حسن (ع) کو کھلایا کرتیں اورانہیں ہاتھوں پرا ٹھا کر اوپر اور نیچے کرتیں تو اس وقت یہ جملے پڑھتیں اے حسن(ع) تو باپ کی طرح ہوتا حق سے دفاع کرنا اور اللہ کی عبادتکرنا اوران افراد سے جو کینہ پرور اور دشمن ہوں دوستی نہ کرنا_ (3)
جناب فاطمہ زہرا، بچوں کے ساتھ کھیل میں بھی انہیں شجاعت اور دفاع حق اور عبادت الہی کا درس دیتی تھیں اور انہیں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مختصر جملوں میں چار حساس مطالبہ بچے کویاد دلا رہی ہیں، یعنی باپ کی طرح بہادر بننا اوراللہ کی عبادت کرنا اور

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 241_
2) بحار الانوار ، ج 43 ص 207_
3) بحار الانوار، ج 43 ص 286_

حق سے دفاع کرنااوران اشخاص سے دوستی نہ کرنا جو کینہ پرور اور دشمن ہوں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مالی تقوی اورناپاك غذا کے موارد میں اپنی اسخت مراقبت فرماتے تھے کہ ابوہریرہ نے نقل کیا ہے کہ جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں کچھ خرما کی مقدار زکوۃ کے مال سے موجود تھی آپ نے اسے فقراء کے درمیان تقسیم کردیا جب آپ تقسیم سے فارغ ہوئے اور امام حسن (ع) کو کندھے پر بیٹھا کر چلنے لگے تو آپ نے دیکھا کہ خرما کا ایك دانہ امام حسن(ع) کے منھ میں ہے_ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا ہاتھ امام حسن علیہ السلام کے منھ میں ڈال کر فرمایا طخ طخ بیٹا حسن (ع) کیا تمہیں علم نہیں کہ آل محمد(ص) صدقہ نہیں کھاتے _(1)

حالانکہ امام حسن (ع) بچے اور نابالغ تھے کہ جس پرکوئي تکلیف نہیں ہوا کرتی چونکہ پیغمبر(ص) جانتے تھے کہ ناپاك غذا بچے کی روح پر اثر انداز ہوتی ہے لہذا اسے نکال دینے کا حکم فرمای قاعدتاً بچے کو بچپن سے معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کھانے کے معاملہ میں مطلقاً آزاد نہیں ہے بلکہ وہ حرام اور، حلال کا پابند ہے اس کے علاوہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اس عمل سے حسن علیہ السلام کی شخصیت اور بزرگی منش ہونے کی تقویت کی اور فرمایا زکوۃ بیچاروں کا حق ہے اور تمہارے لئے سزاوار نہیں کہ ایسے مال سے استفادہ کرو، حضرت فاطمہ زہرا(ع) کی اولاد میں شرافت، طبع اور ذاتی لحاظ سے بڑا ہونا اس قدر نافذ تھا کہ جناب ام کلثوم نے ویسے ہی کوفہ میں عمل کر دکھایا جو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے جد نے انجام دیا تھا_

مسلم نے کہا کہ جس دن امام حسین علیہ السلام کے اہلبیت قید ہوکر کوفہ میں

----

1) ینابیع الموده ص 47_ بحار الانوار، ج 43 ص 305_

لائے گئے تھے تو لوگوں میناہلبیت کے بچوں پرترحم اوررقت طاری ہوئي اور انہوں نے روٹیاں، خرمے، اخروٹ بطور صدقہ ان پر ڈالنی شروع کیں اور ان سے کہتے تھے کہ دعا کرنا ہمارے بچے تمہاری طرح نہ ہوں_

جناب زہرا(ع) کی باغیرت دختر اور آغوش وحی کی تربیت یافتہ جناب ام کلثوم روٹیاں اور خرمے اور اخروٹ بچوں کے ہاتھوں اور منھ سے لے کر دور پھینك دیتیں اور بلند آواز سے فرماتیں ہم اہلبیت پرصدقہ حرام ہے _(1)

اگر چہ امام حسین (ع) کے بچے مکلف نہ تھے لیکن شرافت طبع اور بزرگواری کا اقتضا یہ تھا کہ اس قسم کی غذا سے حتی کہ اس موقع پربھی اس سے اجتناب کیا جائے تا کہ بزرگی نفس اور شرافت اور پاکدامنی سے تربیت دیئے جائیں_

چوتھا درس

نظم اوردوسروں کے حقوق کی مراعات

ایك اہم مطلب جو ماں باپاور دوسرے بچوں کی تربیت کرنے والوں کے لئے مورد توجہ ہونا چاہیئےہ یہ ہے کہ وہ بچے پرنگاہ رکھیں کہ وہ اپنے حق سے تجاوز نہ کرے اور دوسروں کے حق کا احترام کرے بچے کو منظم اور با ضبط ہونا چاہیئے زندگی میں نظم اور ضبط کا برقرار رکھنا اسے سمجھایا جائے اس کی اس طرح تربیت کي

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

1) مقتل ابی مختف، ص 90_

جائے كہ اپنے حق كے لينے سے عاجز نہ ہو اوردوسروں كے حق كو پا مال نہ كرے، البتہ اس صفت كى بنياد گھر اور ماں باپ كو ركھنى ہوگي، ماں باپ كو اپنى تمام اولاد كے ساتھ ايك جيسا سلوك كرنا چاہيئے كسى ايك كو دوسرے پر مقدم نہ كريں، لڑكے اور لڑكى كے درميان، چھوٹے اور بڑے كے درميان، خوبصورت اور بدصورت كے درميان، ذہين او ركم ذہن كے درميان فرق نہ كريں يہاں تك كہ محبت كے ظاہر كرنے كے وقت بھى ايك جيسا سلوك كريں تا كہ ان ميں حسد اور كينہ كى حس پيدا نہ ہو اور مراكش اور متجاوز نہ نكل آئيں_

اگر بچہ ديكھے كہ گھر ميں تمام افراد كے درميان حقوق كى پورى طرح رعايت كى جاتى ہے تو وہ سمجھ جائے گا كہ جامعہ اور معاشرہ ميں بھى ايك دوسرے كے حقوق كى پورى طرح رعايت نہ ہوئي تو اس مينسركشى اور تجاوز كى عادت تقويت پكڑے گى اگر كوئي بچہ كسى تربيت وار چيز كے خريد نے يا كسى جگہ با تربيت سوار ہونے ميں يا كلاس كے كمرے ميں باترتيب جانے يا نكلنے ميں اس ترتيب اور نظم كا خيال نہ كرے اور دوسروں كے حق كو پا مال كرے اور اس كے ماں باپ اور تربيت كرنے والے افراد اس كے اس عمل مينتشويق كريں تو انہوں نے اس معصوم بچے كے حق ميں خيانت كى كيونكہ وہ بچپن سے يہى سمجھے گا كہ دوسروں پر تعدى اور تجاوز بلا وجہ تقدم ايك قسم كى چالاكى اور ہنر ہے_ يہى بچہ جوان ہو كر جب معاشرہ ميں وارد ہوگا يا كسى كام كى بجا آورى كا ذمہ دار بنا جائے گا تو اس كى سارى كوشش دوسروں كے حقوق كو تلف اور پائمال كرنا ہوگى اور اپنے ذاتى منافع كے علاوہ اس كا كوئي ہدف نہ ہوگا اس صفت كا درس حضرت زہرا كے گھر ميں كامل طور "اتنى وقت كے ساتھ كہ معمولى سے معمولى ضابطہ كى بھى مراعات كى جات تھي" ديا جاتا تھا_

مثال كے طور پر حضرت على (ع) فرماتے ہيں كہ ايك دن پيغمبر خدا صلى اللہ عليہ و آلہ وسلم

ہمارے گھر آرام كر رہے تھے، امام حسن (ع) نے پانى مانگا جناب رسول خدا(ص) اٹھے تھوڑا دودھ برتن ميں دودہ كر جناب امام حسن (ع) كو ديا كہ اتنے ميں امام حسين عليہ السلام بھى اٹھے اور چاہا كہ دودھ كا برتن امام حسن عليہ السلام كے ہاتھ سے ليں ليكن پيغمبر(ص) نے امام حسين عليہ السلام كو اس كے لينے سے روك ديا، جناب فاطمہ زہرا يہ منظر ديكھ رہى تھيں، عرض كيا يا رسول اللہ(ص) گويا آپ امام حسن (ع) كو زيادہ دوست ركھتے ہيں؟ آپ(ص) نے جواب ديا كہ بات يہ نہيںہے بلكہ اس كے روكنے كى وجہ يہ ہے كہ امام حسن (ع) كو تقدم حاصل ہے اس نے حسين (ع) سے پہلے پانى مانگا تھا لہذا نوبت كى مراعات ہونى چاہيئے _(1)

پانچواں درس

ورزش اور كھيل كود

تربيت كے ماہرين كا كہنا ہے كہ بچے كہ كھيل كود كى اس كى مرضى كے مطابق آزادى دينى چاہيئے بلكہ اس كے لئے كھيل كود اور سير و سياحت كے پورے اسباب فراہم كرنے ہيں آج كل متمدن معاشرے ميں يہ موضوع قابل توجہ قرار ديا جاتا ہے اور پرائمري، ہڈل اور ہائي اسكول اور كالجوں ميں كھيل اور تفريح كے مختلف وسائل بچوں اور جوانوں كى عمر كے مطابق فراہم كئے جاتے ہيں اور انہيں مل كركھيلنے اور ورزش كرنے كى تشويق دلاتے ہيں،

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 283_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

گویا وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کھیلنا جیسے بدن کے رشد کرنے کے لئے ضروری ہے ویسے ہی یہ ان کی روح کی تربیت کے لئے بھی بہت تاثیر رکھتا ہے_

بعض لوگ بچوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ بڑوں کی طرح زندگی گزاریں اوراپنے لئے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ انہیں طفلانہ کھیل گود سے روکے رکھیں اور اگر کوئي بچہ کھیل کود میں مشغول ہو تو اسے بے ادب بچہ قرار دیتے ہیں اوراگر چپ چاپ سر جھکائے اورکھیل گود سے دور ایك گوشہ میں بیٹھا رہنے والا ہو تو اسے شاباشی دیتے ہیں اور اسے با ادب بچہ سمجھتے ہیں_ لیکن نفسیات کے ماہر اس عقیدے کوغلط اور بے جا قرار دیتے ہیں ان کاعقیدہ ہے کہ بچے کو کھیلنا چاہیئے_ اور اگر بچہ نہ کھیلے تو یہ اس کے جسمی اور روحی بیمار ہونے کی علامت ہے_ البتہ ماں باپ کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ بچہ وہ کھیل کود انجام نہ دے جو اس کے لئے ضرر کا موجب ہو اور دوسروں کے لئے مسرت کے اسباب فراہم کرتا ہو_

ماں باپ صرف بچہ کو کھیل کودکے لئے آزادی ہی نہ دیں بلکہ خود بھی بیکاری کے وقت بچے کے ساتھ کھیلیں، کیوں کہ ماں باپ کا یہ عمل بچے کے لئے لذت بخش ہوتا ہے اوروہ اسے اپنے لئے محبت کی علامت قرار دیتا ہے_

رسول خدا(ص) جناب امام حسن اور امام حسین کے ساتھ کھیلتے تھے_ ابوہریرہ نے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول خد ا (ص) کو دیکھا کہ وہ حسن (ع) اور حسین (ع) کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں کو اپنے سینے پر رکھے ہوئے فرما رہے تھے، فاطمہ (ع) کے نور چشم اور چڑھو، حسن (ع) اور حسین (ع) اوپر چڑھتے یہاں تك کہ ان کے پاؤں آپ

کے سینے تك جا پہنچے آپ اپنے لبوں پر رکھ کر بوسہ دیتے اور فرماتے خدایا میں حسن(ع) اور حسین(ع) کو دوست رکھتا ہوں (1)_

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب حسن(ع) اور حسین(ع) پیغمبر(ص) کے سامنے کشتی کرتے تھے_ پیغمبر(ص) امام حسن (ع) کو فرماتے شاباش حسن (ع) شاباش حسن (ع) _ جناب فاطمہ (ع) عرض کرتیں یا رسول اللہ(ص) حسن (ع) باوجودیکہ حسین (ع) سے بڑا ہے آپ انہیں حسین (ع) کے خلاف شاباش اور تشویق دلا رہے ہیں_

آپ(ص) نے جواب دیا کہ حسین (ع) باوجودیکہ حسن (ع) سے چھوٹے ہیں لیکن شجاعت اور طاقت میں زیادہ ہیں اور پھر جناب جبرئیل حسین(ع) کو تشویق اورشاباش دے رہے ہیں _(2)

جابر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول خدا(ص) پاؤں اور ہاتھوں پر چل رہے ہیں اور آپ کی پشت پر حسن (ع) اور حسین سوار ہیں اور فرما رہے تھے تمہارا اونٹ سب سے بہتر اونٹ ہے اور تم بہترین سوار ہو_(2)

امام رضا علیہ السلام نے اپنے اجداد سے روایت کی ہے کہ جناب حسن (ع) اور حسین (ع) کافی رات تك جناب رسول خدا(ص) کے گھر میں کھیلتے رہتے تھے جناب رسولخدا اس کے بعد ان سے فرماتے کہ اب اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ جب آپ گھر سے باہر نکلنے تو بجلی چمکتی اورراستہ روشن ہوجاتا اور اپنے گھر تك جا پہنچے_ اور پیغمبر(ص) نے فرمایا کہ اس اللہ کا شکر کہ جس نے ہم اہلبیت کو معظم قرار دیا ہے_ (4)

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 287_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 265_
3) بحار الانوار، ج 43 ص 285_
4) بحار الانوار، ج 43 ص 266_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حصّہ چہارم

فضائل حضرت زہرا(ع)

پيغمبر(ص) نے فرمايا ہے كہ بہترين عورتيں چار ہيں، مريم دختر عمران، فاطمہ (ع) دختر محمد(ص) ، خديجہ بنت خويلد، آسيہ زوجہ فرعون _(1)

پيغمبر(ص) نے فرمايا كہ بہشت كى عورتوں ميں سے بہترين عورت فاطمہ (ع) ہيں_ (2)

جناب رسول خدا(ص) نے فرمايا ہے كہ جب قيامت برپا ہوگي، عرش سے اللہ كا منادى ندا دے گا، لوگو اپنى آنكھيں بند كر لو تا كہ فاطمہ (ع) پل صراط سے گزر جائيں_ (3)

پيغمبر (ص) نے جناب فاطمہ (ع) سے فرمايا كہ خدا تيرے واسطے سے غضب كرتا ہے اور تيرى خوشنودى كے ذريعہ خوشنود ہوتا ہے _(4)

جناب عائشےہ فرماتى ہيں كہ ميننے رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كے بعد

----

1) كشف الغمہ، ج 2 ص 76_
2) كشف الغمہ، ج 2 ص 76_
3) كشف الغمہ، ج 2 ص 83، ذخائز العقبى ، ص 48_
4) كشف الغمہ، ج 2 ص 84_ سدالغابہ، ج 5 ص 532_

كسى كو جناب فاطمہ (ع) سے زيادہ سچا نہيں ديكھا_(1)

امام محمد باقر(ع) نے فرمايا ہے كہ خدا كى قسم، اللہ نے فاطمہ (ع) كو علم كے وسيلہ سے فساد اور برائيوں سے محفوظ ركھا ہے _(2)

امام جعفر صادق عليہ السلام نے فرمايا ہے جناب فاطمہ (ع) اللہ تعالى كے يہاں نوناموں سے ياد كى جاتى ہے_ فاطمہ، صديقہ، مباركہ، طاہرہ، زكيہ، رضيہ، مرضيہ، محدثہ، زہرا، فاطمہ (ع) كے نام ركھے جانے كى وجہ يہ ہے كہ آپ برائيوں اور فساد سے محفوظ اور معصوم ہيں، اگر حضرت على عليہ السلام نہ ہوتے تو فاطمہ (ع) كا كوئي ہمسر نہ ہوتا_ (3)

جناب امام محمد باقر(ع) سے پوچھا گيا كہ جناب فاطمہ (ع) كا نام زہراء كيوں ركھا گيا؟ آپ نے فرمايا اس لئے كہ خدا نے آپ كو اپنى عظمت كے نور سے پيدا كيا ہے آپ كے نور سے زمين اور آسمان اتنے روشن ہوئے كہ ملائكہ اس نور سے متاثر ہوئے اور وہ اللہ كے لئے سجدہ مينگر گئے اور عرض كى خدايا يہ كس كا نور ہے؟ اللہ تعالى نے فرمايا كہ ميرى عظمت كے نور سے ايك شعلہ ہے كہ جسے ميں نے پيدا كيا ہے اور اسے آسمان پر سكونت دى ہے اسے پيغمبروں ميں سے بہترين پيغمبر(ص) كے صلب سے پيدا كروں گا اور اسى نور سے دين كے امام اور پيشوا پيدا كروں گا تا كہ لوگوں كو حق كى طرف ہدايت كريں وہ پيغمبر(ص) كے جانشين اور خليفہ ہوں گے_(4)

----

1) كشف الغمہ، ج 2 ص 89_ ذخائر العقبى ، ص 44_
2) كشف الغمہ، ج 2 ص 89_
3) كشف الغمہ، ج 2 ص 89_
4) كشف الغمہ، ج 2 ص 90_

پيغمبر(ص) نے جناب فاطمہ (ع) سے فرمايا بيٹى خداوند عالم نے دينا كى طرف پہلى دفعہ توجہ اورمجھے تمام مردوں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پرچنا، دوسری مرتبہ اس کی طرف توجہ کی تو تمہارے شوہر علي(ع) کو تمام لوگوں پر چنا، تیسری مرتبہ اس کی طرف توجہ کی تو تمہیں تمام عالم کی عورتوں پر برتری اور فضیلت دي، چوتھی مرتبہ توجہ کی تو حسن (ع) اور حسین (ع) کو جنت کے جوانوں پر امتیاز دیا _(1)

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا بہشت چہار عورتوں کے دیکھنے کی مشتاق ہے ، پہلے مریم دختر عمران، دوسری آسیہ فرعون کی بیوی ، تیسری خدیجہ دختر خویلد ، چہوتھی فاطمہ (ع) دختر محمد (ص) _(2)

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ (ع) میرے جسم کا ٹکڑا ہے اس کی اذیت میری اذیت ہے اور اس کی خوشنودی میری خوشنودی ہے _(3)

پیغمبر(ص) نے اس حالت میں جب کے فاطمہ (ع) ہاتھ پکڑے ہوئے تھے فرمایا جو شخص اسی پہچانتا ہے تو وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ یہ فاطمہ(ع) پیغمبر (ص) کی دختر ہے اور میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میرا دل اور روح ہے جو شخص اسے ذیت دے گا اس نے مجھے اذیت دی ہے اور جوشخص مجھے اذیت دے گا اس نے خدا کو اذیت دی ہے _ (4)

جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شباہت پیغمبر اسلام (ص) سے

ا_ کشف الغمہ، ج 2 ص 91_
2_ کشف الغمہ ، ج 2 ص 92_
3_ کشف الغمہ ، ج 2 ص 93_
4_ کشف الغمہ ، ج 2 ص 92 اور الفصول المهمہ مولفہ ابن صباغ نجف ، ص 128_

جناب فاطمہ (ع) کو تھی (ا)_

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ (ع) انسانوں کی شکل میں جنت کی حور ہیں _(2)

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ فاطمہ (ع) سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگي_(3)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فاطمہ (ع) کا نام فاطمہ (ع) اس لئے رکھا گیا ہے کہ لوگوں کو آپ کی حقیقت کے درك کرنے کی قدرت نہیں ہے _(4)

پیغمبر(ص) فرمایا کرتے تھے کہ اللہ نے مجھے اور علی (ع) اور فاطمہ (ع) اور حسن و حسین کو ایك نور سے پیدا کیا ہے_(5)

ابن عباس فرماتے ہینکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے پوچھا کہ وہ کلمات کہ جو اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو بتلائے اور ان کی وجہ سے ان کی توبہ قبول ہوئي وہ کیا تھے؟ آپ نے فرمایا کہ جناب آدم نے خدا کو محمد(ص) اور علی (ع) اور فاطمہ (ع) اور حسن (ع) اور حسین (ع) کے حق کی قسم دی اسی وجہ سے آپ کی توبہ قبول ہوئي _(6)

----

1) کشف الغمہ، ج 2 ص 97_
2) کشف الغمہ، ج 2 ص 53_
3) کشف الغمہ، ج 2 ص 43 ص 44_
4) کشف الغمہ، ج 2 ص 65_
5) کشف الغمہ، ج 2 ص 91_
6) کشف الغمہ، ج 2 ص 91_

پیغمبر(ص) نے فرمایا اگر علی نہ ہو تے تو جناب فاطمہ (ع) کا کوئي ہمسر نہ ہوتا _(1)

پیغمبر(ص) فرماتے ہیں کہ جب میں معراج پر گیا تو بہشت کی سیر کی میں نے جناب فاطمہ (ع) کا محل دیکھا جس میں

ستر قصر تھے کہ جو لولو اور مرجان سے بنائے گئے تھے_ (2)
پیغمبر(ص) نے فاطمہ (ع) سے فرمایا تھا کہ جانتی ہو کہ کیوں تیرا نام فاطمہ (ع) رکھا گیا ہے؟ حضرت علی (ع) نے عرض کی یا رسول اللہ (ص) کیوں فاطمہ (ع) نام رکھا گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا چوں کہ آپ اور اس کے پیروکار دوزخ کی آگ سے امان مینہیں _(3)
امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فاطمہ (ع) کو زیادہ بوسہ دیا کرتے تھے ایك روز جناب عائشےہ نے اعتراض کہ پیغمبر اسلام(ص) نے اس کے جواب میں فرمایا جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں بہشت میں داخل ہوا، جبرئیل مجھے طوبی کے درخت کے نزدیك لے گئے اور اس کا میوہ مجھے دیا میں نے اس کو کھایا تو اس سے نطفہ وجود میں آیا، جب میں زمین پر آیا اور جناب خدیجہ(ع) سے ہمبستر ہوا تو اس سے جناب فاطمہ (ع) کا حمل ٹھہرا یہی وجہ ہے کہ جب میں فاطمہ (ع) کو بوسہ دیتا ہوں تو درخت طوبی کی خوشبو میرے شام میں پہنچتی ہے (4)_
ابن عباس کہتے ہیں کہ ایك دن علی (ع) اورفاطمہ (ع) اور حسن (ع) اور حسین (ع) پیغمبر(ص) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے توپیغمبر(ص) نے فرمایا اے خدا مجھے علم ہے کہ یہ میرے اہلبیت

----

1) کشف الغمہ، ج 2 ص 98_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 76_
3) بحار الانوار، ج 43 ص 14_ کشف الغمہ، ج 2 ص 89_
4) بحار الانوار، ج 43 ص 6_

ہیں اور میرے نزدیك سب سے زیادہ عزیز ہیں ان کے دوستوں سے محبت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھ ان کی مدد کرنے والوں کی مدد فرما انہیں تمام برائیوں سے پاك رکھ اور تمام گناہوں سے محفوظ رکھ روح القدس کے ذریعے ان کی تائید فرما اس کے بعد آپ نے فرمایا، یا علی (ع) تم اس امت کے امام اور میرے جانشین ہو اور مومنین کو بہشت کی طرف ہدایت کرنے والے ہو، گویا میں اپنی بیٹی کو دیکھ رہا ہوں کہ قیامت کے دن ایك نورانی سواری پرسوارہے کہ جس کے دائیں جانب ستر ہزار فرشتے اور بائیں جانب ستر ہزار فرشتے اس کے آگے ستر ہزار فرشتے اور اس کے نیچے ستر ہزار فرشتے چل رہے ہیں اور تم میری امت کی عورتوں کو بہشت میں لئے جا رہی ہو پس جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے خانہ کعبہ کا حج بجالائے اور اپنے مال کو زکوۃ ادا کرے اوراپنے شوہر کی اطاعت کرے اور علی ابن ابیطالب کو دوست رکھتی ہو وہ جناب فاطمہ (ع) کی شفاعت سے بہشت میں داخل ہوگي، فاطمہ (ع) دنیا کی عورتوں میں سے بہترین عورت ہے_
عرض کیا گیا یا رسول اللہ (ص) فاطمہ (ع) اپنے زمانے کی عورتوں سے بہترین ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تو جناب مریم ہیں کہ جو اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر ہیں، میری بیٹی فاطمہ (ع) تو پچھلی اور ا گلی عورتوں سے بہتر ہے، جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو اللہ تعالی کے ستر ہزار مقرب فرشتے اسے سلام کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے فاطمہ (ع) اللہ نے تجھے چنا ہے اور پاکیزہ کیا ہے اور تمام عالم کی عورتوں پرتجھے برتری دی ہے_
اس کے بعد آپ علی (ع) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یاعلی (ع) ، فاطمہ (ع) میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میری آنکھوں کا نور اور دل کا میوہ ہے جو بھی اسے تکلیف دے

اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے اسے خشنود کیااس نے مجھے خوشنود کیا فاطمہ (ع) پہلی شخصیت ہیں جو مجھ سے ملاقات کریں گی میرے بعد اس سے نیکی کرنا، حسن (ع) اور حسین (ع) میرے فرزند ہیں اور میرے پھول ہیں اور جنت کے جوانوں سے بہتر ہیں انہیں بھی آپ آنکھ اور کان کی طرح محرّم شمار کریں_
اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا اے میرے خدا تو گواہ رہنا کہ میں ان کے دوستون کو دوست رکھتا ہوں اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھتا ہوں_ (1)

فاطمہ (ع) کا علم و دانش
عمار کہتے ہیں ایک دن حضرت علی (ع) گھر میں داخل ہوئے تو جناب فاطمہ (ع) نے فرمایا یا علی (ع) آپ میرے نزدیک آئیں تا کہ میں آپ کوگزشتہ اور آئندہ کے حالات بتلاؤں، حضرت علی (ع) ، فاطمہ (ع) کی اس گفتگو سے حیرت میں پڑ گئے اور پیغمبر (ص) کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور سلام کیا اور آپ کے نزدیک جا بیٹھے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا آپ بات شروع کریں گے یا میں کچھ کہوں؟ حضرت علی (ع) نے عرض کی کہ میں آپ کے فرمان سے استفادہ کرنے کو دوست رکھتا ہوں_ پیغمبر(ص) نے فرمایا گویا آپ سے فاطمہ (ع) نے یہ کہا ہے اور اسی وجہ سے تم نے میری طرف مراجعت کی ہے_ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ(ص) کیا فاطمہ (ع) کا نور بھی ہمارے نور سے ہے_ پیغمبر(ص) نے فرمایا کیا آپ کو علم نہیں ہے؟ حضرت علی (ع) یہ بات
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 24_

سن کر سجدہ شکر میں گر گئے اور اللہ تعالی کا شکر ادا کیا_
اس کے بعد جناب فاطمہ (ع) کے پاس لوٹ آئے_ حضرت فاطمہ (ع) نے فرمایا یا علی (ع) گویا میرے بابا کے پاس گئے تھے اور آپ(ص) نے یہ فرمایا؟ آپ نے فرمایا ہاں اے دختر پیغمبر (ص) _ فاطمہ (ع) نے فرمایا ، اے ابوالحسن (ع) خداوند عالم نے میرے نور کو پیدا کیا اور وہ اللہ تعالی کی تسبیح کرتا تھا اس وقت اللہ تعالی نے اس نور کو بہشت کے ایک درخت میں ودیعت رکھ دیا میرے والد بہشت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالی نے آپ کو حکم دیا کہ اس درخت کامیوہ تناول کریں، میرے والد نے اس درخت کے میوے تنال فرمائے اسی ذریعہ سے میرا تور آپ(ص) کے صلب میں منتقل ہوگیا اورمیرے بابا کے صلب سے میری ماں کے رحم میں وارد ہوا_ یا علی (ع) میں اسی نور سے ہوں اور گزشتہ اور آئندہ کے حالات اور واقعات کو اس نور کے ذریعہ پالیتی ہوں_ یا ابالحسن، مومن نور کے واسطے سے خدا کو دیکھتا ہے_(1)
امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت فاطمہ (ع) کی خدمت میں شرفیاب ہوئي اور عرض کی کہ میری ماں عاجز ہے اسے نماز کے بارے میں بعض مشکل مسائل در پیش ہینمجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ مینآپ سے سوال کروں، اس نے مسئلہ پیش کیا اور جناب فاطمہ (ع) نے اس کا جواب دیا اس عورت نے دوسری دفعہ دوسرا مسئلہ پوچھا جناب فاطمہ (ع) نے اس کا بھی جواب دیا، اس عورت نے تیسری دفعہ پھر تیسرا مسئلہ پوچھا اور اسی طرح آپ سے دس مسئلے پوچھے اور حضرت زہرا (ع) نے سب کے جواب دیئے اس کے بعد وہ عورت
------

1) بحار الانوار، ج 43 ص 24_

زیادہ سوال کرنے کی وجہ سے شرمسار ہوئي اور عرض کي، دختر رسول(ص) اب اور میں مزاحم نہیں ہوتی آپ تھک گئي ہیں، جناب فاطمہ (ع) نے فرمایا شرم نہ کر جو بھی سوال ہو پوچھو تا کہ میں اس کا جواب دوں_ میں تیرے سوالوں سے نہیں تھکتی بلکہ کمال محبت سے جوال دوں گی اگر کسی کو زیادہ بوجھ چھت تک اٹھا کرلے جانے کے لئے اجرت پر لیا جائے اور وہ اس کے عوض ایک لاکھ دینار اجرت لے تو کیا وہ بارے کے اٹھانے سے تھکے گا؟ اس عورت نے جواب دیا نہیں، کیوں کہ اس نے اس بار کے اٹھانے کی زیادہ مزدورں وصول کی ہے حضرت فاطمہ (ع) نے فرمایا کہ خدا ہر ایک مسئلے کے جواب میں اتنا ثواب عنایت فرماتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے کہ زمین اور آسمان کو مروارید سے پر کر دیا جائے تو کیااس کے باوجود مینمسئلے کے جواب دینے میں تھکوں گي_
میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ میرے شیعوں کے علماء قیامت میں محشور ہوں گے اور خدا ان کے علم کی مقدار اور لوگوں کو ہدایت اور ارشاد کرنے میں کوشش اور جد و جہد کے مطابق خلعت اور ثواب عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ ان میں سے ایک کو دس لاکھ حلے نور کے عطا فرمائے گا اور اس کے بعد حق کامنادی ندا دے گا، اے وہ لوگو کو جنہوں نے آل محمد(ص) کے یتیموں کی کفالت کی ہے، اور اس زمانے میں کہ ان کے امام کا سلسلہ ان سے منقطع ہوچکا تھا یہ لوگ تمہارے شاگرد تھے اور وہ یتیم ہیں کہ جو تمہاری کفالت کے ماتحت اپنی دینداری پر باقی رہے ہیں اور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ارشاد اورہدایت کرتے رہے ہیں، جتنی مقدار انہوں نے تمہارے علوم سے استفادہ کیا ہے ان کو بھی خلعت دو اس وقت میری امت کے علماء اپنے پیروکاروں

کو خلعت عطا فرمائیں گے، پھر وہ پیروکار اور شاگرد اپنے شاگروں کو خلعت دیں گے، جب لوگوں میں خلعت تقسیم ہوچکے گی تو اللہ کی طرف سے دستور دیا جائے گا جو خلعت علماء نے تقسیم کی ہیں ان کو مکمل کیا جائے یہاں تك کہ سابقہ تعداد کے برابر ہوجائے، پھر دستور ملے گا کہ اسے دوبرابر کردو اور اس طرح ان کے پیروکاروں کو بھی اسی طرح دو_

اس وقت جناب فاطمہ (ع) نے فرمایا: اے کنیز خدا اس خلعت کا ایك دھاگا ہزار درجہ اس چیز سے بہتر ہوگا جس پر سورج چمکتا ہے اس لئے کہ دنیاوی امور مصیبت اور کدورت سے آلودہ ہوتے ہیں، لیکن اخروی نعمات مینکوئي نقص اور عیب نہیں ہوتا _(1)

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دو عورتیں کہ ان میں سے ایك مومن اور دوسری معاند اور دشمن تھي، ایك دینی مطلب میں آپس میں اختلاف رکھتی تھیں اس اختلاف کے حل کرنے کے لئے جناب فاطمہ (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے مطلب کو بتلایا چونکہ حق مومن عورت کے ساتھ تھا تو حضرت فاطمہ (ع) نے اپنی گفتگو اور دلائل اور برہان سے اس کی تائید کی اور اس ذریعے سے اس پر فتح مند کردیا اور وہ مومن عورت اس کامیابی سے خوشحال ہوگئي_
جناب فاطمہ (ع) نے اس مومن عورت سے فرمایا کہ اللہ تعالی کے فرشتے تجھ سے زیادہ خوشحال ہوئے ہیں اور شیطان اور اس کے پیروکاروں پرغم و اندوہ اس سے زیادہ ہوا ہے جو اس معاند اوردشمن عورت پر وارد ہوا ہے_

----

1) بحار الانوار، ج 2 ص 3_

اس وقت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اس وجہ سے خدا نے فرشتوں سے فرمایا ہے کہ اس خدمت کے عوض جو فاطمہ (ع) نے اس مومن عورت کے لئے انجام دی ہے، بہشت اور بہشتی نعمتوں کو اس سے جو پہلے سے مقرر تھیں کئي ہزار گناہ مقرر کردیا جائے اور یہی روش اور سنت اس عالم کے بارے میں بھی جاری کی جاتی ہے جو اپنے علم سے کسی مومن کو کسی معاند پر فتح دلاتا ہے اور اس کے ثواب کو اللہ تعالی کئي کئي ہزار برابر مقرر کردیتا ہے_(1)

فاطمہ (ع) کا ایمان اور عبادت

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے جناب فاطمہ (ع) کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالی کا ایمان فاطمہ (ع) کے دل کی گہرائیوں اور روح کے اندر اتنا نفوذ کر چکا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو ہر ایك چیز سے مستغنی کرلیتی ہیں _(2)

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری والدہ شب جمعہ صبح تك اللہ تعالی کی عبادت مینمشغول رہتی تھیں اور متواتر رکوع اور سجود بجالاتی تھیں یہاں تك کہ صبح نمودار ہوجاتی میں نے سنا کہ آپ مومنین کے لئے نام بنام دعا کر رہی ہیں لیکن وہ اپنے لئے دعا نہیں کرتی تھیں میں نے عرض کی امّاں جان: کیوں اپنے لئے دعا نہیں کرتیں؟ آپ(ع) نے

----

1) بحار الانوار، ج 2 ص 8_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 46_

فرمایا پہلے ہمسائے اور پھر خود _(1)
امام حسن علیہ السلام فرماتے تھے کہ جناب فاطمہ زہرا(ع) تمام لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والی تھیں اللہ تعالی کی

عبادت میں اتنا کھڑی رہتیں کہ ان کے پاؤں ورم کرجاتے _(2)
پیغمبر اکرم(ص) فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہ عالم کی عورتوں سے بہترین عورت ہیں، میرے جسم کا ٹکڑا ہیں، میری آنکھوں کا نور، دل کا میوہ اور میری روح رواں ہیں، انسان کی شکل مینحور ہیں، جب عبادت کے لئے محراب مینکھڑی ہوتیں تو آپ کا نور فرشتوں میں چمکتا تھا، خداوند عالم نے ملائکہ کوخطاب کیا کہ میری کنیز کو دیکھو میرے مقابل نماز کے لئے کھڑی ہے اور اس کے اعضاء میرے خوف سے لرز رہے ہیں اور میری عبادت میں فرق ہے، ملائکہ گواہ ہو میننے فاطمہ (ع) کے پیروکاروں کو دوزخ کی اگ سے مامون قرار دے دیا ہے _(3)
البتہ جو شخص قرآن کے نزول کے مرکز میں پیدا ہو اور روحی کے دامن میں رشد پایا اورغور کیا ہو اور دن رات اس کے کان قرآن کی آواز سے آشنا ہوں اور محمد(ع) جیسے باپ کی تربیت میں رہا ہو کہ آنجناب اس قدر اللہ تعالی کی عبادت کرتے کہ آپ کے پائے مبارك ورم کرجاتے تھے اور علی جیسے شوہر کے گھر رہی ہو تو اسے اہل زمان کے افراد سے عابدترین انسان ہونا

----

1) كشف الغمہ، ج 2 ص 14 و دلائل الامامہ، ص 52_
2) بحار الانوار، ج 43 ص76_
3) بحار الانوار، ج 43 ص 172_

ہی چاہیئےسے عبادت میناتنا بلند مقام رکھنا چاہیئے اور ایمان اس کی روح کی گہرائیوں مینسماجاتا چاہیئے_

بابرکت ہار
جابربن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے ایك دن عصر کی نماز پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھ پڑھی آپ کے اصحاب آپ کے ارد گرد بیٹھے تھے، اچانك ایك آدمی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس کا لباس پرانا اور پھٹا ہوا اور سخت بڑھا پے کی وجہ سے اپنی جگہ پر کھڑا نہیں ہوسکتا تھا، پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی مزاج پرسی کي، یا رسول اللہ(ص) میں ایك بھوکا آدمی ہوں مجھے سیر کیجئے ننگاہوں مجھے لباس عنایت فرمایئےور خالی ہاتھ ہوں مجھے کچھ عنایت فرمایئے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا سر دست تو میرے پاس کچھ نہیں ہے لیکن مینتجھے ایك جگہ کی راہنمائي کرتا ہوں شاید وہاں تیری حاجت پوری ہوجائے_ اس شخص کے گھر جا کہ جو خداوند اور رسول(ص) کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسے دوست رکھتے ہیں جا میری بیٹی فاطمہ (ع) کے گھر کہ شاید تجھے وہ کوئي چیز عنایت فرما دے آپ اس کے بعد بلال سے فرمایا کہ اسے فاطمہ (ع) کا گھر کھلا آؤ_
جناب بلال اس بوڑھے کے ساتھ جناب فاطمہ (ع) کے گھر گئے، بوڑھے نے عرض کی سلام ہو میرا خانوادہ اہلبیت پر کہ جو فرشتوں کے نازل ہونے کا مرکز ہے جناب فاطمہ (ع) نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم کون ہو؟ اس نے عرض کیا کہ میں ایك فقیر ہوں، پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں گیا تھا انہوں نے

مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اے دختر پیغمبر(ص) بھوکا ہوں سیر کیجئے، برہنہ ہوں لباس مجھے پہنایئےفقیر ہوں کوئي چیز عنایت فرمایئےجناب فاطمہ جانتی تھیں کہ گھر میں کوئي غذا موجود نہیں ہے ایك گوسفند کی کھال ہے کہ جو امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کے فرش کے لئے تھی اسے دی اس نے عرض کی یہ چمڑے کی کھال میری زندگی کی اصلاح کہاں کرسکتی ہے_ جناب فاطمہ (ع) نے ایك ہار جو آپ کے چچا کی لڑکی نے بطور ہدیہ دیا تھا اس فقیر کو دے دیا اور فرمایا اسے فروخت کر کے اپنی زندگی کی اصلاح کرلے_
وہ بوڑھا آدمی پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں لوٹ آیا اور تمام قصہ بیان کیا، آپ رودیئےور فرمایا کہ اس ہار کو فروخت کر ڈالوتا کہ میری بیٹی کے عطیے کی برکت سے خدا تیری کشائشے کردے_
عمار یاسر نے جناب رسول خدا(ص) سے اجازت لی کہ اس ہار کو خرید لوں اس بوڑھے سے پوچھا کہ اسے کتنے میں فروخت کروگے؟ اس نے کہا کہ اتنی قیمت پر کہ روٹی اور گوشت سے میرا پیٹ سیر ہوجائے ایك یمانی چادر جسم کے

ڈھانپے کے لئے ہوجائے کہ جس میں نماز پڑھوں اور ايك دينار کہ میں اپنے گھر اور اہل و عيال کے پاس جاسکوں_
عمار نے کہا میں اس ہار کو بیس دینار اور دو سو درہم اور ايك برد یمانی اور ايك سواری کا حیوان اور روٹی اور گوشت کے عوض خریدتا ہوں اس بوڑھے نے ہار جناب عمار کو فروخت کردیا اور معاوضہ لے لیا اور پیغمبر(ص) کی خدمت میں لوٹ آیا، پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اس سے پوچھا کہ تمہاری حاجت پوری ہوئي، اس نے عرض کی ہاں، میں جناب فا طمہ (ع) کی بخشش کی بدولت بے نیاز ہوگیا ہوں کہ خداوند عالم اس کے عوض جناب فاطمہ (ع)

کو ایسی چیز دے کہ نہ آنکھ دیکھی ہو اور نہ کان نے سنی ہو_
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اصحاب سے فرمایا کہ خداوند عالم نے اسی دنیا میں اس قسم کی چیز جناب فاطمہ (ع) کو عطا کردی ہے کیونکہ اسے مجھ جیسا باپ اور علی جیسا شوہر اور حسن (ع) اور حسین (ع) جیسے فرزند عنایت فرمائے ہیں، جب عزرائیل فاطمہ (ع) کی روح قبض کرے گا اور اس سے قبر میں سوال کرے گا کہ تیرا پیغمبر کون ہے؟ تو جواب دے گی میرا باپ، اور اگر پوچھے گاتیرا امام کون ہے تو جواب دے گی میرا شوہر علی بن ابیطالب(ع) ، خداوند عالم نے ملائکہ کی ايك جماعت کی ڈیوٹی لگادی ہے کہ آپ کے مرنے کے بعد ہمیشہ ان پراور ان کے والد اور شوہر پر درود بھیجتے رہیں_ خبردار ہو جو شخص میرے مرنے کے بعد میری زیارت کوآئے تو وہ اس کے مانند ہے کہ وہ میری زندگی میں زیارت کو آیا ہے اور جو شخص فاطمہ (ع) کی زیارت کو جائے اس کے مثل ہے کہ اس نے میری زیارت کي_
جناب عمار نے وہ ہار لیا اور اسے خوشبو لگائي اور یمانی کپڑے میں لپیٹ کر اپنے غلام کو دیا اور کہا کہ اسے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں لے جاکر حاضر کرو میں نے تجھے بھی آنجناب کو بخش دیا ہے_ جب وہ غلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مینگیا تو حضرت نے وہ ہار مع غلام کے جناب فاطمہ علیہا السلام کو بخش دیا_ جناب فاطمہ علیہا السلام نے وہ ہار لیا اور اس غلام کو آزاد کردیا_ جب غلام آزاد ہوا تو ہنسنے لگا جب اس سے ہنسنے کی علت پوچھی گئي تو اس نے جواب دیا کہ اس ہار کی برکت پر مجھے تعجب ہوا ہے کیونکہ اس نے بھوکے کو سیر کیا ہے، برہنہ کو کپڑا پہنایا، فقیر کو غني

کردیا، غلام کو آزاد کردیا اور پھر وہ اپنے مالك کے پاس لوٹ گیا _(1)

پیغمبر(ص) کی فاطمہ (ع) سے محبت اوران کا احترام
جناب عائشےہ فرماتی ہیں کہ جناب فاطمہ (ع) بات کرنے میں تمام لوگوں کی نسبت پیغمبر(ص) سے زیادہ شباہت رکھتی تھي، جب آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس جاتیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم آپ کا ہاتھ پکڑتے اوراسے بوسہ دیتے اورجناب فاطمہ (ع) کو اپنی جگہ بٹھاتے اور جب رسول خدا(ص) جناب فاطمہ (ع) کے پاس جاتے تو آپ والد کے احترام کے لئے کھڑی ہوجاتیں اور آپ کے ہاتھ چومتیں اور اپنی جگہ آپ کوبٹھلاتیں _(2)
ايك دن جناب عائشےہ نے دیکھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم جناب فاطمہ (ع) کو بوسہ دے رہے ہیں تو عرض کیا یا رسول اللہ(ص) اب بھی آپ فاطمہ (ع) کو چومتے میں کتنا فاطمہ (ع) کو دوست رکھتا ہوں تو تیری محبت بھی اس کے ساتھ زیادہ ہوجاتي، فاطمہ (ع) یہ انسان کی شکل وصورت میں حور ہیں، جب بھی میں بہشت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو اسے بوسہ د یتا ہوں _(3)
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 56_
2) کشف ا لغمہ، ج 2 ص 79_
3) کشف الغمہ، ج 2ص 85_

علی بن ابیطالب نے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے پوچھا یا رسول اللہ(ص) مجھے زیادہ دوست رکھتے ہیں یا فاطمہ

(ع) كو؟ تو آپ نے فرمايا تم عزيزترين ہو اور فاطمہ محبوت تر (1)_
جناب فاطمہ (ع) فرماتی ہيں جب يہ آيت نازل ہوئي كر:
"لاتجعلوا دعا الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا"
يعنی پيغمبر كو اپنی طرح آواز نہ ديا كرو_ تو ميں اس كے بعد اباجان كے لفظ سے آپ كو خطاب نہ كرتی تھی اور يا رسول الله(ص) كہا كرتی تھي، كئي دفعہ ميں نے آپ كو اسی سے آواز دی تو آپ نے ميرا جواب نہ ديا اور اس كے بعد فرمايا بيٹی فاطمہ (ع) يہ آيت تمہارے اورتمہاری اولاد كے بارے ميں نازل نہيں ہوئي تم مجھ سے ہو اور ميں تم سے ہوں، يہ آيت قريش كے متكبر افراد كے لئے نازل ہوئي ہے، تم مجھے ابّا كہہ كر پكارا كرو كيونكہ يہ لفظ ميرے دل كو زندہ كرتا ہے اور پروردگار عالم كو خشنود كرتا ہے (2)_
جناب عائشےہ سے سوال كيا گيا كہ پيغمبر(ص) كے نزديك سب سے زيادہ محبوب كون تھا؟ تو آپ نے كہا كہ فاطمہ (ع) ، اس كے بعد پوچھا گيا كہ مردوں ميں سے زيادہ محبوب كون تھا تو آپ نے كہا فاطمہ (ع) كے شوہر علی (ع) _(3)
جب تك پيغمبر(ص) فاطمہ (ع) كو چوم نہ ليتے سويا نہيں كرتے تھے (4)_
------

1) كشف الغمہ، ج 2 ص 88_
2) بيت الاحزان، ص 10_
3) كشف الغمہ، ج 2 ص 88_
4) كشف الغمہ، ج 2 ص 93_

125
پيغمبر(ص) جب سفر كو جاتے تھے تو آخری آدمی جسے وداع فرماتے تھے فاطمہ (ع) ہوتيں اور جب سفر سے واپس لوٹتے تو پہلا شخص جس كی ملاقات كو جلدی جاتے فاطمہ (ع) ہوتيں (1)_
پيغمبر(ص) فرماتے تھے كہ فاطمہ (ع) ميرے جسم كا ٹكڑا ہے جو اسے خوشنود كرے گا اس نے مجھے خوشنود كيا، اور جو شخص اسے اذيت دے گا اس نے مجھے اذيت دی سب سے عزيزترين ميرے نزديك فاطمہ (ع) ہيں(2)_
اس ميں كوئي شك نہيں كہ رسول خدا(ص) حد سے زيادہ اور معمول اور متعارف سے بڑھ كر جناب فاطمہ (ع) سے محبت كا اظہار اس حد تك كرتے تھے كہ بسا اوقات اعتراض كئے جاتے تھے البتہ ہر باپ كو طبعی طور پر اولاد سے محبت ہوتی ہے ليكن جب محبت اورتعلق معمول سے تجاوز كرجائے تو اس كی كوئي خاص وجہ اور علت "جو فطری محبت كے علاوہ ہو، ہونی چاہيئے، ممكن ہے حد سے زيادہ محبت كا اظہار جہالت اور كوتاہ فكری كی وجہ سے ہو ليكن اس علت كی پيغمبر(ص) كی ذات كی طرف نسبت نہيں دی جاسكتي،كيونكہ الله تعالی پيغمبر صلی الله عليہ و آلہ و سلم كے متعلق فرماتا ہے: انك العلی خلق عظيم (3)_ "يعنی خلق عظيم كے مالك ہو_
پيغمبر(ص) كے تمام كا وحی الہی كے ماتحت ہوا كرتے تھے الله تعالی فرماتا ہے ان ہو الا وحيٌ يوحی (4)_
----

1) دخائر العقبی ، ص 37_
2) مناقب ابن شہر آشوب، ج 3 ص 332_
3) سورہ قلم آيت 4_
4) سورہ نجم آيت 4_

126
بس خدا كے رسول كا ان تمام غير عادی محبت كے اظہار ميں كوئي اور منشا اور غرض ہونی چاہيئے_
جناب رسول خدا(ص) نے اپی بيٹی فاطمہ (ع) كے مقام و مرتبت كو خود مشخص كيا تھا اور آپ ان كے رتبے كو اچھی طرح پہچانتے تھے_ جی ہاں پيغمبر صلی الله عليہ و آلہ و سلم جانتے تھے كہ فاطمہ (ع) ولايت اور امامت كی توليد كامركز اور دين كے پيشواؤں كی ماں ہيں، اسلام كی نمونہ اور مثال اور ہر گناہ سے معصوم ہيں_ حضرت رسول صلی الله عليہ و آلہ و سلم اور حضرت علی عليہ السلام كے علاوہ كوئي بھی آپ كے بلند مقام كو درك نہيں كرسكتا_ رسول خدا صلی الله عليہ و آلہ و سلم جانتے تھے كہ فاطمہ (ع) كا نور آسمان كے فرشتوں كو روشنی دينے والا ہے، بہشت كی خوشبو كو فاطمہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

(ع) سے استشمام كرتے تھے يہى علت تھى كہ آپ حد سے زيادہ فاطمہ (ع) سے اظہار محبت فرمايا كرتے تھے_

فاطمہ (ع) اور على (ع) كى سخت زندگي
ايك زمانہ ميں حضرت على (ع) كى زندگى بہت سخت گزر رہى تھي_ جناب فاطمہ (ع) اپنے والد بزرگوار كى خدمت ميں حاضر ہوئيں آپ نے دروازہ كھٹكھٹايا تو پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم نے ام ايمن سے فرمايا گويا زہرا(ع) دروازے پرہے دروازہ كھولو_ ديكھو كون ہے، جب انہوں نے گھر كا دروازہ كھولا تو جناب فاطمہ عليہا السلام گھر كے اندر داخل ہوئيں سلام كيا اور باپ كى خدمت ميں بيٹھ گئيں، جناب رسول خدا(ص) نے فرمايا بيٹى فاطمہ (ع) تم اس وقت پہلے كبھى ہمارے گھر نہيں آيا كرتى تھيں كيا ہوا ہے؟ آپ نے عرض كى يا رسول اللہ(ص) ملائكہ كى غذا كيا ہے، آپ نے فرمايا اللہ تعالى

كى حمد_ عرض كيا، اباجان ہمارى غذا كيا ہے؟ آپ نے فرمايا خدا كى قسم ايك مہينہ ہونے كو ہے كہ آل محمد(ص) كے گھر ميں آگ نہيں جلائي گئي_ ميرى آنكھوں كانور، آگے آؤ ميں تمہيں وہ پانچ كلمات بتلاتا ہوں جو جبرئيل نے مجھے تعليم ديئے ہيں_
"يا رب الاولين وَ الآخرين يا ذالقوة المتين
و يا ارحم المساكين و يا ارحم الراحمين"
جناب فاطمہ (ع) نے يہ دعا ياد كى اور گھر لوٹ آئيں، حضرت على عليہ السلام نے پوچھا كہاں گئي تھيں؟ جواب ديا دنيا طلب كرنے گئي تھى ليكن آخرت كے لئے دستور لے كر آئي ہوں_ حضرت على عليہ السلام نے فرمايا آج سب سے بہتر دن تھا(1)_
ايك دن پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم نے جناب فاطمہ (ع) كى عيادت كى اور آپ كے احوال پوچھے تو آپ نے عرض كيا اباجان بيمار ہوں اور اس سے بدتر يہ كہ گھر ميں كوئي چيز موجود نہيں جو كھاؤں، آپ نے فرمايا كيا يہ تمہارے لئے كافى نہيں كہ دنيا كى عورتوں سے بہترہو(2)_
امام جعفر صادق عليہ السلام نے فرمايا كہ ايك دن جناب فاطمہ (ع) نے جناب رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كى خدمت ميں عرض كيا كہ حضرت على عليہ السلام كے پاس جو آتا ہے وہ فقراء ميں تقسيم كرديتے ہيں پيغمبر(ص) نے فرمايا: بيٹى فاطمہ (ع) خبردار ميرے بھائي اور چچازاد على (ع) كوناراحت نہ كرنا
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 152_
2) در رالسمطين، ص 179_

كيوں كہ على (ع) كاغضب ميرا غضب ہے اورميرا غضب خدا كا غضب ہے (1)_
اسماء بنت عميس كہتى ہيں كہ ايك دن رسول خدا(ص) جناب فاطمہ (ع) كے گھر گئے ديكھا كہ حسن(ع) اور حسين(ع) گھر ميں موجود نہيں ہيں ان كى حالت پوچھي، جناب فاطمہ (ع) نے عرض كي، آج ہمارے گھر مينكھانے كے لئے كچھ موجود نہ تھا، على (ع) نے جب باہر جانا چاہا فرمايا كہ مينحسن (ع) و حسين (ع) كو اپنے ساتھ باہر لے جاتا ہوں تا كہ يہاں روئيں نہ اور تم سے غذا كا مطالبہ نہ كريں_ ان كواٹھايا اور فلانيہودى كے پاس چلے گئے_ جناب رسول خدا(ص) على كى تلاش

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ميں باہر گئے اور انہيں يہودى كے باغ ميں ڈول كھينچتے ديكھا اور ديكھا كہ حسن (ع) اور حسين (ع) كھيل ميں مشغول ہيں اور ان كے سامنے تھوڑى مقدار خرما كى بھى موجود ہے_ پيغمبر(ص) نے على (ع) سے فرمايا كہ دن گرم ہونے سے پہلے حسن (ع) و حسين (ع) كو گھر لوٹانا نہيںچاہتے؟ آپ نے عرض كى يا رسول اللہ(ص) جب ميںگھر سے باہر آيا تھا تو ہمارے گھر كوئي غذا موجود نہ تھى آپ تھوڑ ا توقف كريں تا كہ ميںكچھ خرما جناب فاطمہ (ع) كے لئے مہيا كروں_ ميں نے اس يہودى سے ہر ڈول كے كھينچنے پر ايك خرما مقرر كيا ہے_ جب كچھ خرمے مہيا ہوگئے انہيں آپ نے اپنے دامن ميں ڈالا اور حسن (ع) اور حسين (ع) كواٹھايا اور گھر واپس لوٹ آئے (2)_
ايك دن پيغمبر(ص) فاطمہ (ع) كے پاس آئے تو ديكھا كہ فاطمہ (ع) گلوبند پہنے ہوئے ہيں، آپ نے فاطمہ (ع) سے روگردانى كى اور چلے گئے، جناب فاطمہ (ع) آپ كى روگرداني

----

1) كشف الغمہ، ج 2 ص 99_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 83_

كى علت كو بھانپ گئيں، ہارا تارا اور پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كى خدمت ميں حاضر كرديا آپ نے فرمايا فاطمہ (ع) تم مجھ سے ہو_ اس كے بعد ايك غريب آدمى آيا تو آپ نے وہ ہار اس كو عطا كرديا اور فرمايا كہ جو شخص ہمارا خون بہائے اورميرے اہل بيت كے بارے ميں مجھے اذيت دے خداوند عالم اس پر غضب كرے گا(1)_
اسماء بنت عميس كہتى ہيں كہ ميں جناب فاطمہ (ع) كى خدمت ميں بيٹھى تھى كہ جناب رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم وہاں آئے، آپ نے فاطمہ (ع) كى گردن ميں سونے كا ہار ديكھا آپ نے فرمايا فاطمہ (ع) لوگوں كے اس كہنے پر كہ فاطمہ (ع) رسول(ص) كى دختر ہے مغرور نہ ہونا جب كہ تم اس حالت ميں ہو كہ ظالموں كا لباس تمہارے جسم پرہو_ جناب زہراء نے فوراً ہار كو اتارا اور فروخت كرديا اور اس كى قيمت سے ايك غلام خريد كر آزاد كرديا، پيغمبر(ص) آپ كے اس كام سے بہت خوش ہوئے (2)_
امام محمد باقر عليہ السلام نے فرمايا كہ پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كى عادت يہ تھى كہ جب سفر كو جاتے تو آخرى آدمى كہ جس سے وداع كرتے وہ فاطمہ (ع) ہوتيں اور جب سفر سے واپس آتے تھے تو پہلا انسان جس كا آپ ديدار كرتے تھے وہ فاطمہ (ع) ہوتيں، آپ ايك سفر سے جب جناب فاطمہ (ع) كے گھر آئے تو ديكھا حضرت حسن (ع) اور حضرت حسين (ع) كے ہاتھوں ميں چاندى كا دست بند ہے اور ايك پردہ بھى لٹكا ہوا ہے آپ نے اسے تھوڑى دير تك ديكھا اور اپنى عادت كے خلاف

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 152_
2) نظم در رالسمطين ص 179_

جناب زہرا(ع) كے گھر نہ ٹھہرے اور فوراً واپس لوٹ گئے، جناب فاطمہ (ع) غمگين ہوئيں اوراس واقعہ كى علت سمجھ گئيں، پردہ اتار اورحضرت حسن (ع) اور حضرت حسين (ع) كے ہاتھ سے دست بند بھى اتارا، اور يہ كسى ذريعہ سے جناب رسول خدا(ص) كى خدمت ميں روانہ كرديا_ پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم نے آپ كى آنكھوں كو بوسہ ديا اور آپ كو نوازش دى اور دس بند كو مسجد ميں حوفقراء رہتے تھے ان ميں تقسيم كرديا اور پردے كے ٹكڑے كر كے مختلف برہنہ انسانوں كوديئے تا كہ وہ ستر عورت كرسكيں اس كے بعد جناب رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم نے فرمايا كہ خدا فاطمہ (ع) پر رحمت كرے اور اسے بہشتى لباس پہنائے اور بہشتى زينت اسے عطا كرے(1)_
عمران ابن حصين كہتے ہيں كہ ميں ايك دن جناب رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كى خدمت ميں بيٹھا ہوا تھا كہ جناب فاطمہ (ع) زہراء وہاں تشريف لے آئيں_ جب رسول خدا كى نگاہ آپ كے چہرے پر پڑى جو بھوك سے زرد ہوچكا تھا اور

اس پر خون کے موجود ہونے کے آثار نہیں نظر آرہے تھے تو انہوں نے اپنے پاس بلایا اور اپنا دست مبارك جناب فاطمہ (ع) کے سینے پر رکھا اور فرمایا اے وہ خدا جو بھوکوں کو سیر کرتا ہے اور ضعیفوں کو بلند کرتا ہے، فاطمہ (ع) محمد(ص) کی دختر کو بھوکا نہ رکھ_ عمران کہتا ہے کہ پیغمبر(ص) کی دعا کی برکت سے جناب فاطمہ (ع) کے چہرے کی زردی ختم ہوگئي، اور آپ کے چہرے پرخون دوڑے کے آثار

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 83_
2) نظم در رالسمطین، ص 191_

عملی دعوت

روایات اور تواریخ یہ گواہی دے رہی ہیں کہ اہلبیت کی فرد اول یعنی پیغمبر اسلام(ص) اور اسلام کی دوسری شخصیت علی بن ابیطالب(ع) اور اسلام کی پہلی خاتون فاطمہ زہراء (ع) کی زندگی بہت سادہ بلکہ بہت سختی اور مشقت سے گزرتی تھي، اور اس پر بہت زیادہ تعجب بھی نہیں کیا جانا چاہیئےیوں کہ اس زمانے میں تمام مسلمانوں کی عمومی زندگی اچھی نہ تھي_
اکثر مسلمان فقیر اور معاشرے سے محروم افراد ہوا کرتے تھے وہ گروہ کہ جن کی ایك حد تك زندگی بری نہ تھی دشمنوں کے خوف سے مجبور ہوگئے تھے اور اپنی تمام پونجی اور گھر بار مکہ چھوڑکر مدینہ میں ہجرت کر آئے تھے، مدینہ میں بھی اکثریت فقراء کی تھی اور جو چند آدمی جن کی وضع کسی حدتك اچھی تھی وہ بھی مجبور تھے کہ ان مسلمانوں سے جو مکّہ چھوڑکر ہجرت کر آئے تھے ہمدردی اور مالی مواسات بجالائیں اور اپنی قدرت کے مطابق ان کی مدد اور مساعدت کریں اور دوسری طرف وہ زمانہ اسلام کا بحرانی زمانہ تھا مسلمان ہر وقت جنگ کے لئے تیار رہتے تھے اور اکثر اوقات جنگ اور دفاع میں مشغول رہتے تھے اسی وجہ سے اپنی اقتصادی اوضاع کو قوی نہینکرسکتے تھے_
ان حالات میں کیا پیغمبر(ص) اور علی (ع) اور فاطمہ (ع) کے لئے مناسب اور ممکن تھا کہ وہ اپنے لئے اچھی زندگی فراہم کریں اور فقراء اور بیچاروں سے ہمدردی نہ کریں اگر چہ پیغمبر(ص) اور حضرت علی (ع) خود کام کیا کرتے تھے اور اسی ذریعہ سے

ان کے پاس مشروع اورجائز دولت بھی اکھٹی ہوجاتی تھی اور جنگ کی غنیمت سے بھی انہیں حصہ ملتا تھا اور اگر چاہتے تو اچھی زندگی گزار سکتے تھے، لیکن کیا یہ ممکن تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور ان کے داماد اور ان کی بیٹی تو آرام سے زندگی گزاریں لیکن مدینہ کے فقراء کی فریادیں بلند ہوں، کیا یہ مناسب تھا کہ پیغمبر(ص) کی دختر تو گھر پر پردے لٹکائے رکھے اور مسلمانوں کی ایك جماعت کے پاس سترعورت کے لئے کپڑے تك موجود نہ ہوں، کیا یہ ہوسکتا تھا کہ حسن (ع) اور حسین (ع) توہاتھوں میں چاندی کے دست بند پہنے ہوئے ہوں اور مسلمانوں کے بچوں کی بھوك سے فضاء میں آوازیں بلند ہو رہی ہوں_
قاعدتاً اگر اسلام کا پہلا شخص اور اہلبیت گرامی دوسرے مسلمانوں سے مواسات نہ کرتے تو کیا ممکن ہوتا کہ مسلمانوں کے مستضعف گروہ کو صدر اسلام میں کہ جو ابھی اچھی طرح پیغمبری اور وحی کے معنی کو درك نہیں کرتے تھے اور ان کی عقلیں صرف ان کی آنکھوں تك محدود تھی حاضر کیا جاتا کہ وہ میدان جہاد میں فداکاری کریں اور اپنی جان کو قربان کریں؟ اسلام کی پیشرفت اور اس کے معنوی نفوذ کی ایك علت یہ بھی تھی کہ جو آنحضرت سے سنتے تھے اسے عملی طور سے بھی رفتار و گفتار اور زندگی فردی اور خانوادے کی زندگی مینمشاہدہ بھی کرتے تھے اسی عملی دعوت کی وجہ سے وہ اسلام اور جانبازی کی طرف مائل ہوا کرتے تھے لیکن ...

حضرت زہراء کی عصمت
لغت میں لفظ معصوم کے معنی محفوظ اور ممنوع کے ہیں_ اصطلاح میں معصوم اس شخص کو کہاجاتا ہے جو غلطی اور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اشتباہ اور گناہوں سے امان میں ہو اور محفوظ ہو معصوم اسے کہتے ہیں کہ اس کی بصیرت

کی آنکھ ایسی ہو کہ عالم کے حقائق کا مشاہدہ کر رہی ہو اور اس ارتباط اور اتصال کی وجہ سے جو اسے عالم ملکوت سے ہے اور غیبی تائیدات سے گناہ اور نافرمانی نہ کرے اور اس کے وجود مقدس میں غلطی اور اشتباہ اور سرکشی اور عصیاں گزر نہ کرسکے_ عصمت کا بلند و بالا رتبہ اور مقام دلائل عقلی اور نقلی اور براہین سے پیغمبروں کے لئے تو ثابت ہوچکا ہے_

شیعہ امامیہ کاعقیدہ ہے کہ ہمارے پیغمبر(ص) کے حقیقی جانشین و خلفاء اور بارہ اماموں کو بھی معصوم ہونا چاہیئےور ان کے پاس ان بزرگوں کی عصمت کے لئے دلائل اور براہین بھی موجود ہیں_ اگر ہم ان کا ذکر یہاں شروع کردیں تو اصل مقصد سے ہٹ جائیں گے_

شیعہ امامیہ پیغمبروں کی عصمت کے علاوہ حضرت زہرا (ع) کو بھی گناہوں اور نافرمانی سے معصوم جانتے ہیں اور آپ کی عصمت کے ثبوت کے لئے بہت سی دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں_ بعض کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے_

پہلی دلیل اس آیت کے تمسك کر کے آپ کی عصمت کو ثابت کیاجاسکتا ہے_

"انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا" (1)

آیت کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے_ "خدا چاہتا ہے کہ ناپاکیاور آلودگی کو تم اہلبیت سے دور کردے اورکاملاً تمہیں پاکیزہاور طاہر کردے_

شیعہ اور سنی نے بہت زیادہ احادیث نقل کی ہے جو دلالت کرتی ہیں کہ یہ آیت پیغمبر(ص) اور علی (ع) اور فاطمہ (ع) اور حسن (ع) اور حسین (ع) کی شان میں نازل ہوئي ہے_

----

1) سورہ احزاب آیت 24_

جناب عائشےہ فرماتی ہیں کہ ایك دن جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اپنے کندھے پر سیاہ پشم کا بنا ہوا کپڑا ڈالے گھر س باہر نکلے اس کے بعد حسن اور حسین (ع) اور فاطمہ (ع) اور علی (ع) کو اس کپڑے اور چادر کے درمیان لیا اور فرمایا:

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت الخ(1)

جناب ام سلمہ فرماتی ہیں ایك دن جناب فاطمہ (ع) ایك ظرف میں حریر (ایك کا حلوہ ہے) لے کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، پیغمبر(ص) نے فرمایا کہ علی (ع) اور حسن (ع) اور حسین (ع) کو بھی بلاؤ، جب یہ تمام حضرات رسول (ص) کی خدمت میں حاضر ہوئےور غذا کھا نے مینمشغول ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئي، اس کے بعد پیغمبر(ص) نے خیبری چادر ان کے سرپر ڈالی اور تین مرتبہ فرمایا کہ اے میرے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں، آلودگی کو ان سے زائل کردے اورپاکیزہ بنادے (2)_

عمر ابن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ یہ آیت "انما یر اللہ" جناب ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئي، پس پیغمبر اکرم(ص) نے علی (ع) اورفاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو اپنے پاس بلایا اور چادر ان کے سرپر ڈالی اور فرمایا، اے میرے خدا، یہ میرے اہلبیت ہیں آلودگی کو ان سے زائل کردے اور ان کو اس طرح پاك و پاکیزہ فرما جو حق ہے جناب ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ(ص) میں بھی ان کے ساتھ ہوں یعنی اہلبیت میں داخل ہوں آپ نے جواب دیا کہ تم بھی اچھائي پر ہو (3)_

----

1) ینابیع المودہ، ص 124_ درالمنثور، ج 5 ص 198_
2) ینابیع المودہ، ص 125 و درالمنثور، ج 5 ص 198_
3) ینابیع المودہ، ص 125_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

135

واثلہ ابن اسقع کہتے ہیں کہ ایك دن پیغمبر(ص) جناب فاطمہ (ع) کے گھر تشریف لے گئے علی (ع) اور فاطمہ (ع) کو سامنے بٹھایا اور حسن (ع) اور حسین (ع) کو زانو پر، اس کے بعد ان کے سروں پر چادر ڈال کر فرمایا، اے میرے خدا، یہ میرے اہلبیت ہیں آلودگی کو ان سے زائل کردے (1)_

خلاصہ رسول خدا(ص) کے اصحاب کی ایك جماعت جیسے جناب عائشےہ، ام سلمہ، معقل بن یسار، ابی الحمرائ، انس بن مالك، سعد ابن ابی وقاص، واثلہ ابن اسقعہ، حسن ابن علي، علی بن ابیطالب، ابوسعید خدري، زینب، ابن عباس اور ان کے علاوہ ایك اور جماعت نے اسی سے ملتی جلتی روایات اس آیت کی شان نزول میں نقل کی ہیں_ شیعہ اور سنی علماء جیسے جلال الدین سیوطی نے درالمنثور میں اور سلیمان بن ابراہیم قندوزی نے ینابیع المودۃ اور دوسرے سنی علماء نے ان روایات کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے_

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر(ص) اس آیت کے نازل ہوئے کے بعد متعدد مقامات پر اور ان میں سے خود جناب فاطمہ (ع) اور جناب ام سلمہ کے گھر اپنی عبا علی (ع) اور فاطمہ (ع) اور حسن (ع) اور حسین (ع) کے سرپر ڈالتے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے خدا جو اشخاص میری عبا کے نیچے موجود ہیں یہی میرے اہلبیت ہیں، آلودگی کو ان سے دور فرما، رسول خدا(ص) اس قسم کا عمل اس لئے انجام دیتے تھے تا کہ اہلبیت (ع) کی شناخت ہوجائے اور یہ موضوع پایہ ثبوت کو پہنچ جائے یہاں تك کہ چھ ماہ اوربعض روایات کی بنا پرسات اور بعض دوسری روایت کی بناپر آٹھ مہینہ تك آپ کی یہ عادت تھي

----

1)ینابیع المودہ، ص 125 و درالمنثور ج 5 ص 199_

136

کہ آپ صبح کے وقت جب نماز کے لئے جاتے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر سے گزرتے تو ٹہرجاتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے(1)_

رسول خدا(ص) ان موارد اورمواقع پر اپنی چادر علی (ع) اور فاطمہ (ع) اورحسن (ع) اور حسین (ع) علیہم السلام کے سر پر ڈالتے اور یہی آیت تلاوت فرماتے تا کہ اس سے غلط مطلب لینے کی کسی کو گنجائشے نہ رہے کہ کوئي دعوی کرے کہ میں بھی اہلبیت کا مصداق اور فرد ہوں، آپ اس مطلب کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ جب ام سلمہ نے عبا کے اندر داخل ہونا چاہا تو آپ نے چادر ان کے ہاتھ سے کھینچ لی اور فرمایا کہ تم نیکی پر ہو_ ایك زمانے تك صبح کے وقت آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو فاطمہ (ع) کے گھر میں رہنے والوں کو خطاب کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت فرماتے تا کہ لوگ سن لیں اور اس کے بعد انکار نہ کرسکیں_ علی (ع) اور حسن (ع) اور حسین (ع) بھی متعدد مقامات پر اور صحابہ کے روبرو فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت ہمارے حق میننازل ہوئي ہے_ اور کسی وقت بھی اس کا کسی نے انکار نہیں کیا_

اس آیت کے مطابق خداوند عالم فرماتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا کہ تم اہلبیت کو آلودگی اور رجس سے منزہ قرار دے_ اس رجس سے مراد ظاہری نجاست نہیں ہے کیونکہ اس کا دور کرنا اہلبیت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان مکلف ہیں کہ وہ اپنے آپ سے ظاہری نجاست کو دور رکھیں اور اس سے پرہیز کریں، اس کے علاوہ اگر ظاہری نجاست مراد ہوتی تو اس کے لئے اتنے اہتمام اور تکلف کی ضرور نہ تھی اور نہ ہی پیغمبر کو دعا

----

1) کشف الغمہ،ج 2 ص 83، و در المنثور ج 5 ص 199، و فصول المتمہ ص 8_

137

کی ضرورت تھي_ مطلب اتنا مہم نہیں تھا کہ ام سلمہ اس کا مصداق ہونے کی خواہش کرتیں اور رسول خدا اس سے مانع ہوتے اس سے معلوم ہوجائے گا کہ مراد اس آیت میں ظاہری نجاست اور آلودگی نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد اور مقصود باطنی آلودگی یعنی گناہ اور اللہ تعالی کی نافرمانی ہے، لہذا اس آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ خدا نے چاہا ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ اہلبیت گناہ سے پاکیزہ ہوں اور اس ارادہ سے مراد بھی ارادہ تشریعی نہیں ہے، یعنی یوں نہیں کہا جاسکتا کہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خداتعالى نے اہلبيت سے_ طلب كيا ہے كہ وہ خود اپنے آپ كو گناہ اورمعصيت سے پاك كريں كيونكہ ايسا ارادہ بھى اہلبيت كے ساتھ اختصاص نہيں ركھتا، كيوں كہ خداوند عالم تمام لوگوں سے يہى چاہتا ہے كہ وہ گناہ كا ارتكاب نہ كريں بلكہ اس ارادے سے مراد اس آيت ميں تكوينى ارادہ ہے يعنى خدا نے اس طرح مقدر كرديا ہے كہ اہلبيت كا دامن معصيت اور گناہ سے پاك اور منزہ ہو حالانكہ تمام بشر مختار ہيں كہ وہ علم اور ارادے سے گناہوں كو ترك كريں_
پيغمبر(ص) نے بھى اس آيت كى يہى تفسير كى ہے يعنى گناہوں سے معصوم ہونا_ ابن عباس نے رسول خدا(ص) سے روايت كى ہے كہ آپ نے فرمايا كہ اللہ تعالى نے مخلوق كى دو قسم كى ہيں اور مجھے بہترين قسم ميں قرار ديا ہے كيوں كہ اللہ تعالى فرماتا ہے كہ:
"اصحاب اليمين ما اصحاب اليمين و اصحاب الشمال ما اصحاب الشمال"_
ميناصحاب يمين سے اوران سے بہترين ميں سے ہوں، اس كے بعد اللہ تعالى نے ان كى تين قسميں كى ہيں اور مجھے ان ميں سے بہترين قسم ميں قرار ديا ہے_ اللہ تعالى فرماتا ہے كہ:

"فاصحاب الميمنة ما اصحاب الميمنة و اصحاب
المشئمہ ما اصحاب المشئمہ و السابقون السابقون"
ميں سابقين ميں سے ہوں اور ان سے بہترين ہوں_ پھر ان تين قسموں كو قبيلوں ميں تقسيم كيا_ اور مجھے بہترين ميں قرار ديا_ جيسے كہ اللہ تعالى فرماتا ہے:
"و جعلناكم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اكرمكم عند اللہ اتقاكم"
پس ميں حضرت آدم(ع) كى اولاد ميں سے پرہيزگاروں اورمعظم ترين لوگوں ميں سے ہوں، ليكن اس پرميں فخر نہيں كرتا پھر اللہ تعالى نے ان قبائل كو خاندانوں ميں تقسيم كيا ہے، اور مجھے بہترين خاندان ميں قرار ديا ہے_ جيسے كہ اللہ تعالى فرماتا ہے:
"انما يريد اللہ ليذہب عنكم الرجس اہل البيت و يطہركم تطہيراً"
پس ميں اور ميرے اہلبيت گناہوں اورمعصيت سے معصوم ہيں (1)_

اعتراض
كہا گيا ہے كہ يہ آيت عصمت پر دلالت نہيں كرتى كيوں كہ اس سے پہلى آيت اور اس سے بعد كى آيات تمام كى تمام پيغمبر(ص) كى ازواج كے بارے ميں نازل ہوئي ہيں اور انہى كوخطاب كيا گيا ہے_
اس قرينے كے لحاظ سے كہا جاسكتا ہے كہ يہ آيت بھى پيغمبر(ص) كى ازدواج
----

1) درالمنثور، ج 1 ص 199_

كى شان ميں نازل ہوئي ہے اور وہى اس آيت ميں اس كى مخاطب ہيں اور اگر اس آيت كى دلالت عصمت پر مان لى جائے تو پھر كہنا پڑے گا كہ پيغمبر(ص) كى ازدواج گناہوں سے معصوم ہيں حالانكہ اس مطلب كو كسى نے نہيں كہا اور نہ ہى يہ مطلب كہا جاسكتا ہے لہذا كہنا ہوگا كہ اصلاً يہ آيت عصمت پر دلالت ہى نہيں كرتى نہ پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كى ازدواج كے مورد ميں اور نہ ہى اہلبيت كے مورد ميں_

اعتراض كا جواب
علامہ سيد عبدالحسين شرف الدين نے اس اشكال كونقل كر كے اس كا جواب ديا ہے_ ہم يہاں وہ جواب نقل كر رہے ہيں_

پہلا جواب:
يہ ہے كہ جو احتمال اعتراض ميں ديا گيا ہے وہ نص اور صريح روايات كے خلاف ہے اور يہ ايك ايسا اجتہاد ہے كہ جو نصوص اور روايات كے خلاف ہے كيوں كہ روايات حد تواتر تك موجود ہيں كہ جن سے ظاہر ہوتا ہے كہ يہ آيت حضرات

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

علی (ع) اور فاطمہ (ع) اور حسن (ع) اور حسین (ع) کی شان میں نازل ہوئي ہے اور یہ آیت انہیں سے مخصوص ہے_ یہاں تك کہ جب جناب ام سلمہ نے چاہا کہ چادر کے اندر داخل ہوجائیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے انہیں سختی سے روك دیا_

دوسرا جواب:
اگر یہ آیت پیغمبر(ص) کی ازواج کے حق میں نازل ہوتی تو پھر

چاہیئےھا کہ صیغہ مونث حاضر کا استعمال کیا جاتا اور یوں آیت ہوتی انما یرید اللہ لیذہب عنکم کی جگہ عنكنَّ ہوتا اور جمع مذکر کا صیغہ جو موجودہ آیت میں ہے نہ لایا جاتا_

تیسرا جواب:
عربی فصیح زبان مینعربوں کے درمیان یہ عام رواج ہے کہ وہ ایك مطلب کے درمیان جملہ معترضہ لایا کرتے ہیں، لہذا کیا حرج ہے کہ اللہ تعالی نے اس آیت کو جو اہلبیت سے مخصوص ہے ازواج پیغمبر(ص) کے ذکر کے درمیان ذکرکردیا ہو تا کہ اہلبیت کے موضوع کی اہمیت واضح ہوجائے اور اس نکتہ کی طرف توجہ دلانی ہو کہ چونکہ پیغمبر(ص) کے اہلبیت گناہوں سے معصوم ہیں کسی کو اس مقام کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے یہاں تك کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ازواج مطہرات بھی اس مقام کے حاصل کرنے کا حق نہیں رکھتیں_

چوتھا جواب:
باوجودیکہ قرآن مجید مینتحریف واقع نہیں ہوئي اور قرآن مجید کی آیات میں کمی زیادتی نہیں ہوئي لیکن یہ مطلب تمام کے نزدیك مسلم نہیں کہ قرآن کی تدوین اور جمع کرنے کے وقت ان تمام آیات اور سورتوں کو بعینہ ویسے ہی رکھا گیا ہے جس ترتیب سے نازل ہوئي تھیں مثلاً کوئي بعید نہیں کہ اس آیت کو جو اہلبیت کے بارے میں نازل ہوئي ہے ایك علیحدہ جگہ نازل ہوئي ہو لیکن قرآن جمع کرنے کے وقت اس کو ان آیات کے درمیان رکھ دیا ہو جو پیغمبر(ص) کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئي ہیں (1)_

----

1) کتاب کلمة الغراء فی تفصیل الزہرائ_ مولفہ سید عبدالحسین شرف الدین، ص 212_

دوسری دلیل

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے جناب فاطمہ (ع) سے فرمایا تھا کہ فاطمہ (ع) خدا تیرے غضبناك ہونے پرغضبناك ہوتا ہے اور تیری خوشنودی پر خوشنود ہوتا ہے (1)_
اس حدیث کو شیعہ اور سنیوں نے نقل کیا ہے اور اس حدیث کو دونوں قبول کرتے ہیں، اس حدیث کے مطابق جس جگہ فاطمہ (ع) غضبناك ہوں گی خدا بھی غضبناك ہوگا اور فاطمہ (ع) خوشنود ہوگی تو خدا بھی راضی اور خوشنود ہوگا اور یہ امر مسلم ہے کہ خدا واقع اور حق کے مطابق راضی اور غضبناك ہوتا ہے اور کبھی بھی برے یا خلاف حق کام کرنے پر راضی اور خوشنود نہیں ہوتا اگر چہ دوسرے اس پر راضی اور خوشنود ہی کیوں نہ ہوں اور کبھی بھی اچھے کاموں اور حق کے مطابق اعمال پر غضب ناك نہیں ہوتا، اگر چہ دوسرے لوگ اس پر غضبناك ہی کیوں نہ ہوتے ہوں، ان دو چیزوں کا لازمہ یہ ہوگا کہ جناب فاطمہ (ع) گناہ اور خطا سے معصوم ہوں، کیوں کہ اگر معصوم ہوئیں تو آپ کا غضب اور رضا شریعت کے میزان کے مطابق ہوگی اور کبھی بھی اللہ تعالی کی رضا کے خلاف راضی نہ ہوں گی اور کبھی بھی نیك اور حق کاموں سے غضبناك نہ ہوں گی اس صورت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر فاطمہ (ع) غضب کرے تو خدا غضب کرتا ہے اور اگر وہ خوشنود ہو ت و خدا خوشنود ہوتا ہے_
بخلاف اگر گناہ اور خطا آپ کے حق میں جائز قرار دیا جائے تو بطور کلی یہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----

1) ينابيع الموده، ص 203 اور مجمع الزوائد، ج 9 ص 203_

نہيں كہا جاسكتا كہ فاطمہ (ع) كے غضب سے خدا غضبناك ہوتا ہے اور ان كى خوشنودى سے خدا خوشنود ہوتا ہے، اس مطلب كو ايك مثال ديگر واضح كردوں فرض كريں كہ حضرت فاطمہ (ع) معصوم نہ ہوں اور ان كے حق ميں اشتباہ اور خطا ممكن ہو تو اس صورت ميں ممكن ہے كہ آپ اشتباہ يا خواہشات نفسانى كى وجہ سے حق اور واقع كے خلاف كسى سے كوئي چيز طلب كريں اور اس كى وجہ سے ان ميں نزاع اور كشمكش كى نوبت پہنچ جائے اور آپ كامد مقابل اس مقابلے پر جو آپ كر رہى ہيں راضى نہ ہو اور آپ كو مغلوب كردے تو ممكن ہے كہ آپ اس صورت ميں غضب ناك ہوجائيں اور عدم رضايت كا اظہار كرديں تو كيا اس فرض اور صورت ميں يہ كہنا درست ہوگا كہ چونكہ فاطمہ (ع) اس شخص پر غضبناك ہيں لہذا اللہ بھى اس پر غضبناك ہے گر چہ حق اسى مد مقابل كے ساتھ ہے_ ايسا بالكل نہيںہوسكتا اور نہ ہى ايسے برے كام كو اللہ كى طرف نسبت دى جائيگى ہے_

ايك دوسرى روايت سے بھى جناب فاطمہ (ع) كى عصمت كوثابت كيا جاسكتا ہے كہ جس ميں پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم نے فرمايا كہ فاطمہ (ع) ميرے جسم كا ٹكڑا ہے جو بھى اسے غضبناك كرے اس نے مجھے غضبناك كيا(1)_

يہ حديث بھى شيعہ اور سنى كتابوں ميں موجود ہے اور تمام مسلمان اس حديث كو حتى كہ جناب عمر اور ابوبكر بھى صحيح تسليم كرتے ہيں_ سابقہ بيان كو جب اس حديث كے پيرايہ ميں ديكھا جاتا ہے تو اس سے بھى حضرت زہرا(ع) كى عصمت پر دلالت ہوجاتى ہے_ كيونكہ پيغمبر(ص) گناہ اور خطا اور خواہشات نفسانى سے معصوم ہيں

----

1) صحيح بخاري، ج 2 ص 302_

آپ اس كام پہ غضبناك ہوتے ہيں جو اللہ تعالى كے نزديك مبغوض ہوتا ہے اور اس چيز سے راضى ہوتے ہيں كہ جس پر اللہ تعالى راضى ہوتا ہے اس صورت ميں كہاجاسكتا ہے كہ فاطمہ (ع) معصوم اور گناہ اور خطا كا احتمال ان كے حق ميں جائز نہيں_

ايك اور دليل جو حضرت زہرا(ع) كى عصمت كو ثابت كرتى ہے، وہ حديث ہے جو امام صادق (ع) نے نقل فرمائي ہے، آپ فرماتے ہيں كہ آپ كا نام زہراء اس لئے ركھا گيا ہے كہ آپ كے وجود ميں شر اور برائي كو كوئي راستہ نہيں ہے (1)_

عورت جناب زہراء (ع) كى نظر ميں

على ابن ابى طالب (ع) فرماتے ہيں كہ ميں ايك دن ايك جماعت كے ساتھ جناب رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كى خدمت ميں بيٹھا ہوا تھا آپ نے اپنے اصحاب سے فرمايا كہ عورت كى مصلحت كس ميں ہے؟ آپ كو كوئي صحيح جواب نہ دے سكا، جب اصحاب چلے گئے اور ميں بھى گھر گيا تو ميں نے پيغمبر(ص) كے سوال كو جناب فاطمہ (ع) كے سامنے پيش كيا_ جناب فاطمہ (ع) نے فرمايا كہ ميں اس كا جواب جانتى ہوں، عورت كى مصلحت اس ميں ہے كہ وہ اجنبى مرد كو نہ ديكھے اور اسے اجنبى مرد نہ ديكھے_ ميں جب جناب رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كى خدمت ميں حاضر ہوا تو ميں نے عرض كى كہ آپ كے سوال

----

1) كشف الغمہ، ج 2 ص 89_

كے جواب مينجناب فاطمہ (ع) نے يہ فرمايا ہے_ پيغمبر(ص) نے آپ كے اس جواب سے تعجب كيا اور فرمايا كہ فاطمہ (ع) ميرے جسم كا ٹكڑا ہے(1)_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس میں کوئي شك نہیں كہ دین مقدس اسلام نے عورتوں كی ترقی اور پیشرفت كے لئے بلند قدم اٹھائے ہیں اور ان كے حقوق كو پورا كرنے كے لئے ان كے لئے عادلانہ قوانین اور احكام وضع كئے ہیں، اسلام نے عورت كو علم حاصل كرنے كی آزادی دے ركھی ہے اس كے مال اور كام كا محترم قرار دیا ہے، اجتماعی قوانین وضع كرتے وقت عورتوں كے واقعی منافع اورمصالح كی پوری طرح مراعات كی ہے_

لیكن یہ بات قابل بحث ہے كہ آیا عورت كی مصلحت اجتماع اورمعاشرے میں اجنبی مردوں كے ساتھ مخلوط رہنے میں ہے یا عورت كی مصلحت اس میں ہے كہ وہ بھی مردوں كی طرح عمومی مجالس اورمحافل میں بیگانوں كے ساتھ گھل مل كر پھرتی رہے؟ كیا یہ مطلب واقعاً عورتوں كے فائدے میں ہے كہ وہ زینت كر كے بغیر كسی بند و بار كے مردوں كی مجالس میں شریك ہو اور اپنے آپ كو انظار عمومی میں قرار دے؟ كیا یہ عورتوں كے لئے مصلحت ہے كہ وہ بیگانوں كے لئے آنكھ مچولی كرنے كا موقع فراہم كرنے اور مردوں كے لئے امكانات فراہم كرے كہ وہ اس سے دیدنی لذت اورمفت كی لذت حاصل كرتے رہیں؟ كیا یہ عورتوں كی منفعت مینہے كہ كسی پابندی كو اپنے لئے جائز قرار نہ دیں اور پوری طرح اجنبی مردوں كے ساتھ گھل مل كر رہیں اور آزادانہ طور سے ایك دوسرے كو دیكھیں؟ كیا عورتوں كی مصلحت اسی میں ہے كہ وہ گھر سے اس طرح نكلے كہ

----

1) كشف الغمہ، ج 2 ص 92_

145

اس كاتعاقب اجنبی لوگوں كی نگاہیں كر رہی ہوں_

یا نہ بلكہ عورتوں كی مصلحت معاشرے میں اس میں ہے كہ اپنے آپ كو مستور كر كے سادہ طریقے سے گھر سے باہر آئیں اور اجنبی مردوں كے لئے زینت ظاہر نہ كریں نہ خود بیگانوں كودیكھیں اور نہ كوئي بیگانہ انہیں دیكھے_

آیا پہلی كیفیت میں تمام عورتوں كی مصلحت ہے اور وہ ان كے منافع كو بہتر طور پرمحفوظ كرسكتی ہے یا دوسری كیفیت میں؟ آیا پہلی كیفیت عورتوں كی روح اور ترقی اور پیشرفت كے بہتر اسباب فراہم كرسكتی ہے یا دوسری كیفیت ؟ پیغمبر اسلام(ص) نے اس مہم اوراجتماع اور معاشرے كے اساسی مسئلہ كواپنے اصحاب كے افكار عمومی كے سامنے پیش كیااور ان كی اس میں رائے طلب كی لیكن اصحاب میں سے كوئي بھی اس كا پسندیدہ جواب نہ دے سكا، جواب اس كی اطلاع حضرت زہراء (ع) كو ئي تو آپ نے اس مشكل موضوع میں اس طرح اپنا نظریہ بیان كیا كہ عورتوں كی معاشرے میں مصلحت اس میں ہے كہ نہ وہ اجنبی مردوں كو دیكھیں اور نہ اجنبی مرد انہیں دیكھیں_ وہ زہراء (ع) جو وحی اور ولایت كے گھر میں تربیت پاچكی تھی اس كا اتنا ٹھوس اور قیمتی جواب دیا اوراجتماعی موضوع میں سے ایك حساس اور مہم موضوع میں اپنے نظریئے اورعقیدے كااظہار كیا كہ جس سے رسول اكرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے تعجب كیا اور فرمایا كہ فاطمہ (ع) میرے جسم كاٹكڑا ہے_

اگر انسان اپنے ناپختہ احساسات كو دور ركھ كر غیر جانبدارانہ اس مسئلے میں سوچے اور اس كے نتائج اور عواقب پر خوب غور اور فكر كرے تو اس بات كی تصدیق كرے گا كہ جو جواب جناب فاطمہ (ع) نے دیا ہے وہ بہترین دستورالعمل ہوسكتا ہے جو عورتوں كے منافع كا ضامن ہو_ اور اس كے مقام اور رتبے كو

146

معاشرے مینمحفوظ كردے گا كیونكہ اگر عورتیں گھر سے اس طرح نكلیں اور اجنبیوں كے ساتھ اس طرح میل جول ركھیں كہ مرد ان سے ہر قسم كی تمتعات حاصل كرسكیں اور عورتیں ہر جگہ مردوں كے لئے آنكھ مچولی كے اسباب فراہم كریں تو پھر جوان دیر سے شادی كریں گے اور وہ زندگی اور ازدواج كے زیربار نہیں ہوں گے، ہر روز لڑكیوں اور عورتوں كی تعداد میں جو بے شوہر ہوں گی اضافہ ہوتا جائے گا اور یہ علاوہ ازیں كہ معاشرے كے لئے مضر ہے اور ماں، باپ كے لئے مشكلات اور محذورات كا موجب ہے خود عام عورتوں كے اجتماع كے لئے بھی موجب ضرر ہوگا، اور

اگرعورتیں اپنی خوبصورتی كو تمام نگاہوں كے لئے عام قرار دے دیں اور اجنبیوں میں دلربائي كرتی رہیں تو ایك بہت بڑے گروہ كا دل اپنے ساتھ لئے پھریں گی اور چونكہ مرد محرومیت سے دوچار ہوں گے اوران تك دست رسی اور وصال بغیر قید اور شرط كے حاصل نہ كرسگیں گے قہراً ان میننفسیاتی بیماریاں اور ضعف اعصاب اورخودكشی اور زندگی سے مایوسی عام ہوجائے گي_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس کا نتیجہ بلاواسطہ خود عورتوں کی طرف لوٹے گا، یہی عام لطف نگاہ ہے کہ بعض مرد مختلف قسم کے حیلے اور فریب کرتے ہیں اورمعصوم اور سادہ لوح لڑکیوں کو دھوکا دیتے ہیں اور ان کی عفت و آبرو کے سرمایہ کو برباد کردیتے ہیں اور انہیں فساد اور بدبختی اورتباہی کی وادی میں ڈھکیل دیتے ہیں_

جب شوہردار عورت دیکھے کہ اس کا شوہر دوسری عورتوں کے ساتھ آتا جاتا ہے، اورعمومی مجالس اورمحافل میں ان سے ارتباط رکھتا ہے توغالباً عورت کی غیرت کی حس اسے اکساتی ہے کہ اس میں بدگمانی اور سو ظن پیدا

147

ہوجائے اور وہ بات بات پراعتراض شروع کردے، بے جہت باصفا اور گرم زندگی کو سرد اور متزلزل بنا کر رکھ دے گی اور نتیجہ،جدائي اور طلاق کی صورت بس ظاہر ہوگا یا اسی ناگوار حالت میں گھر کے سخت قیدخانے میں زندگی گزارتے رہے گی اور قید خانے کی مدت کے خاتمہ کا انتظار کرنے میں زندگی کے دن شمار کرتی رہے گی اورمیاں، بیوی دو سپاہیوں کی طرح ایك دوسرے کی مراقبت میں لگے رہیں گے_

اگر مرد اجنبی عورتوں کو آزاد نہ دیکھ سکتا ہو تو قہراً ان میں ایسی عورتیں دیکھ لے گا جو اس کی بیوی سے خوبصورت اور جاذب نظر ہوں گی اور بسا اوقات زبان کے زخم اورسرزنش سے اپنی بیوی کے لئے ناراحتی کے اسباب فراہم کرے گا اور مختلف اعتراضات اور بہانوں سے باصفا اور گرم زندگی کوجلانے والی جہنم میں تبدیل کردے گا_

جس مرد کوآزاد فکری سے کسب و کار اور اقتصادی فعالیت مینمشغول ہونا چاہیئے،جب آنے جانے میں یا کام کی جگہ نیم عریاں اور آرائشے کی ہوئي عورتوں سے ملے گا تو قہراً غریزہ جنسی سے مغلوب ہوجائے گا اور اپنے دل کو کسی دل رباء کے سپرد کردے گا، ایسا آدمی کبھی آزاد فکری سب کسب و کار میں یا تحصیل علم میں مشغول نہیں ہوسکتا اور اقتصادی فعالیت مینپیچھے رہ جائے گا اس قسم کے ضرر میں خود عورتیں بھی شریك ہوں گي_ اور یہ ضرر ان پر بھی وارد ہوگا_

اگر عورت پردہ نشین ہو تو وہ اپنی قدر اور قیمت کو بہتر مرد کے دل میں جاگزین کرسکتی ہے اور عورتوں کے عمومی منافع کو معاشرے مینحفظ کرسکتی ہے اور اجتماعی کے نفع کے لئے قدم اٹھاسکتی ہے_

اسلام چونکہ عورت کو اجتماع اور معاشرے کا ایك اہم جز و جانتا

148

ہے اور اس کی رفتار اور سلوك کومعاشرے میں موثر جانتا ہے، لہذا اس سے یہ بڑا وظیفہ طلب کیا گیا ہے کہ وہ پردے کے ذریعے فساد اور انحراف کے عوامل سے جلوگیری کرے اورملت کی ترقی اورعمومی صحت اور بہداشت کو برقرار رکھنے میں مدد کرے_ اس لئے اسلام کی نمونہ اور مثالی خاتون نے جو وحی کے گھر کی تربیت یافتہ تھي، عورتوں کے معاشرے کے متعلق اس قسم کے عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ عورتوں کی مصلحت اس میں ہے کہ وہ اس طرح سے زندگی بسر کریں کہ نہ انہیں اجنبی مرد دیکھ سکیں اور نہ وہ اجنبی مردوں کو دیکھ سکیں_

فاطمہ زہراءاسلام کي مثالي خاتون

149

حصّہ پنجم

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

150

پیغمبر اسلام(ص) نے سنہ ہجری کو تمام مسلمانوں کو حج بجالانے کی دعوت دی اور آپ آخری دفعہ مکہ مشرف ہوئے آپ نے مسلمانوں کو حج کے اعمال اور مراسم بتلائے اور واپسی پر جب آپ غدیر خم پہنچے تو وہاں ٹھہرگئے اور مسلمانوں کو اکٹھا کیا اور اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لے گئے اور علی ابن ابیطالب (ع) کو اپنا جانشین اور خلیفہ معین فرمایا اس کے بعد مسلمانوں نے حضرت علی (ع) کی بیعت کی اور اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور رسول خدا(ص) بھی مدینہ واپس لوٹ آئے، آپ سفر کی مراجعت کے بعد مریض ہوگئے آپ کی حالت دگرگونہوتی گئي، آپ کے احوال سے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ کی وفات کا وقت آگیا ہے_ کبھی کبھار کسی مناسبت سے اپنے اہل بیت کی سفارش فرمایا کرتے تھے، کبھی جنت البقیع کے قبرستان جاتے اورمردوں کے لئے طلب مغفرت کرتے_

جناب فاطمہ (ع) نے حجة الوداع کے بعد خواب دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں قرآن ہے اور اچانك وہ ان کے ہاتھ سے گرا_ اورغائب ہوگیا_ آپ وحشت زدہ جاگ اٹھیں اور اپنے خواب کواپنے والد کے سامنے نقل کیا، جناب رسول خدا(ص)

151

نے فرمایا،میری آنکھوں کی نور ہیں وہ قرآن ہوں کہ جس کو تم نے خواب میندیکھا ہے، انہیں دنوں میں نگاہوں سے غائب ہوجاؤں گا(1)_

آپ پر آہستہ آہستہ بیماری کے آثار ظاہر ہونے لگے_ آپ نے ایك لشکر جناب اسامہ کی سپہ سالاری میں مرتب کیا اورفرمایا کہ تم روم کی طرف روانہ ہوجاؤ، آپ نے چند آدمیونکے خصوصیت سے نام لئے اورفرمایا کہ یہ لوگ اس جنگ میں ضرور شریك ہوں آپ کی اس سے غرض یہ تھی کہ مدینہ میں کوئي منافق نہ رہے اور خلافت اعلی کا مسئلہ کسی کی مدافعت اور مخالفت کے بغیر حضرت علی (ع) کے حق میں طے ہوجائے_ رسول خدا(ص) کی بیماری میں شدت آگئي اور گھر میں صاحب فراش ہوگئے_ پیغمبر(ص) کی بیماری نے جناب فاطمہ (ع) کو وحشت اور اضطراب میں ڈال دیا، کبھی آپ باپ کے زرد چہرے اور ان کے اڑے ہوئے رنگ کو دیکھتیں اور رودیتیں اور کبھی باپ کی صحت اور سلامتی کے لئے دعا کرتیں اور کہتیں خدایا میرے والد نے ہزاروں رنج اور مشقت سے اسلام کے درخت کا پودا لگایا ہے اور ابھی ثمر آور ہوا ہی ہے اور فتح و نصرت کے آثار ظاہر ہوئے ہیں_

مجھے امید ہوگئي تھی کہ میرے والد کے واسطے سے دین اسلام غالب ہوجائے گا اور کفر اور بت پرستي، ظلم اور ستم ختم ہوجائیں گے لیکن صد افسوس کے میرے باپ کی حالت اچھی نہیں_ خدایا تجھ سے ان کی شفا اور صحت چاہتی ہوں_ پیغمبر(ص) کی حالت شدیدتر ہوگئي اور بیماری کی شدت سے بیہوش ہوگئے

----

1) ریاحین الشریعة، ج 1 ص 239_

152

جب ہوش میں آئے اور دیکھا جناب ابوبکر اور عمر اور ایك گروہ کہ جن کو اسامہ کے لشکر میں شریك ہوتا تھا شریك نہیں ہوئے اور مدینہ میں رہ گئے ہیں آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اسامہ کے لشکر میں شریك ہوجاؤ؟ ہر ایك نے اپنے جواب میں کوئي عذر اور بہانہ تراشا، لیکن پیغمبر(ص) کو ان کے خطرناك عزائم اور ہدف کا علم ہوچکا تھا اور جانتے تھے کہ یہ حضرات خلافت کے حاصل کرنے کی غرض سے مدینہ میں رہ گئے ہیں_

اس وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ کاغذ اور دوات لاؤ تا کہ میں وصیت لکھ دوں حاضرین میں سے بعض نے چاہا کہ آپ کے حکم پر عمل کیا جائے لیکن حضرت عمر نے کہا_ کہ آپ پر بیماری کا غلبہ ہے، ہذیان کہہ رہے ہیں لہذا قلم و قرطاس دینے کی ضرورت نہیں ہے(1)_

جناب زہراء (ع) یہ واقعات دیکھ رہی تھیں آور آپ کا غم اور اندوہ زیادہ ہو رہا تھا اپنے آپ سے کہتی تھیں کہ ابھی سے لوگوں میں اختلاف اور دوروئي کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں_ میرے باپ کے کام اور حکم اللہ کی وحی سے سرچشمہ لیتے ہیں اور آپ ملت کے مصالح اور منافع کو مد نظر رکھتے ہیں پس کیوں لوگ آپ کے فرمان سے روگرانی کرنے لگے

ہیں، گویا مستقبل بہت خطرناك نظر آرہا ہے گویا لوگوں نے مصمّم ارادہ كرلیا ہے كہ میرے والد كی زحمات كو پائمال كردیں_

تعجب اور تبسم
پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم كی حالت سخت ہوگئي آپ نے
----

1) الكامل فی التاریخ، ج 2 ص 217 و صحیح بخاري، ج 3 ص 1259_

اپنا سر مبارك حضرت علی (ع) كے زانو پر ركھا اور بے ہوش ہوگئے، حضرت زہراء (ع) اپنے باپ كے نازنین چہرے كو دیكھتیں اور رونے لگتیں اور فرماتیں_ آہ، میرے باپ كی بركت سے رحمت كی بارش ہوا كرتی تھی آپ یتیموں كی خبر لینے والے اور بیواؤں كے لئے پناہ گاہ تھے_ آپ كے رونے كی آواز پیغمبر(ص) كے كانوں تك پہنچی آپ نے آنكھیں كھولیں اور نحیف آواز میں فرمایا بیٹی یہ آیت پڑھو_
"و ما محمد الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات اور قتل انقلبتم علی اعقابكم" (1)
موت سے گریز نہیں جیسے سابقہ پیغمبر(ص) مرگئے ہیں میں بھی مروں گا كیوں ملت اسلامی میرے ہدف كا پیچھا نہیں كرتی اور اس كے ختم كرنے اور لوٹ جانے كا قصد ركھتی ہے_
اس گفتگو كے سننے سے حضرت زہراء (ع) كے رونے میں شدت پیدا ہوگئي رسول خدا كی حالت اپنی بیٹی كو روتے اور پریشان دیكھ دگرگوں ہوگئي_ آپ نے انہیں تسلی دینا چاہی مگر كیا آپ كو آسانی سے آرام میں لایا جاسكتا تھا؟ اچانك آپ كی فكر میں ایك چیز آئي، جناب فاطمہ (ع) سے فرمایا میرے پاس آؤ جب جناب فاطمہ (ع) اپنا چہرہ اپنے باپ كے نزدیك لے گئیں تو آپ نے جناب فاطمہ (ع) كے كان میں كچھ كہا_ حاضرین نے دیكھا كہ جناب فاطمہ (ع) كا چہرہ روشن ہوگیا اور آپ مسكرانے لگیں، اس بے جا ہنسی اور تبسم پر حاضرین نے تعجب كیا تبسم كی علت آپ سے دریافت كی تو آپ نے فرمایا كہ جب تك میرے باپ
----

1) سورہ آل عمران، آیت ص 144_

زندہ ہیں میں یہ راز فاش نہیں كروں گی آپ نے آن جناب كے فوت ہونے كے بعد اس راز سے پردہ اٹھایا اور فرمایا كہ میرے باپ نے میرے كان میں یہ فرمایا تھا كہ فاطمہ (ع) تمہاری موت نزدیك ہے تو پہلی فرد ہوگی جو مجھ سے ملحق ہوگی (1)_
انس نے كہا ہے كہ اس زمانے میں جب پیغمبر(ص) بیمار تھے جناب فاطمہ (ع) نے امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) كا ہاتھ پكڑا اور باپ كے گھر آئیں اپنے آپ كو پیغمبر(ص) كے جسم مبارك پر گرادیا اور پیغمبر(ص) كے سینے سے لگ كر رونے لگیں_ پیغمبر(ص) نے فرمایا، فاطمہ (ع) روو مت، میری موت پر منہ پر طمانچے نہ مارنا، بالوں كو پریشان نہ كرنا، میرے لئے رونے اور نوحہ سرائي كی مجلس منعقد كرنا اس كے بعد پیغمبر خدا(ص) كے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا اے میرے خدا میں اپنے اہلبیت كو تیرے اور مومنین كے سپرد كرتا ہوں (2)_

راز كی پرستش
امام موسی كاظم علیہ السلام فرماتے ہے كہ پیغمبر(ص) نے اپنی زندگی كی آخری رات حضرات علي، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام كی دعوت كی اور گھر كا دروازہ بند كردیا اور انہیں كے ساتھ تنہائي میں رہے جناب فاطمہ (ع) كو اپنے پاس بلایا اور كافی وقت تك آپ كے كان میں كچھ فرماتے رہے چونكہ آپ كي
----

1) الكامل فی التاریخ، ج 2 ص 219 و بحار الانوار، ج 22 ص 470_ ارشاد مفید، ص 88 طبقات ابن سعد، ج 2 قسمت دوم ص 39،

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

40_ صحیح مسلم، ج 4 ص 1095_
2_ بحار الانوار، ص 22 ص 460_

155
گفتگو طویل ہوگئي تھی اس لئے حضرت علی (ع) اور حضرت حسن (ع) اور حضرت حسین (ع) وہاں سے چلے آئے تھے اور دروازے پر آکھڑے ہوئے تھے اور لوگ دروازے کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے_ پیغمبر(ص) کی ازواج حضرت علی (ع) کو دیکھ رہی تھیں_ جناب عائشےہ نے حضرت علی (ع) سے کہا کہ کیوں پیغمبر(ص) نے آپ کو اس وقت وہاں سے باہر نکال دیا ہے اور فاطمہ (ع) کے ساتھ تنہائي میں ہیں آپ نے جواب دیا میں جانتا ہوں کس غرض کے لئے اپنی بیٹی سے خلوت فرمائي ہے اور کون سے راز انہیں بتلا رہے ہیں؟ تمہارے والد اور ان کے ساتھیوں کے کاموں کے متعلق گفتگو فرما رہے ہیں_ جناب عائشےہ ساکت ہوگئیں_
حضرت علی (ع) نے فرمایا بہت زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ جناب فاطمہ (ع) نے مجھے بلایا جب میں اندر گیا تو دیکھا کہ پیغمبر(ص) کی حالت خطرناك ہے تو میں اپنے آنسؤں پر قابو نہ رکھا سکا_ جناب پیغمبر(ص) نے فرمایا یا علی (ع) کیوں روتے ہو فراق اور جدائي کا وقت آپہنچا ہے تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں اور پروردگار کی طرف جا رہا ہوں، میرا غم اور اندوہ تمہارے اور زہراء (ع) کے واسطے ہے اس لئے کہ لوگوں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہارے حقوق کو پائمال کریں اور تم پر ظلم ڈھائیں، تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں خدا میری امانت قبول فرمائے گا_
یا علی (ع) چند ایك اسرار میں نے فاطمہ (ع) کو بتلائے ہیں وہ تمہیں بتلائیں گی میرے دستورات پر عمل کرنا اور یہ جان لو کہ فاطمہ (ع) سچی ہے اس کے بعد پیغمبر(ص) نے جناب فاطمہ (ع) کو بغل میں لیا آپ کے سر کا بوسہ لیا اور فرمایا، بیٹی فاطمہ (ع) تیرا باپ قربان جائے اس وقت زہراء (ع) کے رونے کی صدا بلند ہوگئي_ پیغمبر (ص) نے فرمایا خدا ظالموں سے تمہارا انتقام لے گا_ وای ہو ظالموں پر_ اس کے بعد آپ نے رونا شروع کردیا_

156
حضرت علی (ع) فرماتے ہیں کہ پیغمبر(ص) کے آنسو بارش کی طرح جاری تھے آپ کی ریش مبارك تر ہوگئي اور آپ اس حالت میں فاطمہ (ع) سے جدا نہ ہوئے تھے، اور آپ نے سر مبارك میرے سینے پر رکھے ہوئے تھے اور حسن (ع) اور حسین (ع) آپ کے پاؤں کا بوسہ لے رہے تھے اور چیخ چیخ کر رو رہے تھے، میں ملائکہ کے رونے کی آوازیں سنی رہا تھا_ یقینا اس قسم کے اہم موقع پر جناب جبرئیل نے بھی آپ کو تنہا نہیں چھوڑا ہوگا_ جناب فاطمہ (ع) اس طرح رو رہی تھیں کہ زمین اور آسمان آپ کے لئے گریہ کر رہے تھے پیغمبر(ص) نے اس کے بعد فرمایا بیٹی فاطمہ (ع) ، خدا تمہارا میری جگہ خلیفہ ہے اور وہ بہترین خلیفہ ہے_ عزیزم مت رو کیونکہ تمہارے رونے سے عرش خدا اور ملائکہ اور زمین اور آسمان گریا کناں ہیں_ خدا کی قسم ، جب تك میں بہشت میں داخل نہ ہوں گا کوئي بھی بہشت میں داخل نہ ہوگا اور تم پہلی شخصیت ہوگی جو میرے بعد بہترین لباس کے ساتھ، بہشت میں داخل ہوگی اللہ تعالی کی تکریم تمہیں مبارك ہو، خدا کی قسم تم بہشتی عورتوں میں سے بزرگ ہو_ خدا کی قسم دوزخ اس طرح فریاد کرے گی کہ جس کی آواز سے ملائکہ اور انبیاء آواز دیں گے، پروردگار کی طرف سے خطاب ہوگا کہ چپ ہوجاؤ، جب تك فاطمہ (ع) جناب محمد(ص) کی دختر بہشت کی طرف جارہی ہے، بخدا یہ اس حالت میں ہوگا کہ حسن (ع) تیرے دائیں جانب چل رہے ہوں گے اور حسین (ع) بائیں جانب اور تم بہشت میں داخل ہوگي، بہشت کے اوپر والے طبقے سے محشر کا نظارہ کروگي، جب کہ محمد(ص) کا پرچم حضرت علی (ع) کے ہاتھ میں ہوگا_ خدا کی قسم اس وقت اللہ تعالی تمہارے حق کا دشمن سے مطالبہ کرے گا اس وقت جن لوگوں نے تمہارا حق غصب کیا ہوگا اور تمہاری دوستی کو چھوڑ دیا ہوگا_ پشیمان ہوں گے میں جتنا بھی کہتا رہوں گا خدایا میری امت

157
کی داد کو پہنچو، میرے جواب میں کہا جائے گا تمہارے بعد انہوں نے دستورات اور قوانین کو تبدیل کیا ہے اس لئے وہ دوزخ کے مستحق ٹھہرے ہیں (1)_

فاطمہ (ع) باپ کے بعد

اس حالت میں كہ پیغمبر(ص) كا سر مبارك حضرت علی (ع) كے زانو پر تھا اور جناب فاطمہ (ع) اور حسن (ع) اور حسین (ع) ، پیغمبر(ص) كے نازنین چہرے كو دیكھ رہے تھے اور رو رہے تھے كہ آپ كی حق بین آنكھ بند ہوگئي اور حق گو زبان خاموش ہوگئي اور آپ كی روح عالم ابدی كی طرف پرواز كرگئي، پیغمبر(ص) كی اچانك اور غیرمنتظرہ موت سے جہان كا غم اور اندوہ حضرت فاطمہ (ع) پر آپڑا وہ فاطمہ (ع) كہ جس نے اپنی عمر غم اور غصّہ اور گرفتاری میں كاٹی تھی صرف ایك چیز سے دل خوش تھیں اور وہ تھا ان كے والد كا وجود مبارك_ اس جانگداز حادثہ كے پیش آنے سے آپ كی امیدوں اور آرزؤں كا محل یكدم زمیں پر آگرا_ اسی حالت میں آپ باپ كی كمرشكن موت میں گریہ و زاری اور نوحہ سرائي كر رہی تھیں، اور حضرت علی (ع) آپ كے دفن كے مقدمات كفن اور دفن میں مشغول تھے اچانك یہ خبر ملی كہ مسلمانوں كے ایك گروہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں اجتماع كیا ہے تا كہ پیغمبر(ص) كے جانشین كو مقرر كریں زیادہ وقت نہیں گزرا تھا كہ دوسری خبر آملی كہ انہوں نے جناب ابوبكر كو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم كا جانشین اور خلیفہ منتخب كرلیا ہے_

گریہ و بكا اور غم و غصہ كے اس بحرانی وقت میں اتنی بڑی خبر نے حضرت فاطمہ (ع)

----

1) بحار الانوار، ج 22 ص 490_

اور حضرت علی (ع) كے مغز كو تكان دی اور ان كے تھكے ماندے اعصاب كو دوبارہ كوٹ كر ركھ دیا_ سبحان اللہ _ كیا میرے باپ نے حضرت علی (ع) كو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر نہیں كیا؟ كیا دعوت ذوالعشیرہ سے لے كر زندگی كے آخری لمحات تك كئي مرتبہ حضرت علی (ع) كی خدمت كی سفارش نہیں كرتے رہے؟ كیا چند مہینہ پہلے ایك بہت بڑے اجتماع میں غدیر خم كے مقام پر انہیں خلیفہ معین نہیں فرمایا تھا؟ كیا میرے شوہر علی (ع) كے جہاد اور فداكاری كا انكار كیا جاسكتا ہے؟ كیا علی (ع) كی علمی منزلت كا كوئي شخص انكار كرسكتا ہے؟ مگر میرے باپ نے علی (ع) كو بچپن سے اپنی تربیت اور تعلیم میں نہیں ركھا تھا؟ خدایا اسلام كا انجام كیا ہوگا؟ اسلام كو ایسے رہبر كی ضرورت ہے جو مقام عصمت پر فائز ہو اور لغزش اور انحراف سے دوچار نہ ہو_ آہ_ مسلمان كس خطرناك راستے پر چل پڑے ہیں؟

اے میرے خدا میرے باپ نے اسلام كے لئے كتنی زحمت برداشت كی ہے، میرے شوہر نے كتنی فداكاری اور قربانی دی ہے؟ میدان جنگ میں سخت ترین اور خطرناك ترین حالت میں اپنی جان كو خطرے میں نہیں ڈالا؟ میں ان كی زخمی بدن اور خون آلودہ لباس سے باخبر ہوں_ خدایا ہم نے كتنی مصیبتیں اور زحمات دیكھی ہیں_ فاقہ كاٹے ہیں وطن سے بے وطن ہوئے_ یہ سب كچھ توحید اور خداپرستی كے لئے تھا، مظلوموں كے دفاع كے لئے تھا اور ظالموں كے ظلم كا مبارزہ اور مقابلہ تھا_ مگر ان مسلمانوں كو علم نہیں كہ اگر علی (ع) مسلمانوں كا خلیفہ ہو تو وہ اپنی عصمت اور علوم كے مقام سے جو انہیں میرے باپ كے ورثہ میں ملے ہیں مسلمانوں كے اجتماع اور معاشرے كی بہترین طریقے سے رہبری كرے گا اور میرے باپ كے مقدس ہدف اور غرض كو آگے بڑھائے گا اور جو اسلام كو سعادت اور كمال كي

طرف لے جائے گا_

جی ہاں یہ اور اس قسم كے دوسرے افكار جناب زہراء (ع) كے ذہن اور اعصاب پر فشار وارد كرتے تھے اور اس بہادر اور شجاع بی بی كے صبر اور تحمل كی طاقت كو ختم كردیا تھا_

حضرت زہراء (ع) كے تین مبارزے

اگر ہم سقیفہ كی طولانی اور وسیع كہانی اور جناب ابوبكر كے انتخاب كے بارے میں بحث شروع كردیں تو ہم اصل مطلب سے ہٹ جائیں گے اور بات بہت طویل ہوجائے گي، لیكن مختصر روداديوں ہے كہ جب حضرت علی (ع) اور فاطمہ (ع) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم كے دفن اور كفن سے فارغ ہوگئے تو وہ ایك تمام شدہ كام كے روبرو ہوئے انہوں نے دیكھا كہ جناب ابوبكر خلافت كے لئے منصوب كئے جاچكے ہیں اور مسلمانوں كے ایك گروہ نے ان كی بیعت بھی كرلی ہے_

اس حالت میں حضرت علی علیہ السلام كے لئے ان طریقوں میں سے كوئي ایك طریقہ اختیار كرنا چاہیئے تھا_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پہلا: یہ کہ حضرت علی (ع) ايك سخت قدم اٹھائیں اور رسماً جناب ابوبکر کی حکومت کے خلاف اقدام کریں اور لوگوں کو ان کے خلاف بھڑ کائیں اور برانگیختہ کریں_
دوسرا: جب وہ دیکھ چکے کہ کام ختم ہوچکا ہے تو اپنے شخصی مفاد اور مستقبل کی زندگی کے لئے جناب ابوبکر کی بیعت کرلیں اس صورت میں آپ کے شخصی منافع

160

بھی محفوظ ہوجائیں گے اور حکومت کے نزدیك قابل احترام میں قرار پائیں گے، لیکن دونوں طریقوں میں سے کوئي بھی طریقہ حضرت علی کے لئے ممکن نہ تھا کیونکہ اگر چاہتے کہ کھلم کھلا حکومت سے ٹکر لیں اور میدان مبارزہ میں وارد ہوجائیں تو ان کا یہ اقدام اسلام کے لئے ضرر رسائل ہوتا اور اسلام کے وہ دشمن جو کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے موقع سے فائدہ اٹھاتے اور ممکن تھا کہ "اسلام جو ابھی جوان ہوا ہے" کلی طور پر ختم کردیا جاتا اسی لئے حضرت علی (ع) نے اسلام کے اعلی اور ارفع منافع کو ترجیح دی اور سخت کاروائي کرنے سے گریز گیا_
آپ کے دوسرے طریقے پر عمل کرنے میں بھی مصلحت نہ تھی کیونکہ جانتے تھے کہ اگر ابتداء ہی سے جناب ابوبکر کی بیعت کرلیں تو اس کی وجہ سے لوگوں اور جناب ابوبکر کی کاروائي جو انجام پاچکی تھی اس کا تائید ہوجائے گی اور پیغمبر(ص) کی خلافت اور امامت کا مسئلہ اپنے حقیقی محور سے منحرف ہو جائے اور پیغمبر(ص) اور ان کی اپنی تمام تر زحمات اور فداکاریاں بالکل ختم ہوکر رہ جائیں گي_ اس کے علاوہ جو کام بھی جناب ابوبکر اور عمر اپنے دور خلافت میں انجام دیں گے وہ پیغمبر(ص) اور دین کے حساب میں شمار کئے جائیں گے حالانکہ وہ دونوں معصوم نہیں ہیں اور ان سے خلاف شرع اعمال کا صادر ہونا بعید نہیں_
تیسرا: جب آپ نے پہلے اور دوسرے طریقے میں مصلحت نہ دیکھی تو سوائے ايك معتدل روش کے انتخاب کے اور کوئي چارہ کار نہ تھا_ حضرت علی (ع) اور فاطمہ (ع) نے ارادہ کیا کہ ايك وسیع اور عاقلانہ مبارزہ اور اقدام کیا جائے تا کہ اسلام کو ختم ہونے اور متغیر ہونے سے نجات دلاسکیں گرچہ اس عاقلانہ اقدام کا نتیجہ مستقبل بعید میں ہی ظاہر ہوگا آپ کے اس اقدام اور مبارزے کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے_

161

پہلا مرحلہ:
حضرت علی (ع) اور جناب فاطمہ (ع) امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کا ہاتھ پکڑتے اور رات کے وقت مدینہ کے بڑے لوگوں کے گھر جاتے اور انہیں اپنی مدد کے لئے دعوت دیتے_ پیغمبر اکرم(ص) کے وصایا اور سفارشات کا تذکرہ کرتے _(1)
جناب فاطمہ (ع) فرماتیں، لوگو کیا میرے باپ نے حضرت علی (ع) کو خلافت کے لئے معین نہیں فرمایا؟ کیا ان کی فداکاریوں کو فراموش کرگئے ہو؟ اگر میرے والد کے دستورات پر عمل کرو اور علی (ع) کو رہبری کے لئے معین کردو تو تم میرے والد کے ہدف پر عمل کروگے اور وہ تمہیں اچھی طرح ہدایت کریں گے_ لوگو مگر میرے باپ نے نہیں فرمایا تھا کہ میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں لیکن دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑے جارہا ہوں اگر ان سے تمسك رکھوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ايك اللہ کی کتاب دوسرے میرے اہلبیت (ع) _ لوگو کیا یہ مناسب ہے کہ ہمیں تنہا چھوڑ دو اور ہماری مدد سے ہاتھ کھینچ لو حضرت علی (ع) اور فاطمہ (ع) مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو اپنی مدد کے لئے دعوت دیتے تھے کہ شاید وہ اپنے کرتوت پر پشیمان ہوجائیں اور خلافت کو اس کے اصلی مرکز طرف لوٹا دیں_
اس رویے سے بہت تھوڑا گروہ اس تبلیغ سے متاثر ہوا اور مدد کرنے کا وعدہ کیا، لیکن ان تھوڑے سے آدمیوں نے بھی اپنے وعدہ پر عمل نہیں کیا

----

1) الامامہ والسیاستہ، ج 1 ص 12 _

162

اور انہوں نے حکومت کی مخالفت کی جرات نہیں کي_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت علی (ع) اور فاطمہ (ع) بغیر شور و غل اور تظاہر کے جناب ابوبکر_ سے اپنی مخالفت ظاہر کرتے تھے اور انہوں نے ملّت اسلامی کو ایك حد تك بیدار بھی کیا اور اسی رویے سے مسلمانوں کا ایك گروہ باطنی طور سے ان کا ہم عقیدہ ہوگیا_ لیکن صرف یہی نتیجہ معتدل اقدام سے برآمد ہوا اور اس سے زیادہ کوئي اور نتیجہ نہ نکل سکا_

دوسرا مرحلہ:
حضرت علی (ع) نے مصمم ارادہ کرلیا کہ وہ جناب ابوبکر کی بیعت نہیں کریں گے تا کہ اس رویہ سے جناب ابوبکر کی انتخابی حکومت سے اپنی مخالفت ظاہر کرسکیں اور عملی طور سے تمام جہاں کو سمجھا دیں کہ علی (ع) ابن ابیطالب اور ان کا خاندان جو پیغمبر اسلام کے نزدیکی ہیں جناب ابوبکر کی خلافت سے ناراض ہیں تو معلوم ہوجائے گا کہ اس خلافت کی بنیاد اسلام کے مذاق کے خلاف ہے، حضرت زہراء (ع) نے بھی حضرت علی کے اس نظریئےی تائید کی اور ارادہ کرلیا کہ احتمالی خطرات اور حوادث کے ظاہر ہونے میں اپنے شوہر کی حتمی مدد کریں گی اور عملی لحاظ سے جہان کو سمجھائیں گی کہ میں پیغمبر اسلام(ص) کی دختر جناب ابوبکر کی خلافت کے موافق نہیں ہوں، لہذا حضرت علی (ع) اس غرض کی تکمیل کے لئے گھر میں گوشہ نشین ہوگئے اور قرآن مجید کے جمع کرنے میں مشغول ہوگئے اور یہ ایك قسم کا منفی مبارزہ تھا جو آپ نے شروع کیا تھا_
چند دن اسی حالت میں گزر گئے، ایك دن جناب عمر نے جناب ابوبکر سے اظہار کیا کہ تم لوگوں نے سوائے علی (ع) اور ان کے رشتہ داروں کے تمہاري

بیعت کرلی ہے، لیکن تمہاری حکومت کا استحکام بغیر علی (ع) کی بیعت کے ممکن نہیں ہے، علی (ع) کو حاضر کیا جائے اور انہیں بیعت پر مجبور کیا جائے، حضرات ابوبکر نے جناب عمر کی اس رائے کو پسند کیا اور قنفذ سے کہا کہ علی (ع) کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول (ص) کے خلیفہ چاہتے ہیں کہ تم بیعت کے لئے مسجد میں حاضر ہوجاؤ_
قنفذ کئي بار حضرت علی (ع) کے پاس آئے اور گئے لیکن حضرت علی (ع) نے جناب ابوبکر کے پاس آنے سے انکار کردیا_ جناب عمر خشمناك ہوئے اور خالد بن ولید اور قنفذ اور ایك گروہ کے ساتھ حضرت زہراء (ع) کے گھر کی طرف روانہ ہوئے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا یا علی (ع) دروازہ کھولو_ فاطمہ (ع) سر پر پٹی باندھے اور بیماری کی حالت میں دروازے کے پیچھے آئیں اور فرمایا_ اے عمر ہم سے تمہیں کیا کام ہے؟ تم ہمیں اپنی حالت پر کیوں نہیں رہنے دیتے؟
جناب عمر نے زور سے آواز دی کہ دروازہ کھولو ورنہ گھر میں آگ لگا دوں گا (1)_
جناب فاطمہ (ع) نے فرمایا اے عمر خدا سے نہیں ڈرتے، میرے گھر میں داخل ہونا چاہتے ہو؟ آپ کی گفتگو سے عمر اپنے ارادے سے منحرف نہ ہوئے، جب جناب عمر نے دیکھا کہ دروازہ نہیں کھولتے تو حکم دیا کہ لکڑیاں لے آؤتا کہ میں گھر کو آگ لگادوں (2)_
دروازہ کھل گیا جناب عمر نے گھر کے اندر داخل ہونا چاہا، حضرت زہراء (ع)
----

1) شرح ابن ابی الحدید، الحدید، ج 2 ص 56 اور، ج 6 ص 48_
2) اثبات الوصیتہ، ص 110_ بحار الانوار، ج 43 ص 197_ الامامہ السیاسہ، ج 1 ص 12_

نے جب دروازہ کھلا دیکھا اور خطرے کو نزدیك پایا تو مردانہ وار جناب عمر کے سامنے آکر مانع ہوئیں (1)_
----

1) سنی شیعہ تاریخ اور مدارك اس پر متفق ہیں کہ جناب ابوبکر کے سپاہیوں نے حضرت زہراء (ع) کے گھر پر حملہ کردیا اور جناب عمر نے لکڑیاں طلب کی اور گھرواروں کو گھر جلادینے کی دھمکی دی بلکہ یہاں تك لکھا ہے کہ جناب عمر سے کہا گیا کہ اس گھر میں فاطمہ (ع) موجود ہیں آپ نے جواب دیا کہ اگر بیعت کے لئے حاضر نہ ہوں گے تو میں اس گھر کو آگ لگادوں گا گرچہ اس میں فاطمہ (ع) ہی موجود ہوں_ جیسے کہ یہ مطلب ابوالفداء ابن ابی الحدید ابن قیتبہ نے امامہ و السیاسہ میں، انساب الاشرف یعقوبی اور دوسروں نے گھر پر حملہ کرنے اور جلانے کی دھمکی کو تحریر کیا ہے، خود حضرت ابوبکر نے اپنی موت کے وقت حضرت زہراء

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

(ع) کے گھر پر حملے پر ندامت کا اظہار کیا ہے_ چنانچہ ابن ابی الحدید جلد 2 ص 46 پر اور ج 12 ص 194 پر لکھتے ہیں کہ جس وقت جناب زینب پیغمبر کی (1) لڑکی مکّہ سے مدینہ آرہی تھیں تو راستے میں دشمنوں نے اس پر حملہ کردیا اور حصار بن الود نے آپ کے کجا دے پر حملہ کردیا اور نیزے سے آپ کو تحدید کردیا اور حصار بن الود نے آپ کے کجا دے پر حملہ کردیا اور نیزے سے آپ کو تحدید کی اس وجہ سے جناب زینب کا بچہ سقط ہوگیا، رسول اللہ(ص) اس مطلب سے اس قدر ناراحت ہوئے کہ آپ نے فتح مکہ کے دن ہبار کے خون کو مباح قرار دے دیا_ اس کے بعد ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ میں نے یہ واقعہ نقیب ابی جعفر کے سامنے پڑھا تو اس نے کہ کہ جب رسول خدا(ص) نے ہبار کے خون مباح کردیا تھا تو معلوم

1) ضعیف روایات کی بناء پر مولّف نے حاشیہ لگایا ہے ورنہ رسول (ص) کی بیٹی فقط جناب فاطمہ (ع) ہیں کے علاوہ کوئي بیٹی تاریخ سے اگر ثابت ہے تو ضعیف روایات کی رو ہے_

165

اور یہ آواز بلند گریہ و بکا اور شیون کرنا شروع کردیا تا کہ لوگ خواب غفلت سے بیدار ہوجائیں اور حضرت علی (ع) کا دفاع کریں_ زہراء (ع) کے استغاثے اور گریہ و بکا نے صرف ان لوگوں پر اثر نہیں کیا بلکہ انہوں نے تلوار کا دستہ _ آپ کے پہلو پر مارا اور تازیانے سے آپ کے بازو کو بھی سیاہ کردیا تا کہ آپ اپنا ہاتھ علی (ع) کے ہاتھ سے م ہٹالیں (1)_
آخر الامر حضرت علی (ع) کو گرفتار کرلیا گیا اور آپ کو مسجد کی طرف لے گئے جناب زہراء (ع) علی (ع) کی جان کو خطرے میندیکھ رہی تھیں، مردانہ اور اٹھیں اور حضرت علی (ع) کے دامن کو مضبوطی سے پکڑلیا اور کہا کہ میں اپنے شوہر کو نہ جانے دوں گی _ قنفذ نے دیکھا کہ زہرا (ع) اپنے ہاتھ سے علی (ع) کو نہیں چھوڑتیں تو اس نے اتنے تازیانے آپ کے ہاتھ پر مارے کہ آپ کا بازو ورم کرگیا (2)_
حضرت زہرا (ع) سلام اللہ علیہا اس جمیعت میں دیوار اور دروازے کے درمیان ہوگئیں اور آپ پر دروازے کے ذریعہ اتنا زور پڑا کہ آپ کے پہلو کی ہڈی ٹوٹ گئي اور وہ بچہ جو آپ کے شکم مبارک

ہوتا ہے کہ رسول خدا(ص) زندہ ہوتے تو اس شخص کے خون کو جس نے فاطمہ (ع) کو تحدید کی تھی کہ جس سے فاطمہ (ع) کا بچہ ساقط ہوگیا تھا مباح کردیتے_ اہلسنت کی کتابیں تہدید کے بعد کے واقعات کے بیان کرنے میں ساکت ہیں، لیکن شیعوں کی تواریخ اور احادیث نے بیان کیا ہے کہ بالاخر آپ کے گھر کے دروازے کو آگ لگادی گئي اور پیغمبر(ص) کی دختر کو اتنا زد و کوب کیا گیا کہ بچہ ساکت ہوگیا
"مولف"

----

1) بحار الانوار ج 43 ص 197_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 198_

166

میں تھا ساقط ہوگیا (1)_
حضرت علی (ع) کو پکڑا اور مسجد کی طرف لے گئے_ جب جناب فاطمہ (ع) سنبھلیں تو دیکھا کہ علی (ع) کو مسجد لے گئے ہیں فوراً اپنی جگہ سے ا ٹھیں چونکہ حضرت علی (ع) کی جان کو خطرے میں دیکھ رہی تھیں اور ان کا دفاع کرنا چاہتی تھیں لہذا نحیف جسم پہلو شکستہ کے باوجود گھر سے باہر نکلیں اور بنی ہاشم کی مستورات کے ساتھ مسجد کی طرف روانہ ہوگئیں دیکھا کہ علی (ع) کو پکڑے ہوئے ہیں آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا میرے چچازاد سے ہاتھ اٹھالو ور خدا کی قسم اپنے سر کے بال پریشان کردوں گی اور پیغمبر اسلام(ص) کا پیراہن سر پر رکھ کر اللہ تعالی کی درگاہ میں نالہ کروں گی اور تم پر نفرین اور بدعا کروں گي_ اس کے بعد جناب ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا کیا تم نے میرے شوہر کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اور میرے بچوں کو یتیم کرنا چاہتے ہو اگر تم نے انہیں نہ چھوڑا تو اپنے بال پریشان کردوں گی اور پیغمبر(ص) کی قبر پر اللہ کی درگاہ میں استغاثہ کروں گی یہ کہا اور جناب حسن (ع) اور جناب حسین (ع) کا ہاتھ پکڑا اور رسول خدا(ص) کی قبر کی طرف روانہ ہوگئیں آپ نے ارادہ کرلیا تھا کہ اس جمعیت پر نفرین کریں اور اپنے دل ہلادینے والے گریہ سے حکومت کو الٹ کر رکھ دیں_
حضرت علی (ع) نے دیکھا کہ وضع بہت خطرناك ہے اور کسی صورت میں ممکن نہیں کہ حضرت زہرا (ع) کو اپنے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ارادے سے روکا جائے تو آپ نے سلمان فارسی سے فرمایا کہ پیغمبر(ص) کی دختر کے پاس جاؤ اور انہیں بددعا کرنے سے منع کردو_

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 198_

167

جناب سلمان جناب زہرا (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے پیغمبر(ص) کی دختر آپ کے والد دنیا کے لئے رحمت تھے آپ ان پر نفرین نہ کیجئے_
جناب زہرا (ع) نے فرمایا، اے سلمان مجھے چھوڑ دو میں ان متجاوزین سے دادخواہی کروں_ سلمان نے عرض کیا کہ مجھے حضرت علی (ع) نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ اپنے گھر لوٹ جائیں، جب حضرت زہرا (ع) نے حضرت علی (ع) کا حکم دریافت کیا تو آپ نے کہا جب انہوں نے حکم دیا ہے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتی ہوں اور صبر کا آغاز کروں گي_ ایك اور روایت میں آیا ہے کہ آپ نے حضرت علی (ع) کا ہاتھ پکڑ اور گھر لوٹ آئیں (1)_

مختصر مبارزہ
حضرت زہرا (ع) کے زمانہ جہاد اور مبارزہ کی مدت گرچہ تھوڑی اور آپ کی حیات کا زمانہ بہت ہی مختصر تھا، لیکن آپ کی حیات بعض جہات سے بہت اہم اور قابل توجہ تھي_
پہلے: جب حضرت زہرا (ع) نے دیکھا کہ حکومت کے حامیوں نے حضرت علی (ع) کو گرفتار کرنے کے لئے ان کے گھر کا محاصرہ کرلیا ہے تو آپ عام عورتوں کی روش سے ہٹ کر جو معمولاً ایسے مواقع میں کنارہ گیری کرلیتی ہیں گھر کے دروازے کے پیچھے آگئیں اور استقامت کا مظاہرہ کیا_
دوسرے: جب دروازہ کھول لیا گیا تب بھی جناب فاطمہ (ع) وہاں سے نہ ہٹیں

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 47 و روضہ کافي، ص 199_

168

بلکہ اپنے آپ کو میدان کارزار میں بر قرار رکھا اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹ گئیں اتنی مضبوطی سے کھڑی رہیں کہ تلوار کے نیام سے آپ کے پہلو کو مارا گیا اور تازیانے سے آپ کے بازو سیاہ کردیئےئے_
تیسرے: جب علی (ع) گرفتار کرلئے گئے اور چاہتے تھے کہ آپ کو وہاں سے لے جائیں تب بھی آپ میدان میں آگئیں اور علی (ع) کے دامن کو پکڑلیا اور وہاں سے لے جانے میں مانع ہوئیں اور جب تك آپ کا بازو تازیانے سے سیاہ نہ کردیا گیا آپ نے اپنے ہاتھ سے دامن نہ چھوڑا_
چوتھے: جناب فاطمہ (ع) نے اپنا آخری مورچہ گھر کو بنایا اور گھر میں آکر علی (ع) کو باہر لے جانے سے ممانعت کي، اس مورچہ میں اتنی پائیداری سے کام لیا کہ دروازے اور دیوار کے درمیان آپ کا پہلو ٹوٹ گیا اور بچہ ساقط ہوگیا_
اس مرحلہ کے بعد آپ نے سوچا کہ چونکہ میرا یہ مبارزہ گھر کے اندر واقع ہوا ہے شاید اس کی خبر باہر نہ ہوئي ہو لہذا ضروری ہوگیا ہے کہ مجمع عام گریہ و بکا اور آہ و زاری شروع کردی اور جب تمام طریقوں سے نا امید ہوگئیں تو مصمم ارادہ کرلیا کہ ان لوگوں پر نفرین اور بد دعا کریں، لیکن حضرت علی (ع) کے پیغام پہنچنے پر ہی آپ کے حکم کی اطاعت کی اور واپس گھر لوٹ آئیں_
جی ہاں حضر ت زہرا (ع) نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ آخری لحظہ اور قدرت تك علی (ع) سے دفاع کرتی رہوں گی اور یہ سوچا تھا کہ جب میدان مبارزہ میں وارد ہوگئي ہوں تو مجھے اس سے کامیاب اور فتحیاب ہوکر نکلنا ہوگا اور حضرت علی (ع) کو بیعت کے لئے لے جانے میں ممانعت کرنی ہوگي، اس طرح عمل کر کے

169

اپنے شوہر کے نظریئے اور عمل اور رفتار کی تائید کروں گی اور جناب ابوبکر کی خلافت سے اپنی ناراضگی کا اظہار

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کروں گی اور اگر مجھے مارا پیٹا گیا تب بھی شکستہ پہلو اور سیاہ شدہ بازو اور ساقط شدہ بچے کے باوجود جناب ابوبکر کی خلافت کو بدنام اور رسوا کردوں ی اور اپنے عمل سے جہان کو سمجھاؤں گی کہ حق کی حکومت سے روگردانی کا ایك نتیجہ یہ ہے کہ اپنی حکومت کو دوام دینے کے لئے پیغمبر (ص) کی دختر کا پہلو توڑنے اور رسول خدا(ص) کے فرزند کو ماں کے پیٹ میں شہید کرنے پر بھی تیار ہوجاتے ہیں اور ابھی سے تمام عالم کے مسلمانوں کی بتلا دینا چاہتی ہوں کہ بیداری اور ہوش میں آجاؤ کہ انتخابی حکومت کا ایك زندہ اور واضح فاسد نمونہ یہ ہو رہا ہے_
البتہ جناب فاطمہ (ع) زہراء (ع) نبوت اور ولایت کے مکتب کی تربیت شدہ تھیں، فداکاری اور شجاعت کا درس ان دو گھروں میں پڑھا تھا اپنے پہلو کے شکستہ ہونے اور مار پیٹ کھانے سے نہ ڈریں اور اپنے ہدف کے دفاع کے معاملے میں کسی بھی طاقت کے استعمال کی پرواہ نہ کي_

تیسرا مرحلہ فدك (1)
جب سے جناب ابوبکر نے مسلمانوں کی حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیا اور تخت خلافت پر بیٹھے اسی وقت سے ارادہ کرلیا تھا کہ فدك کو جناب فاطمہ (ع) سے واپس لے لوں، فدك ایك علاقہ
----

1) فدك کا موضوع اور اس میں حضرت فاطمہ (ع) کا ادعا مفصل اور عمیق اس کتاب کے آخر میں بیان کیا گیا ہے_

170
ہے جو مدینے سے چند فرسخ پر واقع ہے، اس میں کئي ایك باغ اور بستان ہیں اور علاقہ قدیم زمانے میں بہت زیادہ آباد تھا اور یہودیوں کے ہاتھ میں تھا، جب اس علاقے کے مالکوں نے اسلام کی طاقت اور پیشرفت کو جنگ خیبر میں مشاہدہ کیا تو ایك آدمی کو رسول خدا(ص) کی خدمت میں روانہ کیا اور آپ سے صلح کی پیش کش کی پیغمبر اسلام(ص) نے ان کی صلح کو قبول کرلیا اور بغیر لڑائي کے صلح کا عہدنامہ پایہ تکمیل تك پہنچ گیا اس قرار داد کی روسے فدك آدھی زمین جناب رسول خدا(ص) کے اختیار میں دے دی گئي اور یہ خالص رسول(ص) کا مال ہوگیا (1)_
کیونکہ اسلامی قانون کی رو سے جو زمین بغیر جنگ کے حاصل اور فتح ہو وہ خالص رسول خدا(ص) کی ہوا کرتی ہے اور باقی مسلمانوں کا اس میں کوئي حق نہیں ہوا کرتا_
فدك کی زمینیں پیغمبر(ص) کی ملکیت اور اختیار میں آگئي تھیں آپ اس کے منافع کو بنی ہاشم اور مدینہ کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کیا کرتے تھے اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئي_ "وات ذا القربی حقہ" (2)_ اور جب یہ آیت نازل ہوئي تو پیغمبر(ص) نے اللہ تعالی کے دستور اور حکم کے مطابق فدك جناب فاطمہ (ع) کو بخش دیا اس باب میں پیغمبر(ص) سے کافی روایات وارد ہوئي ہیں نمونے کے طور پر چند _ یہ ہیں_
ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت "وات ذاالقربی حقہ" نازل
----

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 210_
2) سورہ اسراء آیت ص 26_

171
ہوئي تو پیغمبر(ص) نے فاطمہ (ع) سے فرمایا کہ فدك تمہارا مال ہے (1)_
عطیّہ کہتے ہیں کہ جب آیت "و آت ذاالقربی حقہ" نازل ہوئي تو پیغمبر(ص) نے جناب فاطمہ (ع) کو بلایا اور فدك انہیں بخش دیا(2)_
حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے اپنی زندگی میں فدك فاطمہ (ع) کو بخش دیا تھا (3)_
فدك کا علاقہ معمولی اور کم قیمت نہ تھا بلکہ آباد علاقہ تھا اور اس کی کافی آمدنی تھی ہر سال تقریباً چوبیس ہزار یا ستر ہزار دینار اس سے آمدنی ہوا کرتی تھی (4)_
اس کے ثبوت کے لئے دو چیزوں کو ذکر کیا جاسکتا ہے یعنی فدك کا علاقہ وسیع اور بیش قیمت تھا اسے دو چیزوں سے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ثابت كيا جاسكتا ہے_
پہلي: جناب ابوبكر نے جناب فاطمہ زہراء (ع) كے جواب ہيں، جب آپ نے فدك كا مطالبہ كيا تھا تو فرمايا تھا كہ فدك رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كا مال نہ تھا بلكہ يہ عام مسلمانوں كے اموال ميں سے ايك مال تھا كہ پيغمبر اسلام(ص) اس كے ذريعے جنگى آدميوں كو جنگ كے لئے روانہ كرتے تھے اور اس آمدنى كو خدا كى راہ ميں خرچ كرتے تھے (5)_
----

1) كشف الغمہ، ج 2 ص 102 اور تفسير در منثور، ج 4 ص 177_
2) كشف الغمہ، ج 2 ص 102
3) كشف الغمہ، ج 2 ص 102 اور كتاب در منثور، ج 4 ص 177 ور غاية المرام ص 323 ميں اس موضوع كى احاديث كا مطالعہ كيجئے_
4) سفينة البحار، ج 2 ص 251_
5) شرح ابن ابى الحديد، ج 16 ص 216_

دوسرے: جب معاويہ خليفہ ہوا تو اس نے فدك مروان ابن حكم اور عمر بن عثمان اور اپنے فرزند يزيد كے درميان مستقيم كرديا (1)_
ان دونوں سے يہ نتيجہ نكالا جاسكتا ہے كہ فدك ايك پر قيمت اور زرخيز علاقہ تھا كہ جس كے متعلق جناب ابوبكر نے فرمايا كہ رسول خدا اس كى آمدنى سے لوگوں كو جنگ كے لئے روانہ كرتے تھے، اور خدا كى راہ مينخرچ كيا كرتے تھے_
اگر فدك معمولى ملكيت ہوتا تو معاويہ اسے اپنے فرزند اور دوسرے آدميوں كے درميا تقسيم نہ كرتا_

رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم نے فدك كيوں فاطمہ (ع) كو بخشا
پيغمبر صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كى زندگى كے مطالعے سے يہ امر بخوبى معلوم كيا جاسكتا ہے كہ آپ ثروت اور مال كے شيدائي نہ تھے اور مال كو ذخيرہ كرنا اور جمع ركھنے كى كوشش نہيں كيا كرتھے اپنے مال كو اپنے ہدف يعنى خداپرستى كے لئے خرچ كرديا كرتے تھے، مگر يہى پيغمبر(ص) نہ تھے كہ جناب خديجہ كى بے حد اور بے حساب دولت كو اسى ہدف اور راستے ميں خرچ كر رہے تھے اور خود اور آپ كے داماد اور لڑكى كمال سختى اور مضيقہ ميں زندگى بسر كرتے تھے
----

1) شرح ابن ابى الحديد، ج16 ص 216_

كبھى بھوك كى شدت كى وجہ سے اپنے شكم مبارك پر پتھر باندھا كرتے تھے_ پيغمبر(ص) ان آدميوں ميں نہ تھے كہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنى اولاد كے لئے مال، دولت حاصل كرتے مگر يہى پيغمبر(ص) نہ تھے كہ جو نہيں چاہتے تھے كہ ان كى لڑكى اپنے گھر كے لئے ايك پشمى پردہ لٹكائے ركھے اور حسن (ع) اور حسين (ع) كو چاندى كا دستبند پہنائيں_ اور خود گردن ميں ہار پہنے ركھے_
سوچنے كى بات ہے اپنى زندگى اور بيٹى كى داخلى زندگى ميں اتنا سخت گير ہونے كے باوجود كس علت كى بناء پر اتنے بڑے علاقے اور باقيمت مال كو فاطمہ (ع) كے لئے بخش ديا تھا؟ آپ كا يہ غير معمولى كام بے جہت اور بے علت نہ تھا اس واقعہ كى يوں علت بيان كى جاسكتى ہے كہ پيغمبر(ص) اللہ تعالى كى طرف سے مامور تھے كہ على (ع) كو اپنا جانشين اور خليفہ معين كريں اور يہ بھى جانتے تھے كہ لوگ اتنى آسانى سے آپ كى رہبرى اور حكومت كو قبول نہيں كريں گے اور آپ كى خلافت كے لئے ركاوٹيں ڈاليں گے اور يہ بھى جانتے تھے كہ عرب كے بہت زيادہ گھرانے اور خاندان حضرت على (ع) كى طرف سے بغض و كدورت ركھتے ہيں كيوں كہ على (ع) شمشير زن مرد تھے اور بہت تھوڑے گھر ايسے تھے كہ جن ميں كا ايك يا ايك سے زائد آدمى زمانہ كفر ميں على (ع) كے ہاتھوں قتل نہ ہوا ہو___ پيغمبر(ص) كو علم تھا

کہ خلافت اور مملکت کے چلانے کے لئے مال اور دولت کی ضرورت ہوتی ہے ان حالات اور شرائط میں فوری کا جمع ہوجانا مشکل کام ہوگا_ پیغمبر(ص) جانتے تھے کہ اگر علی (ع) فقراء اور بیچاروں کی مدد اور اعانت کرسکے اور ان کی معاشی احتیاجات برطرف کرسکے تو دلوں کا بغض اور کدورت ایك حد تك کم ہوجائے گا اور آپ کی طرف دل مائل ہوجائیں گے_

یہی وجہ تھی کہ آنحضرت نے فدك جناب فاطمہ (ع) کو بخش دیا_ در حقیقت یہ مستقبل کے حقیقی خلیفہ کے اختیار میں دے دیا تھا تا کہ اس کی زیادہ آمدنی فقراء اور مساکین کے درمیان تقسیم کریں شاید کینے اور پرانی کدروتیں لوگ بھول جائیں اور حضرت علی (ع) کی طرف متوجہ ہوجائیں، خلافت کے آغاز میں اس کی بحرانی حالت میں اس مال سے استفادہ کریں اور خدا اور رسول (ص) کے ہدف کی ترقی اور پیشرفت میں اس سے بہرہ برداری کریں_ در حقیقت پیغمبر اسلام(ص) نے اس ذریعے سے خلافت کی اقتصادی مدد کی تھي_

فدك جناب رسول خدا(ص) کی زندگی میں جناب زہرا(ع) کے تصرف اور قبضے میں تھا آپ قوت لایموت یعنی معمولی مقدار اپنے لئے لیتیں اور باقی کو خدا کی راہ میں خرچ کردیتیں اور فقراء کے درمیان تقسیم کردیتیں_

جب جناب ابوبکر نے مسلمانوں کی حکوت پر قبضہ کیا اور تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے مصمم ارادہ کرلیا کہ فدك آنجناب سے واپس لے لیں، چنانچہ انہوں نے حکم د یا کہ جناب فاطمہ (ع) کے کارکنوں اور عمال اور مزارعین کو نکال دیا جائے اور ان کی جگہ حکومت کے کارکن نصب کردیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا(1)_

فدك لینے کے اسباب

فدك لینے کے لئے دو اصلی عوامل قرار دیئے جاسکتے ہیں کہ جن کے بعد جناب ابوبکر نے مصمم ارادہ

----

1) تفسیر نورالثقلین، ج 4 ص 272_

کرلیا تھا کہ فدك جناب فاطمہ (ع) سے واپس لے لیا جائے_

پہلا عامل: تاریخ کے مطالعے سے یہ مطلب روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جناب عائشےہ دو چیزوں سے ہمیشہ رنجیدہ خاطر رہتی تھي_ پہلي: چونکہ پیغمبر اسلام(ص) جناب خدیجہ سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے اور ان کا کبھی کبھار نیکی سے ذکر کیا کرتے تھے، اس وجہ سے جناب عائشےہ کے دل میں ایك خاص کیفیت پیدا ہوجاتی تھی اور بسا اوقات اعتراض بھی کردیتی تھیں اور کہتی تھیں خدیجہ ایك بوڑھی عورت سے زیادہ کچھ نہ تھیں آپ ان کی اتنی تعریف کیوں کرتے ہیں_ پیغمبر(ص) جواب دیا کرتے تھے، خدیجہ جیسا کون ہوسکتا ہے؟ پہلی عورت تھیں جو مجھ پر ایمان لائیں اور اپنا تمام مال میرے اختیار میں دے دیا، میرے تمام کاموں میں میری یار و مددگار تھیں خداوند عالم نے میری نسل کو اس کی اولاد سے قرار دیا ہے(1)_

جناب عائشےہ فرماتی ہیں کہ میں نے خدیجہ جتنا کسی عورت سے بھی رشك نہیں کیا حالانکہ آپ میری شادی سے تین سال پہلے فوت ہوچکی تھیں کیونکہ رسول خدا(ص) ان کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے، خداوند عالم نے رسول خدا(ص) کو حکم دے رکھا تھا کہ خدیجہ کو بشارت دے دیں کہ بہشت میں ان کے لئے ایك قصر تیار کیا جاچکا ہے، بسا اوقات رسول خدا(ص) کوئي گوسفند ذبح کرتے تو اس کا گوشت جناب خدیجہ کے سہیلیوں کے گھر بھی بھیج دیتے تھے (2)_

----

1) تذکرۃ الخواص، ص 303 و مجمع الزوائد، ج 9 ص 224_
2) صحیح مسلم ج 2 ص 1888_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جناب امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں کہ ایك دن جناب رسول خدا(ص) گھر میں آئے تو دیکھا کہ جناب عائشےہ حضرت زہراء کے سامنے کھڑی قیل و قال کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں اے خدیجہ کی بیٹی تو گمان کرتی ہے کہ تیری ماں مجھ سے افضل تھي، اسے مجھ پر کیا فضیلت تھي؟ وہ بھی میری طرح کی ایك عورت تھی جناب رسول خدا(ص) نے جناب عائشےہ کی گفتگو سن لی اور جب جناب فاطمہ (ع) کی نگاہ باپ پر پڑی تو آپ نے رونا شروع کردیا_ پیغمبر نے فرمایا فاطمہ (ع) کیوں روتی ہو؟ عرض کیا کہ جناب عائشےہ نے میری ماں کی توہین کی ہے رسول خدا(ص) خشمناك ہوئے اور فرمایا: عائشےہ ساکت ہوجاؤ، خداوند عالم نے محبت کرنے والی بچہ دار عورتوں کو مبارك قرار دیا ہے_ جناب خدیجہ سے میری نسل چلي، لیکن خداوند عالم نے تمہیں بانجھ قرار دیا (1)_

دوسرا عامل: پیغمبر اکرم(ص) حد سے زیادہ جناب فاطمہ (ع) سے محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے آپ کے اس اظہار محبت نے جناب عائشےہ کے دل میں ایك خاص کیفیت پیدا کر رکھی تھی کہ جس کی وجہ سے وہ عذاب میں مبتلا رہتی تھیں کیونکہ عورت کی فطرت میں ہے کہ اسے اپنی سوکن کی اولاد پسند نہیں آتی اور عائشےہ کبھی اتنی سخت ناراحت ہوتیں کہ پیغمبر(ص) پر بھی اعتراض فرما دیتیں اور کہتیں کہ اب جب کہ فاطمہ (ع) کی شادی ہوچکی ہے آپ پھر بھی اس کا بوسہ لیتے ہیں_ پیغمبر(ص) اس کے جواب میں فرماتے ہیں تم فاطمہ (ع) کے مقام اور مرتبے سے بے خبر ہو ورنہ ایسی بات نہ کرتیں (2)_

----

1) بحار الانوار، ج 16 ص 3_
2) کشف الغمہ، ج 2 ص 85_

آپ جناب فاطمہ (ع) کی جتنی زیادہ تعری کرتے اتنابی جناب عائشےہ کی اندرونی کیفیت دگرگوں ہوتی اور اعتراض کرنا شروع کردیتیں_

ایك دن جناب ابوبکر پیغمبر(ص) کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے کہ آپ نے جناب عائشےہ کی آواز اور چیخنے کو سنا کہ رسول خدا(ص) سے کہہ رہی ہیں کہ خدا کی قسم مجھے علم ہے کہ آپ علی (ع) اور فاطمہ (ع) کو میرے اور میرے باپ سے زیادہ دوست رکھتے ہیں، جناب ابوبکر اندر آئے اور جناب عائشےہ سے کہا کیوں پیغمبر(ص) سے بلند آواز سے بات کر رہی ہو (1)_

ان دو باتوں کے علاوہ اتفاق سے جناب عائشےہ بے اولاد اور بانجھ بھی تھیں اور پیغمبر(ص) کی نسل جناب فاطمہ (ع) سے وجود میں آئي یہ مطلب بھی جناب عائشےہ کو رنج پہنچاتا تھا، بنابراین جناب عائشےہ کے دل میں کدورت اور خاص زنانہ کیفیت کا موجود ہوجانا فطری تھا اور آپ کبھی اپنے والد جناب ابوبکر کے پاس جاتیں اور جناب عائشےہ کے دل میں کدورت اور خاص زنانہ کیفیت کا موجود ہوجانا فطری تھا اور آپ کبھی اپنے والد جناب ابوبکر کے پاس جاتیں اور جناب فاطمہ (ع) کی شکایت کرتیں ہوسکتا ہے کہ جناب ابوبکر بھی دل سے جناب فاطمہ (ع) کے حق میں بہت زیادہ خوش نہ رہتے ہوں اور منتظر ہوں کہ کبھی اپنی اس کیفیت کو بجھانے کے لئے جناب فاطمہ (ع) سے انتقام لیں_

جب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم وفات پاچکے تو جناب فاطمہ (ع) رویا کرتیں اور فرماتیں کتنے برے دن آگئے ہیں جناب ابوبکر فرماتے کہ ابھی برے دن اور آگے ہیں (2)_

----

1) مجمع الزواید، ج 9 ص 201_
2) ارشاد شیخ مفید، ص 90_

دوسرا مطلب: جناب عمر اور ابوبکر سوچتے تھے کہ حضرت علی (ع) کے ذاتی کمالات اور فضائل اور علم و دانش کا مقام قابل انکار نہیں اور پھر پیغمبر(ص) کی سفارشات بھی ان کی نسبت بہت معروف اور مشہور ہیں پیغمبر (ص) کے داماد اور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

چچازاد بھائي ہيں اگر ان كى مالى اور اقتصادى حالت اچھى ہوئي اور ان كے ہاتھوں ميں دوپيہ بھى ہوا تو ممكن ہے كہ ايك گروہ ان كا مددگار ہو جائے اور پھر وہ خلافت كے لئے خطرے كا موجب بن جائے يہ ايك نكتہ تھا كہ جس كا ذكر جناب عمر نے جناب ابوبكر سے كيا اور جناب ابوبكر سے كہا كہ لوگ دنيا كے بندے ہوا كرتے ہيں اور دنيا كے سوا ان كا كوئي ہدف نہيں ہوتا تم خمس اور غنائم كو على (ع) سے لے لو اور فدك بھى ان كے ہاتھ سے نكال لو جب ان كے چاہنے والے انہيں خالى ہاتھ ديكھيں گے تو انہيں چھوڑ ديں گے اور تيرى طرف مائل ہوجائيں گے (1)_
جى ہاں يہ دو مطلب مہم عامل اور سبب تھے كہ جناب ابوبكر نے مصمم ارادہ كرليا كہ فدك كو مصادرہ كر كے واپس لے ليں اور حكم ديا كہ فاطمہ (ع) كے عمال اور كاركنوں كا باہر كيا جائے اور اسے اپنے عمال كے تصرف ميں دے ديا_

جناب زہراء (ع) كا رد عمل
جب جناب فاطمہ (ع) كو اطلاع ملى كہ آپ كے كاركنوں كو فدك سے نكال دياگيا ہے تو آپ بہت غمگين ہوئيں اور
----

1) ناسخ التواريخ جلد زہرائ، ص 123_

179
اپنے آپ كو ايك نئي مشكل اور مصيبت ميں ديكھا كيونكہ حكومت كا نقشہ حضرت على (ع) اور حضرت فاطمہ (ع) پر مخفى نہ تھا اور ان كے اصلى اقدام كى غرض و غايت سے بھى بے خبر نہ تھے_
اس موقع پر جناب فاطمہ (ع) كو ان دو راستوں ميں سے ايك راستہ اختيار كرنا تھے_
پہلا راستہ يہ تھا كہ جناب ابوبكر كے سامنے ساكت ہوجائيں اور اپنے شروع اور جائز حق سے چشم پوشى كرليں اور كہيں كہ ہميں تو دنيا كے مال و متاع سے كوئي محبت اور علاقہ نہيں چھوڑو فدك بھى جناب ابوبكر لے جائيں اس كے ساتھ يہ بھى اس كے لئے ہوسكتا ہے كہ وہ جناب خليفہ كو خوش كرنے كى غرض سے پيغام دالواتيں كہ تم ميرے ولى امر ہو ميں ناچيز فدك كو آپ كى خدمت ميں پيش كرتى ہوں_
دوسرا راستہ يہ تھا كہ اپنى پورى قدرت سے ركھتى ہيں اپنے حق كا دفاع كريں_
پہلا راستہ اختيار كرنا حضرت زہراء (ع) كے لئے ممكن نہ تھا كيونكہ وہ حكومت كے پوشيدہ منصوبے سے بے خبر نہ تھيں جانتى تھيں كہ وہ اقتصادى دباؤ اور آمدنى كے ذريعے قطع كردينے سے اسلام كے حقيقى خليفہ حضرت على (ع) كے اثر كو ختم كرنا چاہتے ہيں تا كہ ہميشہ كے لئے حضرت على (ع) كا ہاتھ حكومت سے كوتاہ ہوجائے اور وہ كسى قسم كا خلافت كے خلاف اقدام كرنے سے مايوس ہوجائيں اور يہ بھى جانتى تھيں كہ فدك كو زور سے لے لينے سے على (ع) كے گھر كا دروازہ بند كرنا چاہتے تھے_
جناب فاطمہ (ع) نے سوچا كہ اب بہت اچھى فرصت اور مدرك ہاتھ آگيا ہے اس وسيلہ سے جناب ابوبكر كى انتخابى خلافت سے مبارزہ كر كے

180
اسے بدنام اور رسوا كيا جائے اور عمومى افكار كو بيدار كيا جائے اور اس قسم كى فرصت ہميشہ ہاتھ نہيں آيا كرتي_
حضرت فاطمہ (ع) نے سوچا كہ اگر ميں جناب ابوبكر كے دباؤ ميں آجاوں اور اپنے مسلم حق سے دفاع نہ كروں تو جناب ابوبكر كى حكومت دوسروں پر غلط دباؤ ڈالنے كى عادى ہوجائے گى اور پھر لوگوں كے حقوق كى مراعات نہ ہوسكے گي_
جناب فاطمہ (ع) نے فكر كى كہ اگر ميں نے اپنے حق كا دفاع نہ كيا تو لوگ خيال كريں گے اپنے حق سے صرف نظر كرنا اور ظلم و ستم كے زير بار ہونا اچھا كام ہے_
جناب فاطمہ (ع) نے سوچا اگر ميں نے ابوبكر كو بدنام نہ كيا تو دوسرے خلفاء كے درميان عوام فريبى رواج پاجائے گي_
حضرت فاطمہ (ع) نے فكر كى كہ پيغمبر(ص) كى دختر ہوكر اپنے صحيح حق سے صرف نظر كرلوں تو مسلمانوں خيال كريں گے كہ عورت تمام اجتماعى حقوق سے محروم ہے اور اسے حق نہيں پہنچتا كہ وہ اپنے حق كے احقاق كے لئے مبارزہ كرے_
حضرت فاطمہ (ع) نے سوچا كہ ميں جو وحى كے دامن اور ولايت كے گھر كى تربيت يافتہ ہوں اور ميں اسلام كى خواتين

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کے لئے نمونہ ہوں اور مجھے ايك اسلام كی تربيت يافتہ سمجھا جاتا ہے ميرے اعمال اور رفتار كو ايك اسلام كی نمونہ عورت كی رفتار اور اعمال جانا جاتا ہے اگر ميں اس مقام ميں سستی كروں اور اپنے حق كے لينے ميں عاجزی كا اظہار كروں تو پھر اسلام ميں عورت عضو معطل سمجھی جائے گي_

جی ہاں يہ اور اس قسم كے ديگر عمده افكار تھے جو جناب فاطمہ (ع) كو اجازت نہيں ديتے تھے كہ وه پہلا راستہ اختيار كرتيں يہی وجہ تھی كہ آپ نے اراده كرليا تھا كہ توانائي اور قدرت كی حد تك اپنے حق سے دفاع كريں گي_
البتہ يہ كام بہت زياده سہل اور آسان نہ تھا كيوں كہ ايك عورت كا مقابلہ جناب خليفہ ابوبكر سے بہت زياده خطرناك تھا اور وه اس فاطمہ (ع) نای عورت كا كہ جو پہلے سے پہلو شكستہ بازو سياه شده اور جنين ساقط شده تھيں، ان ميں سے ہر ايك حادثہ اور واقعہ عورت كے لئے كافی تھا كہ وه ہميشہ كے لئے زبردست انسانوں سے مرعوب ہوجائے_
ليكن فاطمہ (ع) نے فداكاری اور شجاعت اور بردباری اور استقامت كی عادت اپنے والد رسول خدا(ص) اور مال خديجہ كبری سے وراثت ميں پائي تھی اور انہوں نے مبارزت اسلامی كے مركز ميں تربيت پائي تھی انہوں نے ان فداكاروں اور قربانی دينے والوں كے گھر ميں زندگی گزاری تھی كہ جہاں كئي دفعہ وه شوہر كے خون آلود كپڑے دھوچكی تھيں اور ان كے زخمی بدن كی مرہم پٹی كرچكی تھيں وه ان جزئي حوادث سے خوف نہيں كھاتی تھيں اور جناب ابوبكر كی حكومت سے مرعوب نہيں ہوتی تھيں_
جناب زہراء (ع) نے اپنے مبارزے كو كئي ايك مراحل ميں انجام ديا_

فاطمه زهراءاسلام کي مثالي خاتون

بحث اور استدلال
جناب فاطمہ (ع) جناب ابوبكر كے پاس گئيں اور فرمايا كہ تم نے كيوں ميرے كاركنوں كو ميری ملكيت سے باہر

نكال ديا ہے؟ ميرے باپ نے اپنی زندگی ميں فدك مجھے ہبہ كرديا تھا جناب ابوبكر نے جواب ديا اگر چہ ميں جانتا ہوں كہ تم جھوٹ نہيں بولتيں ليكن پھر بھی اپنے دعوے كے ثبوت كے لئے گواه لے آؤ_ جناب زہراء (ع) جناب ام ايمن اور حضرت علی (ع) كو گواه كے طور پر لے گئيں، جناب ام ايمن نے جناب ابوبكر سے كہ تجھ خدا كی قسم ديتی ہوں كہ كيا تم جانتے ہو كہ رسول خدا(ص) نے ميرے بارے مينفرمايا ہے كہ ام ايمن بہشتی ہيں، جناب ابوبكر نے جواب ديا، يہ ميں جانتا ہوں اس وقت جناب ام ايمن نے فرمايا ميں گواہی ديتی ہوں كہ جب يہ آيت "و آت ذی القربی حقہ" نازل ہوئي تو رسول خدا(ص) نے فدك فاطمہ (ع) كو دے ديا تھا_
حضرت علی عليہ السلام نے بھی اس قسم كی گواہی دی جناب ابوبكر مجبور ہوگئے كہ فدك جناب فاطمہ (ع) كو لوٹا ديں لہذا ايك تحرير ايك كے متعلق لكھی اور وه حضرت زہراء (ع) كو دے دي_
اچانك اسی وقت جناب عمر آگئے اور مطلب دريافت كيا جناب ابوبكر نے جواب ديا كہ چونكہ جناب فاطمہ (ع) فدك كا دعوی كر رہی تھيں اور اس پر گواه بھی پيش كرديئےيں لہذا ميں نے فدك انہيں واپس كرديا ہے جناب عمر نے وه تحرير زہراء كے ہاتھ سے لی اور اس پر لعاب دہن ڈالا اور پھر اسے پھاڑ ڈالا_ جناب ابوبكر نے بھی جناب عمر كی تائيد كرتے ہوئے كہا كہ آپ علی (ع) كے علاوه كوئي اور آدمی گواه لے آئيں يا ايم ايمن كے علاوه كوئي دوسری عورت بھی گواہی دے جناب فاطمہ (ع) روتی ہوئي جناب ابوبكر كے گھر سے باہر چلے گئيں_
ايك اور روايت كی بناء پر جناب عمر اور عبدالرحمن نے گواہی دي

183

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فدك كى آمدنى كو مسلمانوں كے درميان تقسيم كرديتے تھے (1)_

ايك دن حضرت على (ع) جناب ابوبكر كے پاس گئے اور فرمايا كہ كيوں فدك كو جو جناب رسول خدا(ص) نے جناب فاطمہ (ع) كو دياتھا ان سے لے ليا ہے؟ آپ نے جواب دياانہيں اپنے دعوى پر گواہ لے آنے چاہئيں اور چونكہ ان كے گواہ ناقص تھے جو قبول نہيں كئے گئے_ حضرت على (ع) نے فرمايا اے ابوبكر، كيا تم ہمارے بارے ميں اس كے خلاف حكم كرتے ہو جو تمام مسلمانوں كے لئے ہوا كرتا ہے_ جناب ابوبكر نے كہا كہ نہيں_ حضرت على (ع) نے فرمايا كہ اب ميں تم سے سوال كرتا ہوں كہ اگر كچھ مال كسى كے ہاتھ ميں ہو اور ميں دعوى كروں كہ وہ ميرا مال ہے اور فيصلہ كرانے كے لئے جناب كے پاس آئيں تو آپ كس سے گواہ كا مطالبہ كريں گے؟ جناب ابوبكر نے كہا كہ آپ سے گواہ طلب كروں گا كيوں كہ مال كسى دوسرے كے تصرف ميں موجود ہے، آپ نے فرمايا پھر تم نے كيوں جناب فاطمہ (ع) سے گواہ لانے كا مطالبہ كيا ہے در انحاليكہ فدك آپ(ص) كى ملكيت اور تصرف ميں موجود ہے، جناب ابوبكر نے سوكت كے سوا كوئي چارہ نہ ديكھا ليكن جناب عمر نے كہايا على ايسى باتين چھوڑو (2)_

اگر انصاف سے ديكھا جائے تو اس فيصلے مين حق حضرت زہراء كے

----

1) احتجاج طبرسي، ج 1 ص 121، اور كشف الغمہ ج 2 ص 104_ اور شرح ابن ابى الحديد، ج 16 ص 274_

2) احتجاج طبرسي، ج 1 ص 121_ كشف الغمہ ج 2 ص 104_

184

ساتھ ہے كيونكہ فدك آپ كے قبضے ميں تھا اسى لئے تو حضرت على (ع) نے اپنے ايك خط ميں لكھا ہے_ جى ہاں دنيا كے اموال سے فدك ہمارے اختيار ميں تھا ليكن ايك جماعت نے اس پر بھى بخل كيا اور ايك دوسرا گروہ اس پر راضى تھا (1) _ قضاوت كے قواعد اور قانون كے لحاظ سے حضرت زہراء (ع) سے گواہوں كا مطالبہ نہيں كرنا چاہيئے تھا بلكہ دوسرى طرف جو ابوبكر تھے انہيں گواہ لانے چاہيئے تھے، ليكن جناب ابوبكر نے فيصلے كے اس مسلم قانون كى مخالفت كي، حضرت زہراء (ع) اس مبارزے ميں كامياب ہوگوئيں اور اپنى حقانيت كو مضبوط دليل و برہان اور منطق سے ثابت كرديا اور حضرت ابوبكر مجبور ہوگئے كہ وہ فدك كے واپس كردينے كا دستور بھى لكھ ديں يہ اور بات ہے كہ جناب عمر آپہنچے اور طاقت كى منطق كو ميدان ميں لائے اور لكھى ہوئي تحرير كو پھاڑ ديا اور گواہوں كے ناقص ہونے كا اس ميں بہانا بنايا_

پھر بھى استدلال

ايك دن جناب فاطمہ (ع) جناب ابوبكر كے پاس گئيں اور باپ كى وراثت كے متعلق بحث اور احتجاج كيا آپ نے فرمايا اے ابوبكر، ميرے باپ كا ارث مجھے كيوں نہيں ديتے ہو؟ جناب ابوبكر نے جواب ديا كہ پيغمبر(ص) ارث نہيں چھوڑتے_

----

1) نہج البلاغہ، ج 3 ص 45_

185

آپ نے فرمايا مگر خداوند عالم قرآن ميں نہيں فرماتا:

"و ورث سليمان داوٗد" (1)

كيا جناب سليمان جناب داوٗد كے وارث نہيں بنے؟ جناب ابوبكر غضبناك ہوئے اور كہا تم سے كہا كہ پيغمبر ميراث نہيں چھوڑتے ، جناب فاطمہ (ع) نے فرمايا كيا زكريا نبى نے خدا سے عرض نہيں كيا تھا_

"فہب لى من لدنك وَلياً يرثنى وَ يرث من آل يعقوب" (2)

جناب ابوبكر نے پھر بھى وہى جواب ديا كہ پيغمبر ارث نہيں چھوڑتے جناب فاطمہ (ع) نے فرمايا كيا خدا قرآن ميں نہيں فرماتا:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

"یوصیکم الله فی اولادکم للذکر حظ الانثیین" (3)
کیا میں رسول اللہ (ص) کی اولاد نہیں ہوں؟ چونکہ جناب ابوبکر حضرت زہراء (ع) کے محکم دلائل کا سامنا کر رہے تھے اور اس کے سوا اور کوئي چارہ نہ تھا کہ اسی سابقہ کلام کی تکرار کریں اور کہیں کہ کیا میں نے نہیں کہا کہ پیغمبر ارث نہیں چھوڑتے_
جناب ابوبکر نے اپنی روش اور غیر شرعی عمل کے لئے ایك حدیث نقل کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبر ارث نہیں چھوڑتے_ جناب عائشےہ اور حفصہ نے بھی
----

1) سورہ نحل آیت 16_
2) سورہ مریم آیت 6_
3) سورہ نساء آیت 11_

جناب ابوبکر کی اس حدیث کی تائید کردی ((ص))_
جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس مباحثے میں بھی حضرت زہراء (ع) غالب آئیں اور دلائي و برہان سے ثابت کردیا کہ وہ حدیث جس کا تم دعوی کر رہے ہو وہ صریح قرآنی نصوص کے خلاف ہے اور جو حدیث بھی قرآن کی صریح نص کے خلاف ہو وہ معتبر نہیں ہوا کرتی جناب ابوبکر مغلوب ہوئے اور آپ کے پاس اس کے سوا کوئي علاج نہ تھا کہ جناب فاطمہ (ع) کے جواب میں اسی سابقہ جواب کی تکرار کریں_
یہاں پر قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ یہی جناب عائشےہ جنہوں نے اس جگہ اپنے باپ کی بیان کردہ وضعی حدیث کی تائید کی ہے جناب عثمان کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس گئیں اور پیغمبر (ص) کی وراثت کا ادعا کیا_ جناب عثمان نے جواب دیا کیا تم نے گواہی نہیں دی تھی کہ پیغمبر(ص) نے فرمایا کہ ہم پیغمبر ارث نہیں چھوڑتے؟ اور اسی سے تم نے جناب فاطمہ (ع) کو وراثت سے محروم کردیا تھا، اب کیسے آپ خود رسول (ص) کی وراثت کا مطالبہ کر رہی ہیں (2)_

خلیفہ سے وضاحت کا مطالبہ
جناب زہراء (ع) پہلے مرحلہ میں کامیاب ہوئیں اور اپنی منطق اور برہان سے اپنے مد مقابل کو محکوم
----

1) کشف الغمہ، ج 2 س 104_
2) کشف الغمہ، ج 2 ص 105_

کردیا قرآن مجید کی آیات سے اپنی حقانیت کو ثابت کیا اور اپنے مد مقابل کو اپنے استدلال سے ناتواں بنادیا، آپ نے دیکھا کہ _ مد مقابل اپنی روش کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کے عمل کو بجالانے کے لئے حتی کہ حدیث بناکر پیش کرنے کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور دلیل و برہان کے مقابلے میں قوت اور طاقت کا سہارا ڈھونڈتا ہے_
آپ نے تعجب کیا اور کہا عجیب انہوں نے میرے شوہر کی خلافت پر قبضہ کرلیا ہے_ یہ آیات قرآن کے مقابل کیوں سر تسلیم خم نہیں کرتے؟ کیوں اسلام کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں؟ کیوں جناب ابوبکر تو مجھے تحریر لکھ کر دیتے ہیں لیکن جناب عمر اسے پھاڑ ڈالتے ہیں؟ اے میرے خدا یہ کسی قسم کی حکومت ہے اور یہ کسی قضاوت ہے؟ تعجب در تعجب: جناب ابوبکر رسول خدا(ص) کی جگہ بیٹھتے ہیں، لیکن حدیث از خود بناتے ہیں تا کہ میرے حق کو پائمال کریں؟ ایسے افراد دین اور قرآن کے حامی ہوسکتے ہیں؟ مجھے فدك اور غیر فدك سے دلچسپی نہیں لیکن اس قسم کے اعمال کو بھی تحمل نہیں کرسکتی بالکل چپ نہ رہوں گی اور مجھے چاہیئے کہ تما لوگوں کے سامنے خلیفہ سے وضاحت طلب کروں اور اپنی حقانیت کو ثابت کروں اور لوگوں کو بتلادوں کہ جس خلیفہ کا تم نے انتخاب کیا ہے اس میں صلاحیت نہیں کہ قرآن اور اسلام کے دستور پر عمل کرے اپنی مرضی سے جو کام چاہتا ہے انجام دیتا ہے_ جی ہاں مسجد جاؤں گی اور لوگوں کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سامنے تقرير كروں گي_
يہ خبر بجلى كى طرح مدينہ ميں پهيل گئي اور ايك بم كى طرح پورے شہر كو ہلاك ركھ ديا، فاطمہ (ع) جو كہ پيغمبر(ص) كى نشانى ہيں چاہتى ہيں كہ تقرير كريں؟ ليكن

188

كس موضوع پر تقرير ہوگي؟ اور خليفہ اس پر كيا رد عمل ظاہر كرے گا؟ چليں آپ كى تاريخى تقرير كو سنيں_
مہاجر اور انصار كى جمعيت كا مسجد ميں ہجوم ہوگيا، بنى ہاشم كى عورتيں جناب زہراء (ع) كے گھر گئيں اور اسلام كى بزرگ خاتون كو گھر سے باہر لائيں، بنى ہاشم كى عورتيں آپ كو گھيرے ميں لئے ہوئے تھيں، بہت عظمت اور جلال كے ساتھ آپ چليں، پيغمبر(ص) كى طرح قدم اٹھا رہى تھيں، جب مسجد ميں داخل ہوئيں تو پردہ آپ كے سامنے لٹكا دياگيا، باپ كى جدائي اور ناگوار حوادث نے جناب فاطمہ (ع) كو منقلب كرديا كہ آپ كے جگر سے آہ و نالہ بلند ہوا اور اس جلا دينے والى آواز نے مجمع پر بھى اثر كيا اور لوگ بلند آواز سے رونے لگے_
آپ تھوڑى دير كے لئے ساكت رہيں تا كہ لوگ آرام ميں آجائيں اس كے بعد آپ نے گفتگو شروع كي، اس كے بعد پھر ايك دفعہ لوگوں كے رونے كى آوازيں بلند ہوئيں آپ پھر خاموش ہوگئيں يہاں تك كہ لوگ اچھى طرح ساكت ہوگئے اس وقت آپ نے كلام كا آغاز كيا اور فرمايا:

جناب فاطمہ (ع) كى دہلا اور جلادينے والى تقرير
ميں خدا كى اس كى نعمتوں پر ستائشے اور حمد بجالاتى ہوں اور اس كى توفيقات پر شكر ادا كرتى ہوں اس كى بے شمار نعمتوں پر اس كى حمد و ثنا بجالاتى ہوں وہ نعمتيں كہ جن كى كوئي انتہانہيں اور نہيں ہوسكتا كہ

189

ان كى تلافى اور تدارك كيا جاسكے ان كى انتہا كاتصور كرنا ممكن نہيں، خدا ہم سے چاہتا ہے كہ ہم اس كى نعمتوں كو جانيں اور ان كا شكريہ ادا كريں تا كہ اللہ تعالى نعمتوں كو اور زيادہ كرے_ خدا ہم سے چاہتا ہے كہ ہم اس كى نعمتوں كو جانيں اور ان كا شكرہ ادا كريں تا كہ اللہ تعالى مقامى نعمتوں كو اور زيادہ كرے_ خدا نے ہم سے حمد و ثنا كو طلب كيا ہے تا كہ وہ اپنى نعمتوں كو ہمارے لئے زيادہ كرے_
ميں خدا كى توحيد اور يگانگى گواہى ديتى ہوں توحيد كا وہ كلمہ كہ اخلاص كو اس كى روح اور حقيقت قرار ديا گيا ہے اور دل ميں اس كى گواہى دے تا كہ اس سے نظر و فكر روشن ہو، وہ خدا كہ جس كو آنكھ كے ذريعے ديكھا نہيں جاسكتا اور زبان كے ذريعے اس كى وصف اور توصيف نہيں كى جاسكتى وہ كس طرح كا ہے يہ وہم نہيں آسكتا_ عالم كو عدم سے پيدا كيا ہے اور اس كے پيدا كرنے ميں وہ محتاج نہ تھا اپنى مشيئت كے مطابق خلق كيا ہے_ جہان كے پيا كرنے ميں اسے اپنے كسى فائدے كے حاصل كرنے كا قصد نہ تھا_ جہان كو پيدا كيا تا كہ اپنى حكمت اور علم كو ثابت كرے اور اپنى اطاعت كى ياد دہانى كرے، اور اپنى قدرت كا اظہار كرے، اور بندوں كو عبادت كے لئے برانگيختہ كرے، اور اپنى دعوت كو وسعت دے، اپنى اطاعت كے لئے جزاء مقرر كى اور نافرمانى كے لئے سزا معين فرمائي_ تا كہ اپنے بندوں كو عذاب سے نجات دے اور بہشت كى طرف لے جائے_
ميں گواہى ديتى ہوں كہ ميرے والد محمد(ص) اللہ كے رسول اور اس كے بندے ہيں، پيغمبرى كے لئے بھيجنے سے پہلے اللہ نے ان كو چنا اور قبل

190

اس كے كہ اسے پيدا كرے ان كا نام محمّد(ص) ركھا اور بعثت سے پہلے ان كا انتخاب اس وقت كيا جب كہ مخلوقات عالم غيب ميں پنہاں اور چھپى ہوئي تھى اور عدم كى سرحد سے ملى ہوئي تھي، چونكہ اللہ تعالى ہر شئي كے مستقبل سے باخبر ہے اور حوادث دہر سے مطلع ہے اور ان كے مقدرات كے موارد اور مواقع سے آگاہ ہے ، خدا نے محمّد(ص) كو مبعوث كيا تا كہ اپنے امر كو آخر تك پہنچائے اور اپنے حكم كو جارى كردے، اور اپنے مقصد كو عملى قرار دے_ لوگ دين ميں تفرق تھے اور كفر و جہالت كى آگ ميں جل رہے تھے، بتوں كى پرستش كرتے تھے اور خداوند عالم كے دستورات كى طرف توجہ نہيں كرتے تھے_
پس حضرت محمّد(ص) كے وجود مبارك سے تاريكياں چھٹ گئيں اور جہالت اور نادانى دلوں سے دور ہوگئي، سرگردانى

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور تحیر کے پردے آنکھوں سے ہٹا دیئے گئے میرے باپ لوگوں کی ہدایت کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کو گمراہی سے نجات دلائي اور نابینا کو بینا کیا اور دین اسلام کی طرف راہنمائي فرمائي اور سیدھے راستے کی طرف دعوت دي، اس وقت خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کی مہربانی اور اس کے اختیار اور رغبت سے اس کی روح قبض فرمائي_ اب میرے باپ اس دنیا کی سختیوں سے آرام میں ہیں اور آخرت کے عالم میں اللہ تعالی کے فرشتوں اور پروردگار کی رضایت کے ساتھ اللہ تعالی کے قرب میں زندگی بسر کر رہے ہیں، امین اور وحی کے لئے چنے ہوئے پیغمبر پر درود ہو_
آپ نے اس کے بعد مجمع کو خطاب کیا اور فرمایا لوگو تم اللہ تعالی

کے امر اور نہی کے نمائندے اور نبوت کے دین اور علوم کے حامل تمہیں اپنے اوپر امین ہونا چاہیئےم ہو جن کو باقی اقوام تك دین کی تبلیغ کرنی ہے تم میں پیغمبر(ص) کا حقیقی جانشین موجود ہے اللہ تعالی نے تم سے پہلے عہد و پیمان اور چمکنے والانور ہے اس کی چشم بصیرت روشن اور رتبے کے آرزومند ہیں اس کی پیروی کرنا انسان کو بہشت رضوان کی طرف ہدایت کرتا ہے اس کی باتوں کو سننا نجات کا سبب ہوتا ہے اس کے وجود کی برکت سے اللہ تعالی کے نورانی دلائل اور حجت کو دریافت کیا جاسکتا ہے اس کے وسیلے سے واجبات و محرمات اور مستحبات و مباح اور شریعت کے قوانین کو حاصل کیا جاسکتا ہے_
اللہ تعالی نے ایمان کو شرك سے پاك ہونے کا وسیلہ قرار دیا ہے___ اللہ نے نماز واجب کی تا کہ تکبر سے روکاجائے_ زکوة کو وسعت رزق اور تہذیب نفس کے لئے واجب قرار دیا_ روزے کو بندے کے اخلاص کے اثبات کے لئے واجب کیا_ حج کو واجب کرنے سے دین کی بنیاد کو استوار کیا، عدالت کو زندگی کے نظم اور دلوں کی نزدیکی کے لئے ضروری قرار دیا، اہلبیت کی اطاعت کو ملت اسلامی کے نظم کے لئے واجب قرار دیا اور امامت کے ذریعے اختلاف و افتراق کا سد باب کیا_ امر بالمعروف کو عمومی مصلحت کے ماتحت واجب قرار دیا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کو ان کے غضب سے مانع قرار دیا، اجل کے موخر ہونے اور نفوس کی زیادتی کے لئے صلہ رحمی کا دستور دیا_

قتل نفس کو روکنے کے لئے قصاص کو واجب قرار دیا_ نذر کے پورا کرنے کو گناہوں گا آمرزش کا سبب بنایا_ پلیدی سے محفوظ رہنے کی غرض سے شراب خوری پر پابندی لگائي، بہتان اور زنا کی نسبت دینے کی لغت سے روکا، چوری نہ کرنے کو پاکی اور عفت کا سبب بتایا_ اللہ تعالی کے ساتھ شرك، کو اخلاص کے ماتحت ممنوع قرار دیا_
لوگو تقوی اور پرہیزگاری کو اپناؤ اور اسلام کی حفاظت کرو اور اللہ تعالی کے اوامر و نواحی کی اطاعت کرو، صرف علماء اور دانشمندی خدا سے ڈرتے ہیں_
اس کے بعد آپ نے فرمایا، لوگو میرے باپ محمد(ص) تھے اب میں تمہیں ابتداء سے آخر تك کے واقعات اور امور سے آگاہ کرتی ہوں تمہیں علم ہونا چاہیئےہ میں جھوٹ نہیں بولتی اور گناہ کا ارتکاب نہیں کرتي_
لوگو اللہ تعالی نے تمہارے لئے پیغمبر(ص) جو تم میں سے تھا بھیجا ہے تمہاری تکلیف سے اسے تکلیف ہوتی تھی اور وہ تم سے محبت کرتے تھے اور مومنین کے حق میں مہربان اور دل سوز تھے_
لوگو وہ پیغمبر میرے باپ تھے نہ تمہاری عورت کے باپ، میرے شوہر کے چچازاد بھائي تھے نہ تمہارے مردوں کے بھائي، کتنی عمدہ محمّد(ص) سے نسبت ہے_ جناب محمد(ص) نے اپنی رسالت کو انجام دیا اور مشرکوں کی راہ و روش پر حملہ آور ہوئے اور ان کی پشت پر سخت ضرب وارد کی ان کا گلا پکڑا اور دانائي اور نصیحت سے خدا کی طرف دعوت دي، بتوں کو توڑا اور ان کے سروں کو سرنگوں کیا کفار نے شکست کھائي اور شکست کھا کر

بھاگے تاریکیاں دور ہوگئیں اور حق واضح ہوگیا، دین کے رہبر کی زبان گویا ہوئي اور شیاطین خاموش ہوگئے، نفاق کے پیروکار ہلاك ہوئے کفر اور اختلاف کے رشتے ٹوٹ گئے گروہ اہلبیت کی وجہ سے شہادت کا کلمہ جاری کیا، جب کہ تم دوزخ کے کنارے کھڑے تھے اور وہ ظالموں کا تر اور لذیذ لقمہ بن چکے تھے اور آگ کی تلاش کرنے والوں کے لئے مناسب شعلہ تھے_ تم قبائل کے پاؤں کے نیچے ذلیل تھے گندا پانی پیتے تھے اور حیوانات کے چمڑوں اور درختوں کے پتوں سے غذا کھاتے تھے دوسروں کے ہمیشہ ذلیل و خوار تھے اور اردگرد کے قبائل سے خوف و ہراس میں زندگی بسر

کرتے تھے_
ان تمام بدبختیوں کے بعد خدا نے محمد(ص) کے وجود کی برکت سے تمہیں نجات دی حالانکہ میرے باپ کو عربوں میں سے بہادر اور عرب کے بھیڑیوں اور اہل کتاب کے سرکشوں سے واسطہ تھا لیکن جتنا وہ جنگ کی آگ کو بھڑکاتے تھے خدا سے خاموش کردیتا تھا، جب کوئي شیاطین میں سے سر اٹھاتا یا مشرکوں میں سے کوئي بھی کھولتا تو محمد(ص) اپنے بھائي علی (ع) کو ان کے گلے میں اتار دیتے اور حضرت علی (ع) ان کے سر اور مغز کو اپنی طاقت سے پائمال کردیتے اور جب تك ان کی روشن کی ہوئي آگ کو اپنی تلوار سے خاموش نہ کردیتے جنگ کے میدان سے واپس نہ لوٹتے اللہ کی رضا کے لئے ان تمام سختیوں کا تحمل کرتے تھے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے تھے، اللہ کے رسول کے نزدیك تھے_ علی (ع) خدا دوست تھے، ہمیشہ جہاد کے لئے آمادہ تھے، وہ تبلیغ اور جہاد کرتے تھے اور تم اس حالت میں آرام اور خوشی میں خوش و خرم زندگی گزار

رہے تھے اور کسی خبر کے منتظر اور فرصت میں رہتے تھے دشمن کے ساتھ لڑائي لڑنے سے ا جتناب کرتے تھے اور جنگ کے وقت فرار کرجاتے تھے_
جب خدا نے اپنے پیغمبر کو دوسرے پیغمبروں کی جگہ کی طرف منتقل کیا تو تمہارے اندرونی کینے اور دوروئي ظاہر ہوگئي دین کا لباس کہنہ ہوگیا اور گمراہ لوگ باتیں کرنے لگے، پست لوگوں نے سر اٹھایا اور باطل کا اونٹ آواز دیتے لگا اور اپنی دم ہلانے لگا اور شیطان نے اپنا سرکمین گاہ سے باہر نکالا اور تمہیں اس نے اپنی طرف دعوت دی اور تم نے بغیر سوچے اس کی دعوت قبول کرلی اور اس کا احترام کیا تمہیں اس نے ابھارا اور تم حرکت میں آگئے اس نے تمہیں غضبناك ہونے کا حکم دیا اور تم غضبناك ہوگئے_
لوگو وہ اونٹ جو تم میں سے نہیں تھا تم نے اسے با علامت بناکر اس جگہ بیٹھایا جو اس کی جگہ نہیں تھي، حالانکہ ابھی پیغمبر(ص) کی موت کو زیادہ وقت نہیں گزرا ہے ابھی تك ہمارے دل کے زخم بھرے نہیں تھے اور نہ شگاف پر ہوئے تھے، ابھی پیغمبر(ص) کو دفن بھی نہیں کیا تھا کہ تم نے فتنے کے خوف کے بہانے سے خلافت پر قبضہ کرلیا، لیکن خبردار رہو کہ تم فتنے میں داخل ہوچکے ہو اور دوزخ نے کافروں کا احاطہ کر رکھا ہے_ افسوس تمہیں کیا ہوگیا ہے اور کہاں چلے جارہے ہو؟ حالانکہ اللہ کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے اور اس کے احکام واضح اور اس کے اوامر و نواہی ظاہر ہیں تم نے قرآن کی مخالفت کی اور اسے پس پشت ڈال دیا، کیا تمہارا ارادہ ہے کہ قرآن سے اعراض اور روگردانی

کرلو؟ یا قرآن کے علاوہ کسی اور ذریعے سے قضاوت اور فیصلے کرنا چاہتے تو؟ لیکن تم کو علم ہونا چاہیئے کہ جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو اختیار کرے گا وہ قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا، اتنا صبر بھی نہ کرسکے کہ وہ فتنے کی آگ کو خاموش کرے اور اس کی قیادت آسان ہوجائے بلکہ آگ کو تم نے روشن کیا اور شیطان کی دعوت کو قبول کرلیا اور دین کے چراغ اور سنت رسول خدا(ص) کے خاموش کرنے میں مشغول ہوگئے ہو_ کام کو الٹا ظاہر کرتے ہو اور پیغمبر(ص) کے اہلبیت کے ساتھ مکر و فریب کرتے ہو، تمہارے کام اس چھری کے زخم اور نیزے کے زخم کی مانند ہیں جو پیٹ کے اندر واقع ہوئے ہوں_
کیا تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ ہم پیغمبر(ص) سے میراث نہیں لے سکتے، کیا تم جاہلیت کے قوانین کی طرف لوٹنا چاہتے ہو ؟ حالانکہ اسلام کے قانون تمام قوانین سے بہتر ہیں، کیا تمہیں علم نہیں کہ میں رسول خدا(ص) کی بیٹی ہوں کیوں نہیں جانتے ہو اور تمہارے سامنے آفتاب کی طرح یہ روشن ہے_ مسلمانوں کیا یہ درست ہے کہ میں اپنے باپ کی میراث سے محروم ہوجاؤں؟ اے ابوبکر آیا خدا کی کتاب میں تو لکھا ہے کہ تم اپنے باپ سے میراث لو اور میں اپنے باپ کی میراث سے محروم رہوں؟ کیا خدا قرآن میں نہیں کہتا کہ سلیمان داود کے وارث ہوئے_
"ورث سلیمان داؤد"
کیا قرآن میں یحیی علیہ السلام کا قول نقل نہیں ہوا کہ خدا سے انہوں نے عرض کی پروردگار مجھے فرزند عنایت فرما تا کہ وہ میرا وارث

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قرار پائے او آل يعقوب كا بھی وارث ہو_
كيا خدا قرآن ميں نہيں فرماتا كہ بعض رشتہ دار بعض دوسروں كے وارث ہوتے ہيں؟ كيا خدا قرآن ميں نہيں فرماتا كہ اللہ نے حكم ديا كہ لڑكے، لڑكيوں سے دوگنا ارث ليں؟ كيا خدا قرآن ميں نہيں فرماتا كہ تم پر مقرر كرديا كہ جب تمہارا كوئي موت كے نزديك ہو تو وہ ماں، باپ اور رشتہ داروں كے لئے وصيت كرے كيونكہ پرہيزگاروں كے لئے ايسا كرنا عدالت كا مقتضى ہے_
كيا تم گمان كرتے ہو كہ ميں باپ سے نسبت نہيں ركھتي؟ كيا ارث والى آيات تمہارے لئے مخصوص ہيں اور ميرے والد ان سے خارج ہيں يا اس دليل سے مجھے ميراث سے محروم كرتے ہو جو دو مذہب كے ايك دوسرے سے ميراث نہيں لے سكتے؟ كيا ميں اور ميرا باپ ايك دين پر نہ تھے؟ آيا تم ميرے باپ اور ميرے چچازاد على (ع) سے قرآن كو بہتر سمجھتے ہو؟
اے ابوبكر فدك اور خلافت تسليم شدہ تمہيں مبارك ہو، ليكن قيامت كے دن تم سے ملاقات كروں گى كہ جب حكم اور قضاوت كرنا خدا كے ہاتھ ميں ہوگا اور محمد(ص) بہترين پيشوا ہيں_
اے قحافہ كے بيٹھے، ميرا تيرے ساتھ وعدہ قيامت كا دن ہے كہ جس دن بيہودہ لوگوں كا نقصان واضح ہوجائے گا اور پھر پشيمان ہونا فائدہ نہ دے گا بہت جلد اللہ تعالى كے عذاب كو ديكھ لوگے آپ اس كے بعد انصار كى طرف متوجہ ہوئيں اور فرمايا:
اے ملت كے مددگار جوانو اور اسلام كى مدد كرنے والو كيوں حق

كے ثابت كرنے ميں سستى كر رہے ہو اور جو ظلم مجھ پر ہوا ہے اس سے خواب غفلت ميں ہو؟ كيا ميرے والد نے نہيں فرمايا كہ كسى كا احترام اس كى اولاد ميں بھى محفوظ ہوتا ہے يعنى اس كے احترام كى وجہ سے اس كى اولاد كا احترام كيا كرو؟ كتنا جلدى فتنہ برپا كيا ہے تم نے؟ اور كتنى جلدى ہوى اور ہوس ميں مبتلا ہوگئے ہو؟ تم اس ظلم كے ہٹانے ميں جو مجھ پر ہوا ہے قدرت ركھتے ہو اور ميرے مدعا اور خواستہ كے برلانے پر طاقت ركھتے ہو_ كيا كہتے ہو كہ محمد(ص) مرگئے؟ جى ہاں ليكن يہ ايك بہت بڑى مصيبت ہے كہ ہر روز اس كا شگاف بڑھ رہا ہے اور اس كا خلل زيادہ ہو رہا ہے_ آنجناب(ص) كى غيبت سے زمين تاريك ہوگئي ہے سورج اور چاند بے رونق ہوگئے ہيں آپ كى مصيبت پر ستارے تتربتر ہوگئے ہيں، اميديں ٹوٹ گئيں، پہاڑ متزلزل اور ريزہ ريزہ ہوگئے ہيں پيغمبر(ص) كے احترام كى رعايت نہيں كى گئي، قسم خدا كى يہ ايك بہت بڑى مصيبت تھى كہ جس كى مثال ابھى تگ ديكھى نہيں گئي اللہ كى كتاب جو صبح اور شام كو پڑھى جا رہى ہے آپ كى اس مصيبت كى خبر ديتى ہے كہ پيغمبر(ص) بھى عام لوگوں كى طرح مريں گے، قرآن ميں ارشاد ہوتا ہے كہ محمد(ص) بھى گزشتہ پيغمبروں كى طرح ہيں، اگر آپ(ص) مرے يا قتل كئے گئے تو تم دين سے پھر جاوگے، جو بھى دين سے خارج ہوگا وہ اللہ پر كوئي نقصان وارد نہيں كرتا خدا شكر ادا كرنے والوں كو جزا عنايت كرتا ہے (1)_
اے فرزندان قبلہ: آيا يہ مناسب ہے كہ ميں باپ كى ميراث سے محروم

----

1) سورہ آل عمران_

رہوں جب كہ تم يہ ديكھ رہے ہو اور سن رہے ہو اور يہاں موجود ہو ميرى پكار تم تك پہنچ چكى ہے اور تمام واقعہ سے مطلع ہو، تمہارى تعداد زيادہ ہے اور تم طاقت ور اور اسلحہ بدست ہو، ميرے استغاثہ كى آواز تم تك پہنچتى ہے ليكن تم اس پر لبيك نہيں كہتے ميرى فرياد كو سنتے ہو ليكن ميرى فرياد رسى نہيں كرتے تم بہادرى ميں معروف اور نيكى اور خير سے موصوف ہو، خود نخبہ ہو اور نخبہ كى اولاد ہو تم ہم اہلبيت كے لئے منتخب ہوئے ہو، عربوں كے ساتھ تم نے جنگيں كيں سختيوں كو برداشت كيا، قبائل سے لڑے ہو، بہادروں سے پنجہ آزمائي كى ہے جب ہم اٹھ كھڑے ہوتے تھے تم بھى اٹھ كھڑے ہوتے تھے ہم حكم ديتے تھے تم اطاعت كرتے تھے اسلام نے رونق پائي اور غنائم زيادہ ہوئے اور مشركين تسليم ہوگئے اور ان كا جھوٹا وقار اور جوش ختم ہوگيا اور دين كا نظام مستحكم ہوگيا_
اے انصار متحير ہوكر كہاں جارہے ہو؟ حقائق كے معلوم ہو جانے كے بعد انہيں كيوں چھپاتے ہو؟ كيوں ايمان لے آنے كے بعد مشرك ہوئے ہو؟ برا حال ہو ان لوگوں كا جنہوں نے اپنے ايمان اور عہد اور پيمان كو توڑا ڈالا ہو اور ارادہ كيا ہو كہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

رسول خدا(ص) کو شہر _ بدر کریں اور ان سے جنگ کا آغاز کریں کیا منافقین سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ تمہیں تو صرف خدا سے ڈرنا چاہیئے تھا_ لوگو میں گویا دیکھ رہی کہ تم پستی کی طرف جارہے ہو، اس آدمی کو جو حکومت کرنے کا اہل ہے اسے دور ہٹا رہے ہو اور تم گوشہ میں بیٹھ کر عیش اور نوش

میں مشغول ہوگئے ہو زندگی اور جہاد کے وسیع میدان سے فرار کر کے راحت طلبی کے چھوٹے محیط میں چلے گئے ہو، جو کچھ تمہارے اندر تھا اسے تم نے ظاہر کردیا ہے اور جو کچھ پی چکے تھے اسے اگل دیا ہے لیکن آگاہ رہو اگر تم اور تمام روئے زمین کے لوگ کافر ہوجائیں تو خدا تمہارا محتاج نہیں ہے_
اے لوگو جو کچھ مجھے کہنا چاہیئے تھا میں نے کہہ دیا ہے حالانکہ میں جانتی ہوں کہ تم میری مدد نہیں کروگے_ تمہارے منصوبے مجھ سے مخفی نہیں، لیکن کیا کروں دل میں ایك درد تھا کہ جس کو میں نے بہت ناراحتی کے باوجود ظاہر کردیا ہے تا کہ تم پر حجت تمام ہوجائے_ اب فدك اور خلافت کو خوب مضبوطی سے پکڑے رکھو لیکن تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اس میں مشکلات اور دشواریاں موجود ہیں اور اس کا ننگ و عار ہمیشہ کے لئے تمہارے دامن پہ باقی رہ جائے گا، اللہ تعالی کا خشم اور غصہ اس پر مزید ہوگا اور اس کی جزا جہنم کی آگ ہوگی اللہ تعالی تمہارے کردار سے آگاہ ہے، بہت جلد ستم گار اپنے اعمال کے نتائج دیکھ لیں گے_ لوگو میں تمہارے اس نبی کی بیٹی ہوں کہ جو تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتا تھا_ جو کچھ کرسکتے ہو اسے انجام دو ہم بھی تم سے انتقام لیں گے تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں(1)_

----

1) احتجاج طبرسي، طبع نجف 1386 ھ ج 1 131_141 _ شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 211_ کتاب بلاغات النسائ، تالیف احمد بن طاہر، متولد 204 ہجری ص 12_ کشف الغمہ، ج 2 ص 106_

خلیفہ کا ردّ عمل

حضرت زہرا (ع) نے اپنے آتشین بیان کو ہزاروں کے مجمع میں جناب ابوبکر کے سامنے کمال شجاعت سے بیان کیا اور اپنی مدلل اور مضبوط تقریر میں جناب ابوبکر سے فدك لینے کی وضاحت طلب کی اور ان کے ناجائز قبضے کو ظاہر کیا اور جو حقیقی خلیفہ تھے ان کے کمالات اور فضائل کو بیان فرمایا_
لوگ بہت سخت پریشان ہوئے اور اکثر لوگوں کے افکار جناب زہراء (ع) کے حق میں ہوگئے_ جناب ابوبکر بہت کشمکش__ _ میں گھر گئے تھے، اگر وہ عام لوگوں کے افکار کے مطابق فیصلہ دیں اور فدك جناب زہراء (ع) کو واپس لوٹا یں تو ان کے لئے دو مشکلیں تھیں_
ایك: انہوں نے سوچاگہ اگر حضرت زہراء (ع) اس معاملے میں کامیاب ہوگئیں اور ان کی بات تسلیم کرلی گئي تو "انہیں اس کا ڈر ہوا کہ" کل پھر آئیں گی اور خلافت اپنے شوہر کو دے دینے کا مطالبہ کریں گی اور پھر پر جوش تقریر سے اس کا آغاز کریں گے_
ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ میں نے علی بن فاروقی سے جو مدرسہ غربیہ بغداد کے استاد تھے عرض کی آیا جناب فاطمہ (ع) اپنے دعوے میں سچی تھیں یا نہ، انہوں نے کہا کہ اس کے باوجود کہ جناب ابوبکر انہیں سچا جانتے تھے ان کو فدك واپس کیوں نہ کیا؟ استاد ہنسے اور ایك عمدہ جواب دیا اور کہا اگر اس دن فدك فاطمہ (ع) کو واپس کردیتے تو دوسرے دن وہ واپس آتیں اور خلافت کا اپنے شوہر کے لئے مطالبہ کردیتیں اور جناب ابوبکر

کو خلافت کے مقام سے معزول قرار دے دیتیں کیونکہ جب پہلے سچی قرار پاگئیں تو اب ان کے لئے کوئي عذر پیش کرنا ممکن نہ رہتا(1)_
دوسرے: اگر جناب ابوبکر جناب فاطمہ (ع) کی تصدیق کردیتے تو انہیں اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا اس طرح سے خلافت کے آغاز میں ہی اعتراض کرنے والوں کا دروازہ کھل جاتا اور اس قسم کا خطرہ حکومت اور خلافت کے لئے قابل

تحمل نہيں ہوا كرتا_
بہرحال جناب ابوبكر اس وقت ايسے نظر نہيں آرہے تھے كہ وہ اتنى جلدى ميدان چھوڑ جائيں گے البتہ انہوں نے اس قسم كے واقعات كے رونما ہونے كى پہلے سے پيشين گوئي كر ركھى تھى آپ نے سوچا اس وقت جب كہ موجودہ حالات ميں ملت كے عمومى افكار كو جناب زہراء (ع) نے اپنى تقرى سے مسخر كرليا ہے يہ مصلحت نہيں كہ اس كے ساتھ سختى سے پيش آيا جائے ليكن اس كے باوجود اس كا جواب ديا جانا چاہيئے اور عمومى افكار كو ٹھنڈا كيا جائے، بس كتنا___ اچھا ہے كہ وہى سابقہ پروگرام دھرايا جائے اور عوام كو غفلت ميں ركھا جائے اور دين اور قوانين كے اجراء كے نام سے جناب فاطمہ (ع) كو چپ كرايا جائے اور اپنى تقصير كو ثابت كيا جائے، جناب ابوبكر نے سوچا كہ دين كى حمايت اور ظاہرى دين سے دلسوزى كے اظہار سے لوگوں كے دلوں كو مسخر كيا جاسكتا ہے اور اس كے ذريعے ہر چيز كو يہاں تك كہ خود دين كو بھى نظرانداز كرايا جاسكتا ہے_ جى ہاں دين سے ہمدردى كے مظاہرے سے دين كے ساتھ دنيا ميں مقابلہ كيا جاتا ہے_

----

1) شرح ابن ابى الحديد، ج 16 ص 284_

جناب ابوبكر كا جواب

رسول اللہ (ص) كى بيٹى كے قوى اور منطقى اور مدلل دلائل كے مقابلے ميں جناب ابوبكر نے ايك خاص رويہ اختيار كيا اور كہا كہ اے رسول خدا(ص) كى دختر آپ كے باپ مومنين پر مہربان اور رحيم اور بلاشك محمّد(ص) آپ كے باپ ہيں اور كسى عورت كے باپ نہيں اور آپ كے شوہر كے بھائي ہيں اور على (ع) كو تمام لوگوں پر ترجيح ديا كرتے تھے، جو شخص آپ كو دوست ركھے گا وہى نجات پائے گا اور جو شخص آپ سے دشمنى كرے گا وہ خسارے ميں رہے گا، آپ پيغمبر(ص) كى عترت ہيں، آپ نے ہميں خير و صلاح اور بہشت كى طرف ہدايت كى ہے، اے عورتوں ميں سے بہترين عورت اور بہتر پيغمبر(ص) كى دختر، آپ كى عظمت اور آپ كى صداقت اور فضيلت اور عقل كسى پر مخفى نہيں ہے_ كسى كو حق نہيں پہنچتا كہ وہ آپ كو آپ كے حق سے محروم كرے، ليكن خدا كى قسم ميں رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ و سلم كے فرمان سے تجاوز نہيں كرتا جو كام بھى انجام ديتا ہوں آپ كے والد كى اجازت سے انجام ديتا ہوں قافلہ كا سردار تو قافلے سے جھوٹ نہيں بولتا خدا كى قسم ميں نے آپ كے والد سے سنا ہے كہ فرما رہے تھے كہ ہم پيغمبر(ص) سوائے علم و دانش اور نبوت كے گھر اور جائيدار و وراثت ميں نہيں چھوڑتے جو مال ہمارا باقى رہ جائے وہ مسلمانوں كے خليفہ كے اختيار ميں ہوگا، ميں فدك كى آمدنى سے اسلحہ خريدتا ہوں اور كفار سے جنگ كرونگا، مبادا آپ كو خيال ہو كہ ميں نے تنہا فدك پر قبضہ كيا ہے بلكہ اس اقدام ميں تمام مسلمان ميرے

موافق اور شريك ہيں، البتہ ميرا ذاتى مال آپ كے اختيار ميں ہے جتنا چاہيں لے ليں مجھے كوئي اعتراض نہيں، كيا يہ ہوسكتا ہے كہ ميں آپ كے والد كے دستورات كى مخالفت كروں؟

جناب فاطمہ (ع) كاجواب
جناب فاطمہ (ع) نے جناب ابوبكر كى اس تقرير كا جواب ديا_ سبحان اللہ، ميرے باپ قرآن مجيد سے روگردانى نہيں كرسكتے اور اسلام كے احكام كى مخالفت نہيں كرتے كيا تم نے اجماع كرليا ہے كہ خلاف واقع عمل كرو اور پھر اسے ميرے باپ كى طرف نسبت دو؟ تمہارا يہ كام اس كام سے ملتا جلتا ہے جو تم نے ميرے والد كى زندگى ميں انجام ديا_ كيا خدا نے جناب زكريا كا قول قرآن ميں نقل نہيں كيا جو خدا سے عرض كر رہے تھے،
فہب لى يرثنى و يرث من آل يعقوب (1)_
خدايا مجھے ايسا فرزند دے جو ميرا وارث ہو اور آل يعقوب كا وارث ہو_ كيا قرآن ميں يہ نہيں ہے_
ورث سليمان داؤد (2)_
سليمان داؤد كے وارث ہوئے_ كيا قرآن ميں وراثت كے احكام موجود نہيں ہيں؟ كيوں نہيں، يہ تمام مطالب قرآن ميں موجود ہيں اور تمہيں بھى اس

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----

1) سورہ مریم آیت6_
2) سورہ نمل آیت 16_

204
کی اطلاع ہے لیکن تمہارا ارادہ عمل نہ کرنے کا ہے اور میرے لئے بھی سوائے صبر کے اور کوئي چارہ نہیں_
جناب ابوبکر نے اس کا جواب دیا کہ خدا رسول (ص) اور تم سچ کہتی ہو، لیکن یہ تمام مسلمان میرے اور اپ کے درمیان فیصلہ کریں گے کیونکہ انہوں نے مجھے خلافت کی کرسی پر بٹھایا ہے اور میں نے ان کی رائے پر فدك لیا ہے (1)_
جناب ابوبکر نے ظاہرسازی اور عوام کو خوش کرنے والی تقریر کر کے ایك حد تك عوام کے احساسات اور افکار کو ٹھنڈا کردیا اور عمومی افکار کو اپنی طررف متوجہ کرلیا_

جناب خلیفہ کا ردّ عمل
مجلس در ہم برہم ہوگئي لیکن پھر بھی اس مطلب کی سر و صدا خاموش نہ ہوئي اور اصحاب کے درمیان جناب زہراء (ع) کی تقریر کے موضوع پر گفتگو شروع ہوگئي اور اس حد تك یہ مطلب موضوع بحث ہوگیا کہ جناب ابوبکر مجبور ہوگئے کہ ملت سے تہدید اور تطمیع سے پیش آئیں_
لکھا ہے کہ جناب زہراء (ع) کی تقریر نے مدینہ کو جو سلطنت اسلامی کا دارالخلافۃ تك منقلب کردیا_ لوگوں کے اعتراض اور گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں لوگ اتنا روئے کہ اس سے پہلے اتنا کبھی نہ روئے تھے_
----

1) احتجاج طبرسي، ج 1 ص 141_

205
جناب ابوبکر نے جناب عمر سے کہا تم نے فدك فاطمہ (ع) کو دے دینے سے مجھے کیوں روکا اور مجھے اس قسم کی مشکل میں ڈال دیا؟ اب بھی اچھا ہے کہ ہم فدك کو واپس کردیں اور اپنے آپ کو پریشانی میں نہ ڈالیں_
جناب عمر نے جواب دیا _ فدك کے واپس کردینے میں مصلحت نہیں اور یہ تم جان لو کہ میں تیرا خیرخواہ اور ہمدرد ہوں_
جناب ابوبکر نے کہا کہ لوگوں کے احساسات جو ابھرچکے ہیں ان سے کیسے نپٹا جائے انہوں نے جواب دیا کہ یہ احساسات وقتی اور عارضی ہیں اور یہ بادل کے ٹکڑے کے مانند ہیں_ تم نماز پڑھو، زکوۃ دو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو، مسلمانوں کے بیت المال میں اضافہ کرو اور صلہ رحمی بجالاؤ تا کہ خدا تیرے گناہوں کو معاف کردے، اس واسطے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے، نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں_ حضرت ابوبکر نے اپنا ہاتھ جناب عمر کے کندھے پر رکھا اور کہا شاباش تم نے کتنی مشکل کو حل کردیا ہے_
اس کے بعد انہوں نے لوگوں کو مسجد میں بلایا اور ممبر پر جاکر اللہ تعالی کی حمد و ثنا کے بعد کہا، لوگو یہ آوازیں اور کام کیا ہیں ہر کہنے والا آرزو رکھتا ہے، یہ خواہشیں رسول(ص) کے زمانے میں کب تھیں؟ جس نے سنا ہو کہے اس طرح نہیں ہے بلکہ یہ اس کا مطالبہ اس لومڑی جیسے ہے کہ جس کی گواہ اس کی دم تھي_
اگر میں کہنا چاہوں تو کہہ سکتا ہوں اور اگر کہوں تو بہت اسرار واضح کردوں، لیکن جب تك انہیں مجھ سے کوئي کام نہیں میں ساکت رہوں گا، اب لڑی سے مدد لے رہے ہیں اور عورتوں کو ابھار رہے ہیں_

206
اے رسول خدا(ص) کے اصحاب مجھے بعض نادانوں کی داستان پہنچی ہے حالانکہ تم اس کے سزاوار ہو کہ رسول خدا(ص) کے دستور کی پیروی کرو تم نے رسول(ص) کو جگہ دی تھی اور مدد کی تھی اسی لئے سزاوار ہے کہ تم رسول خدا(ص) کے دستور سے انحراف نہ کرو_ اس کے باوجود کل آنا اور اپنے وظائف اور حقوق لے جانا اور جان لو کہ میں کسی کے راز کو فاش نہیں کروں گا اور ہاتھ اور زبان سے کسی کو اذیت نہیں دوں گا مگر اسے جو سزا کا مستحق ہوگا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

_(1)

جناب ام سلمہ(ع) كی حمايت
اس وقت جناب امّ سلمہ (ع) نے اپنا سر گھر سے باہر نكالا اور كہا اے ابوبكر، آيا يہ گفتگو اس عورت كے متعلق كر رہے ہو جسے فاطمہ (ع) كہتے ہيں اور جو انسانوں كی شكل ميں حور ہے، اس نے پيغمبر(ص) كے دامن ميں پرورش پائي اور فرشتوں سے مصافحہ كرتی تھي، اور پاكيزہ گود ميں پرورش پائي ہے اور بہترين ماحول ميں ہوش سنبھالا ہے_ آيا گمان كرتے ہو كہ رسول خدا(ص) نے جناب فاطمہ (ع) كو ارث سے محروم كيا ہے، ليكن خود اس كو نہيں بتلايا؟ حالانكہ خدا پيغمبر(ص) كو حكم ديتا ہے كہ اپنے رشتہ داروں كو انذاز كرو اور ڈراؤ يا تم احتمال ديتے ہو كہ پيغمبر(ص) نے تو اسے بتلايا ہو ليكن وہ اس كے باوجود وراثت كا مطالبہ كر رہی ہو، حالانكہ وہ عالم كی عورتوں سے بہترہے اور بہترين جوانوں كی ماں ہے

------

1) دلائل الامامہ، ص 38_

اور جناب مريم كے ہم پايہ ہے اور اس كا باپ خاتم پيغمبران ہے، خدا كی قسم رسول خدا(ص) فاطمہ (ع) كی گرمی اور سردی سے حفاظت كيا كرتے تھے اور سوتے وقت اپنا داياں ہاتھ فاطمہ (ع) كے نيچے اور باياں ہاتھ اس كے جسم پر ركھتے كرتے تھے، ذرا نرم ہوجاؤ اور آہستہ رونيؤ، ابھی تو رسول خدا(ص) تمہاری آنكھوں كے سامنے ہيں اور جلد ہی تم خدا كے حضور وارد ہوگے اور اپنے كئے كا نتيجہ ديكھو گے_ جناب امّ سلمہ نے جناب فاطمہ (ع) كی حمايت كی ليكن انہيں ايك سال تك حقوق سے محروم كرديا گيا (1)_

قطع كلامي
جناب زہراء (ع) نے ارادہ كرليا كہ اس كے باوجود بھی اپنے مبارزے كو باقی ركھيں، اپنے اس پروگرام كے لئے انہوں نے قطع كلام كرنے كا فيصلہ كرليا اور رسمی طور پر جناب ابوبكر كے متعلق اعلان كر ديا كہ اگر تم ميرا فدك واپس نہيں كروگے تو ميں تم سے جب تك زندہ ہوں گفتگو اور كلام نہيں كروں گي_ آپ كا جہاں كہيں بھی جناب ابوبكر سے آمنا سامنا ہوجاتا تو اپنا منہ پھير ليتيں اور ان سے كلام نہ كرتی تھيں(2)_
مگر جناب فاطمہ (ع) ايك عام فرد نہ تھيں كہ اگر انہوں نے اپنے خليفہ سے قطع كلامی كی تو وہ چندان اہميت نہ ركھتی ہو؟ رسول خدا صلی اللہ عليہ و آلہ و سلم كی عزيز بيٹی رسول خدا(ص) كی حد سے زيادہ محبت كسی پر پوشيدہ نہ

----

1) دلائل الامامہ، ص 39_
2) كشف الغمہ، ج 2 ص 103_ شرح ابن ابی الحديد، ج 6 ص 46_

تھی _ آپ وہ ہے كہ جس كے متعلق پيغمبر صلی اللہ عليہ و آلہ و سلم نے فرمايا ہے كہ فاطمہ (ع) ميرے جسم كا ٹكڑا ہے _ جو اسی اذيت دے اس نے مجھے اذيت دی ہے _(ا)
اور آپ فرماتے ہيں كہ فاطمہ (ع) ان عورتوں ميں سے ہيں كہ جن كے ديدار كے لئے بہشت مشتاق ہے _(2)
جی ہاں پيغمبر (ص) اور خدا كی محبوب خاتون نے جناب ابو بكر سے قطع كلامی كا مبارزہ كررہا ہے آپ ان سے بات نہيں كرتيں آہستہ آہستہ لوگوں ميں شائع اور مشہور ہوگيا كہ پيغمبر(ص) كی دختر جناب ابوبكر سے رتھی ہوئي ہے اور ان پر خشمناك ہے _ مدينہ كے باہر بھی لوگ اس موضوع سے باخبر ہوچكے تھے تمام لوگ ايك دوسرے سے سؤال كرتے تھے كہ جنا ب فاطمہ (ع) كيوں خليفہ كے ساتھ بات نہيں كرتيں ؟ ضرور اس كی وجہ وہی فدك كا زبردستی لے لينا ہوگا _ فاطمہ (ع) جھوٹ نہيں بولتيں اور اللہ تعالی كی مرضی كے خلاف كسی پر غضبناك نہيں ہوتيں كيونكہ پيغمبر خدا (ص) نے ان كے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بارے میں فرمایا تھا کی اگر فاطمہ (ع) غضب کرے تو خدا غضب کرتا ہے _

ا_ صحیح مسلم ، ج 3 ص 03ا_
2_ کشف الغمہ ، ج 2 ص 92_
3_ کشف الغمہ ، ج 2 ص 84_

اس طرح ملت اسلامی کے احساسات روزبروز وسیع سے وسیع تر ہو رہے تھے اور خلافت کے خلاف نفرت میں اضافہ ہو رہا تھا_ خلافت کے کارکن یہ تو کرسکتے تھے کہ جناب فاطمہ (ع) کے قطع روابط سے چشم پوشی کرلیتے جتنی انہوں نے کوشش کی کہ شاید وہ صلح کرادیں ان کے لئے ممکن نہ ہوسکا_ فاطمہ (ع) اپنے ارادے پر ڈٹی ہوئي تھیں اور اپنے منفی مبارزے کو ترك کرنے پر راضی نہ ہوتی تھیں_
جب جناب فاطمہ (ع) بیمار ہوئیں تو جناب ابوبکر نے کئي دفعہ جناب فاطمہ (ع) سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی لیکن اسے رد کردیا گیا، ایك دن جناب ابوبکر نے اس موضوع کو حضرت علی (ع) کے سامنے پیش کیا اور آپ سے خواہش کی آپ جناب فاطمہ (ع) کی عیادت کا وسیلہ فراہم کریں اور آپ سے ملاقات کی اجازت حاصل کریں_ حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہ (ع) کے پاس گئے اور فرمایا اے دختر رسول(ص) جناب عمر اور ابوبکر نے ملاقات کی اجازت چاہی ہے آپ اجازت دیتی ہیں کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوجائیں، جناب زہرا (ع) حضرت علی (ع) کے مشکلات سے آگاہ تھیں آپ نے جواب دیا، گھر آپ کا ہے اور میں آپ کے اختیار میں ہوں جس طرح آپ مصلحت دیکھیں عمل کریں یہ فرمایا اور اپنے اوپر چادران لی اور اپنے منہ کو دیوار کی طرف کردیا_
جناب ابوبکر اور عمر گھر میں داخل ہوئے اور سلام کیا اور عرض کی اے پیغمبر(ص) کی دختر ہم اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں آپ سے خواہش کرتے ہیں کہ آپ ہم سے راضی ہوجائیں آپ نے فرمایا کہ میں ایك بات تم سے پوچھتی ہوں اس کا مجھے جواب دو، انہوں نے عرض کی فرمائیےآپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیتی ہوں___ کہ آیا تم نے میرے باپ سے یہ سنا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ

فاطمہ (ع) میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو اسے اذیت دے اس نے مجھے اذیت دی ہے انہوں نے عرض کیا ہاں ہم نے یہ بات آپ کے والدسے سنی ہے اس وقت آپ نے اپنے مبارك ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے میرے خدا گواہ رہ کہ ان دو آدمیوں نے مجھے اذیت دی ہے ان کی شکایت تیری ذات اور تیرے پیغمبر(ص) سے کرتی ہوں میں_ ہرگز راضی نہ ہوں گی یہاں تك کہ اپنے بابا سے جاملوں اور وہ اذیتیں جو انہوں نے مجھے دی ہیں ان سے بیان کروں تا کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں جناب ابوبکر جناب زہرا (ع) کی یہ بات سننے کے بعد بہت غمگین اور مضطرب ہوئے لیکن جناب عمر نے کہا اے رسول (ص) کے خلیفہ، ایك عورت کی گفتگو سے ناراحت ہو رہے ہو (1)_
یہاں پڑھنے والوں کے دلوں میں یہ بات آسکتی ہے کہ وہ کہیں کہ گرچہ جناب ابوبکر نے جناب فاطمہ (ع) سے فدك لے کر اچھا کام نہیں کیا تھا لیکن جب وہ پشیمانی اور ندامت کا اظہار کر رہے ہیں تو اب مناسب یہی تھا کہ ان کا عذر قبول کرلیا جاتا لیکن اس نکتہ سے غافل نہیں رہنا چاہیئے کہ حضرت زہرا (ع) کے مبارزے کی اصلی علت اور وجہ خلافت تھی فدك کا زبردستی لے لینا اس کے ذیل میں آتا تھا اور خلافت کا غصب کرنا ایسی چیز نہ تھی کہ جسے معاف کیا جاسکتا ہو اور اس سے چشم پوشی کی جاسکتی ہو اور پھر جناب زہراء (ع) جانتی تھیں کہ حضرت ابوبکر یہ سب کچھ اس لئے کہہ رہے ہیں تا کہ اس اقدام سے عوام کو دھوکہ میں رکھا جاسکے اور وہ اپنے کردار پر نادم اور پشیمان نہ تھے کیونکہ ندامت کا طریقہ عقلا کے لحاظ سے یہ تھا کہ وہ حکم دیتے کہ فدك کو فوراً جناب فاطمہ (ع) کے حوالے
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 198_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

211
کردو اور اس کے بعد آپ آتے اور معاف کردینے کی خواہش کرتے اور کہتے کہ ہم اپنے اس اقدام پر پشیمان اور نادم ہوچکے ہیں تو اس بات کو صداقت پر محمول کیا جاسکتا تھا_

شب میں تدفین

جناب زہراء (ع) اپنے ہدف اور مقصد میں اس قدر استقامت رکھتی تھیں کہ اس کے لئے اپنی زندگی کی آخری گھڑی میں بھی مبارزہ کرتی گئیں بلکہ اپنے مبارزہ کا دامن قیامت تك پھیلا گئیں پڑھنے والوں کو تعجب ہوگا کہ کسی شخص کے لئے کیسے ممکن ہوگا کہ وہ اپنے مبارزہ اور مقابلے کو موت کے بعد بھی باقی رکھے، لیکن فاطمہ (ع) کہ جس نے وحی کے گھر میں تربیت حاصل کی تھی ایك ایسا منصوبہ بنایا تا کہ ان کا مبارزہ اور مقابلہ موت کے وقت تك ختم نہ ہوجائے_ جناب زہراء (ع) نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اپنے شوہر علی (ع) کو بلایا اور وصیت کی اے علی (ع) مجھے رات کو غسل دینا اور رات کو کفن دینا اور مخفی طور پر دفن کرنا_ میں راضی نہیں ہوں کہ جن لوگوں نے میرا پہلو زخمی کیا ہے جس سے میرا بچہ ساقط ہوا اور میرے مال پر قبضہ کرلیا ہے وہ میرے جنازے کی تشیع کریں_ میری قبر کو بھی چھپاکر رکھنا_ حضرت علی (ع) نے بھی جناب زہراء (ع) کی وصیت کے مطابق آپ کو رات میں دفن کیا اور آپ کی قبر کو ہموار کردیا اور چالیس قبریں نئي بنائیں کہ کہیں آپ کی قبر پہچانی نہ جائے (1)_
حضرت زہراء (ع) نے اس منصوبے اور نقشے سے اپنے حریف پر آخری وار
----

1) دلائل الامامہ_ مناقب ابن شہر آشوب، ج 3 ص 363_

212
کیا اور ایك زندہ اور مضبوط سند اپنی مظلومیت اور حکومت کی زبردستی کے لئے ہمیشہ کے لئے باقی چھوڑ گئیں_
کیونکہ ہر مسلمان یہ چاہے گا کہ اسے علم ہو کہ پیغمبر اسلام(ص) کی عزیز بیٹی کی قبر کہاں ہے جب اسے معلوم ہوگا کہ اس کی قبر معلوم نہیں ہے تو پوچھے گا کیوں؟ جواب سنے گا خود جناب زہرا (ع) نے وصیت کی تھی کہ اس کی قبر مخفی رکھی جائے_ اس وقت اسے قبر کے مخفی ہونے کی علت معلوم ہوجائے گی اور سمجھ لے گا کہ آپ وقت کی خلافت سے ناراض تھیں اور آپ کا جنازہ اس محیط خفیہ آور میں دفن ہوا اس وقت سوچے گا کہ ہوسکتا ہے کہ پیغمبر اسلام(ص) کی دختر ان فضائل اورکمالات کے باوجود اپنے باپ کے خلیفہ سے ناراض ہوں اور پھر اس کی خلافت بھی درست اور صحیح ہو؟ یہ چیز ممکن نہیں پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کی خلافت پیغمبر(ص) اور ان کے خاندان کے نظریئے کے خلاف واقع ہوئي تھی جو کسی طرح بھی صحیح قرار نہیں دی جاسکتي_

نتیجہ

گرچہ جناب ابوبکر جناب زہراء (ع) کے دلائل اور مبارزات کے سامنے ڈٹے رہے اور حاضر نہ ہوئے کہ فدك جناب فاطمہ (ع) کو واپس کردیں لیکن انہی حضرت زہراء (ع) نے انہیں مبارزات کے ذریعے عالم اسلام پر خلافت اور حکومت کی زیادتیوں اور اپنی حقانیت کو ثابت کردیا_ یہی فدك خلافت کے لئے ایك بم اور مثل استخوان کے ثابت ہوا جوان کے گلے میں پھنس کررہ گیا بہت مدت تك وہ حکومت کا نقطہ ضعف اور ایك اہم پروپیگنڈا اس کے خلاف شمار ہوتا رہا کے حل سے عاجز تھے_ کبھی سادات کی موافقت

213
حاصل کرنے کے لئے فدك ان کو دے دیا جاتا تھا اور کبھی ان سے خشمناك ہوتے تھے تو واپس لے لیا جاتا تھا_ جب معاویہ کے ہاتھ میں اقتدار آیا تو اس نے فدك ك ایك تہائي مروان کو اور ایك تہائي عمر بن عثمان کو اور ایك تہائي اپنے بیٹے یزید کو بخش دیا_ مروان کی خلافت کے زمانے میں پورا فدك اس کے اختیار میں تھا اور اس نے اسے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو دے دیا عبدالعزیز نے اسے اپنے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو دے دیا اور جب عمر بن عبدالعزیز خلافت پر متمکن ہوا تو فدك کو جناب حسن بن حسن یا علی بن الحسین کو واپس کردیا_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے دوران فدك جناب فاطمہ (ع) کی اولاد کے ہاتھ میں رہا اور جب یزید بن عاتکہ کو حاکم بنایاگیا تو اس نے فدك جناب فاطمہ (ع) کی اولاد سے لے لیا اور پھر بنی مروان کے قبضے میں دے دیا، یہ ان کے پاس رہا یہاں تك کہ خلافت ان کے ہاتھ سے نکل گئي_ جب صفّاح خلافت پر قابض ہوا تو اس نے فدك جناب عبداللہ بن حسن کو دے دیا اور جب ابوجعفر عباسی اولاد حسن پر غضبناك ہوا تو فدك ان سے واپس لے لیا اس کے بعد پھر مہدی عباسی نے فدك فاطمہ (ع) کی اولاد کو واپس کردیا، اس کے بعد موسی بن مہدی اور ہارون نے اسے واپس لے لیا اور اس کے پاس مامون کے حاکم بننے تك رہا اور اس نے پھر فاطمہ (ع) کی اولاد کو واپس کردیا_

ایك دن مامون قضاوت کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایك خط اسے دیا گیا، جب اس نے اسے پڑھا تو رود یا اس کے بعد کہا کہ فاطمہ (ع) کا وکیل کون ہے اور کہاں ہے؟ ایك بوڑھا آدمی اٹھا اور اس کے نزدیك گیا_ مامون نے فدك کے بارے میں اس سے مباحثہ شروع کردیا وہ بوڑھا اس پر غالب آیا_ تو

مامون نے حکم دیا کہ فدك کو قبالہ کی صورت میں لکھ کر اسے دے دیا جائے اس کے بعد یہ فاطمہ (ع) کی اولاد کے پاس متوکل کے زمانے تك رہا اس نے فدك کو عبداللہ بن عمر بازیار کو دے دیا_

فدك میں خرما کے گیارہ درخت ایسے تھے کہ جنہیں خود رسول اللہ (ص) نے لگایا تھا فاطمہ (ع) کی اولاد ان د رختوں سے خرمالے کرحج کے موقع پر حاجیوں کو ہدیہ دیتیں اور حاجی ان کے عوض ان کی اچھی خاصی مدد کردیتے اور ان کے پاس اس ذریعہ سے اچھا خاصہ مال اکٹھا ہوجاتا_ عبداللہ بن عمر بازیار نے بشر ان بن ابی امیہ ثقفی کو بھیجا اور ان درختوں کو کٹوادیا(1)_

جناب فاطمہ (ع) کے مبارزات کا ہی نتیجہ تھا کہ جناب عمر باوجود اس سختی کے جو اس کے وجود میں تھي، جناب فاطمہ (ع) کو صدقات مدینہ بلکہ جو بھی جناب فاطمہ (ع) کے ادّعا میں داخل تھے انہیں واپس کردیئےھے(2)_

----

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 216_
2) کشف الغمہ، ج 2 ص 100_

فاطمه زهراءاسلام كي مثالي خاتون

حصہ ششم

جناب فاطمہ موت کے نزدیك

جناب فاطمہ (ع) باپ کی وفات کے بعد چند مہینے سے زیادہ زندہ نہیں رہیں، اور اسی طرح تھوڑی مدت میں بھی اتنا

روئيں كہ آپ كو زيادہ رونے والوں ميں سے ايك قرار ديا گيا آپ كو كبھی ہنستے نہيں ديكھا گيا (1)_
جناب زہرا (ع) كے رونے كے مختلف عوامل اور سبب تھے سب سے زيادہ اہم سبب كہ جو آپ كی غيور اور احساس روح كو ناراحت كرتا تھا وہ يہ تھا كہ آپ ديكھ رہی تھيں كہ اسلام كی جوان ملت اپنے حقيقی اور صحيح راستے سے ہٹ گئي ہے اور ايك ايسے راستے پر گامزن ہوگئي ہے كہ بدبختی اور تفرقے اس كا حتمی انجام ہے_
چونكہ حضرت زہرا (ع) نے اسلام كی ترقي، سريع اور پيشرفت كو ديكھا تھا آپ كو توقع تھی كہ اسی طرح اسلام ترقی كرے گا اور تھوڑی سی مدت ميں كفر اور بت پرستی كو ختم كركے ركھ دے گا اور ستم كا قلع قمع كردے گا، ليكن خلافت كے اصلی محور سے ہٹنے كی غير متوقع صورت حال نے آپ كی اميدوں كے محل كو يكدم گراديا_

----

1) طبقات ابن سعد، ج 2 ص 85_

ايك دن جناب ام سلمہ جناب فاطمہ (ع) كے پاس آئيں اور عرض كی اے پيغمبر(ص) كی دختر آج رات صبح تك كيئے گزري؟ آپ نے فرمايا كہ غم و اندوہ ميں كٹي_ بابا مجھ سے جدا ہوگئے اور شوہر كی خلافت لے لی گئي اللہ اور رسول (ص) كے دستور كے خلاف امامت اور خلافت كو علی سے چھيناگيا كيوں كہ لوگوں كو علی (ع) سے كينہ تھا چوں كہ وہ ان لوگوں كے آباء و اجداد كو بدر كی جنگ ميں قتل كرچكے تھے (1)_
حضرت علی (ع) فرماتے ہيں كہ جناب فاطمہ (ع) نے ايك دن اپنے باپ كی قميص مجھ سے طلب كی جب ميں نے ان كی قميص انہيں دی تو اسے آ؟ نے سونگھا اور رونا شروع كرديا اور اتنا روئيں كہ آپ بيہوش ہوگئيں ميں نے جب يہ حالت ديكھی تو ميں نے آپ كی قميص ان سے چھپادی (2)_
روايت ميں ہے كہ جب پيغمبر(ص) وفات پاگئے تو بلال نے جو آپ كے مخصوص موذن تھے اذان دينی بند كردی تھی ايك دن جناب فاطمہ (ع) نے انہيں پيغام بھيجا كہ ميری خواہش ہے كہ ميں ايك دفعہ اپنے باپ كے موذن كی اذان سنو_ بلال نے جناب فاطمہ (ع) كے حكم پر اذان دينی شروع كی اور اللہ اكبر كہا، جناب فاطمہ (ع) كو اپنے باپ كے زمانے كی يا آگئي اور رونے پر قابو نہ پاسكيں اور جب بلال نے اشہد ان محمداً رسول اللہ كہا تو جناب فاطمہ (ع) نے باپ كے نام سننے پر ايك چيخ ماری اور غش كرگئيں_ بلال كو خبر دی گئي كہ آذان دينا بند كردو كيونكہ فاطمہ (ع) بيہوش ہوگئيں ہيں_ بلال نے آذان روك دی جب جناب فاطمہ (ع) كو ہوش آيا تو بلال سے كہا كہ اذان كو پورا كرو انہوں نے عرض كی كہ آپ اگر اجازت ديں

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 156_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 175_

تو باقی اذان نہ كہوں كيوں كہ مجھے آپ كے بے ہوش ہونے كا خوف ہے (1) _
جناب فاطمہ (ع) اتنا روئيں كہ آپ كے رونے سے ہمسائے تنگ آگئے وہ حضرت علی (ع) كی خدمت ميں حاضر ہوئے اور عرض كی كہ ہمارا سلام جناب فاطمہ (ع) كو پہنچاديں اور ان سے كہيں كہ يا رات كو روئيں اور دن كو آرام كريں يا دن كو روئيں اور رات كو آرام كريں كيونكہ آپ كے رونے ہمارا آرام ختم كرديا ہے جناب فاطمہ (ع) نے ان كے جواب ميں فرمايا كہ ميری عمر ختم ہونے كو ہے ميں زيادہ دنوں تك تم ميں موجود نہ رہوں گي_ آپ دن ميں امام حسن (ع) اور حسين (ع) كا ہاتھ پكڑتيں اور جناب رسول خدا (ص) كی قبر پر چلی جاتيں اور وہاں رويا كرتيں اور اپنے بيٹوں سے كہتيں ميرے پيارو يہ تہارے نانا كی قبر ہے كہ جو تمہيں كندھے پر اٹھايا كرتے تھے اور تمہيں دوست ركھتے تھے اس كے بعد آپ بقيع كے قبرستان ميں شہداء كی قبر پر جاتيں اور صدر اسلام كے سپاہيوں پر گريہ كرتيں حضرت علی (ع) نے آپ كے آرام كے لئے بقيع ميں سائبان بناديا تھا كہ جسے بعد ميں بيت الحزن كے نام سے پكارا جانے لگا (2)_
انس كہتا ہے كہ جب ہم پيغمبر (ص) كے دفن سے فارغ ہوچكے اور گھر واپس لوٹ آئے تو جناب فاطمہ (ع) نے فرمايا اے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

انس كس طرح راضى ہوئے كہ پيغمبر(ص) كے بدن پر مٹى ڈالو (3)_
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 157_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 177_
3) اسد الغابة ابن اثير، ج 5 ص 524_ طبقات ابن سعد ج 2 رقم 2 ص 83_

219

محمود بن بسيد كہتے ہيں كہ جناب فاطمہ (ع) اپنے والد كى وفات كے بعد جناب حمزہ كى قبر پر گريہ كرتى تھيں ايك دن ميرا گزر احد كے شہدا سے ہوا تو ميں نے فاطمہ (ع) كو ديكھا كہ جناب حمزہ كى قبر پر بہت سخت گريہ كر رہى ہيں ميں نے صبر كيا يہاں تك كہ آپ نے توقف كيا، ميں سامنے گيا اور سلام كيا اور عرض كى اے ميرى سردار آپ نے اپنے اس جانگداز گريہ سے ميرا دل ٹكڑے ٹكڑے كرديا ہے آپ نے فرمايا كہ مجھے حق پہنچتا ہے كہ اس طرح كا گريہ كروں كيونكہ ميں نے كيسا مہربان باپ اور پيغمبروں ميں بہترين پيغمبر اپنے ہاتھ سے كھوديا ہے، كتنا آپ كى زيارت كا مجھ ميں شوق موجود ہے_ ميں نے عرض كى اے ميرى سردار ميں دوست ركھتا ہوں كہ آپ سے ايك مسئلہ پوچھوں آپ نے فرمايا كہ پوچھو_ ميں نے عرض كيا رسول خدا(ص) نے اپنى زندگى ميں حضرت على (ع) كى امامت كى تصريح كردى تھى آپ نے فرمايا تعجب ہے_ كيا تم نے غدير كا واقعہ بھلاديا ہے؟ ميں نے عرض كى كہ غدير كا واقعہ تو ميں جانتا ہوں ليكن ميں چاہتا ہوں يہ معلوم كروں كہ جناب رسول خدا(ص) نے اس بارے ميں آپ سے كيا فرمايا ہے_ آپ نے فرمايا خدا گواہ ہے كہ رسول خدا(ص) نے مجھ سے فرمايا تھا كہ ميرے بعد على (ع) ميرا خليفہ اور امام ہے اگر اس كى اطلاعت كى تو ہدايت پاؤگے اور اگر اس كى مخالفت كى تو قيامت كے دن تك تم ميں اختلاف موجود رہے گا (1)_
----

1) رياحين الشريعہ، ج 1 ص 250_

220

فاطمہ (ع) بيمارى كے بستر پر جناب امام جعفر صادق عليہ السلام نے فرمايا ہے كہ جب قنفذ كى ان ضربات سے جو اس نے جناب فاطمہ (ع) كے نازنين جسم پر لگائي تھيں آپ كے بچے كا اسقاط ہوگيا اور اسى وجہ _ سے آپ ہميشہ بيمار اور ضعيف رہيں يہاں تك كہ آپ بالكل بستر سے لگ گئيں (1)_
حضرت على (ع) اور جناب اسماء بنت عميس آپ كى تيماردارى كيا كرتے تھے (2)_
ايك دن انصار اور مہاجرين كى عورتوں كى ايك جماعت آپ كى مزاج پرسى كے لئے حاضر ہوئي اور عرض كى اے رسول خدا(ص) كى دختر آپ كى حالت كيسى ہے؟ آپ نے فرمايا قسم خدا كى ميں دنيا سے كوئي علاقہ نہيں ركھتى تمہارے مردوں سے جب ان كا امتحان كرچكى ہوں تو دلگير ہوں اور انہيں دور پھينك ديا ہے اور ان كے ہاتھ سے ملول خاطر ہوں_ ان كى متزلزل رائے اور سست عقيدہ اور ان كى بے حالى پر اف ہو_ كتنا برا انہوں نے كام انجام ديا ہے اور غضب الہى كے مستحق بنے ہيں؟ دوزخ كى آگ ميں ہميشہ رہيں_ ہم نے خلافت اور امامت كو ان كے ہاتھ ميں چھوڑ ديا ہے_ ليكن اس كا عار اور ننگ ان كے دامن پر ہميشہ رہے گا، ظلم كرنے والوں پر ذلت اور خوارى ہوا كرتى ہے ان كى حالت پر افسوس اور روائے ہو_ كس طرح انہوں نے حضرت على (ع) سے خلافت كو چھينا ہے خدا كى قسم ان كا على (ع) سے دور ہٹنا اس كے
----

1) دلائل امامہ ص 45_ بحار الانوار، ج 43 ص 70 1_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 211_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

221
علاوہ اور کچھ نہ تھا کہ حضرت علی (ع) کی کاٹنے والی تلوار اور بہادری اور خدا کی راہ میں سخت حملے کرنے سے خوش نہ تھے_
خدا کی قسم اگر خلافت علی (ع) کے ہاتھ سے نہ لی ہوتی اور علی (ع) ان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ میں لے لیتے تو وہ بہت آسانی سے انہیں خوش بختی اور سعادت کی طرف ہدایت کرتے اور بہت جلد ریاست طلب کا متقی اور سچے کا جھوٹے سے امتیاز ہوجاتا بہت جلد ظالم اپنے اعمال کی سزا پالیتا، ان لوگوں کا کام بہت زیادہ تعجب آور ہے، ایسا کیوں کیا انہوں نے؟ کس دلیل پر انہوں نے اعتماد اور تکیہ کیا ہے؟ کون سی رسی سے تمسك کیا ہے؟ اور کس خاندان کے خلاف انہوں نے اقدام کیا ہے؟ علی (ع) کی جگہ کس کا انتخاب کیا ہے؟ خدا کی قسم علی (ع) کی جگہ اتنی لیاقت والے کو نہیں لائے؟ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے اچھا کام کیا ہے، حالانکہ انہوں نے غیر معقول کام انجام دیا ہے_ وہ خود بھی نہیں جانتے کہ انہوں نے اصلاح کی جگہ فساد اور فتنے کو ایجاد کیا ہے_ آیا وہ شخص جو لوگوں کو ہدایت کی طرف لے جائے رہبری کے لئے بہتر ہے یا وہ شخص جو ابھی ہدایت پانے کا دوسروں کی طرف محتاج ہو تم کس طرح فیصلہ دیتی ہو؟ خدا کی قسم ان کے کردار اور آئندہ آنے والے حالات کا نتیجہ بعد میں ظاہر ہوگا لیکن تمہیں معلومم ہونا چاہیئے کہ سوائے تازہ خون اور قتل کرنے والے زہر کے اور کوئي نتیجہ نہیں نکلے گا_
اس وقت ظلم کرنے والوں کا نقصان میں ہونا ظاہر ہوجائے گا_ اب تم ناگوار واقعات کے لئے تیار ہوجاؤ اور کاٹنے والی تلواروں اور دائمی گڑبڑ اور ڈکٹیٹر شپ کا انتظار کرو_ تمہارے بیت المال کو لوٹیں گے اور تمہارے منافع کو اپنی جیب میں ڈالیں گے تمہاری حالت پر افسوس_ اس

222
طرح کیوں ہوگئے ہو؟ تمہیں علم نہیں کہ کس خطرناك راستے پر چل پڑے ہو؟ نتائج سے نا واقف ہو؟ کیا ہم تم کو ہدایت پر مجبور کرسکتے ہیں جب کہ تم ہدایت کی طرف جانے کو پسند نہیں کرتے (1)_

زیادہ غم و اندوہ

جناب زہراء (ع) کی بیماری اور کمزوری کی وجہ صرف سابقہ بیماری ہی نہ تھی بلکہ غم اور افکار اور زیادہ پریشانیاں بھی آپ پر بہت زیادہ روحانی فشار کا موجب بنی ہوئي تھیں جب بھی آپ اپنے چھوٹے سے کمرے میں چمڑے کے فرش پر گھاس سے پر کئے ہوئے سرہانہ پر تکیہ کر کے سو رہی ہوتی تھیں تو آپ پر مختلف قسم کے افکار ہجوم کرتے_ آہ کس طرح لوگوں نے میرے باپ کی وصیت پر عمل نہیں کیا اور میرے شوہر سے خلافت کو لے لیا؟ خلافت کے لے لینے کے آثار اور خطرناك نتائج قیامت تك باقی رہیں گے_ جو خلافت ملت پر زبردستی اور حیلہ بازی سے مسلط کی جائے اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا_ مسلمانوں کی ترقی اور پیشرفت کی علت ان کا اتحاد اور اتفاق تھا وہ کتنا بڑا سرمایہ اور طاقت ان سے چھن گیا ہے؟ ان میں اندرونی اختلاف پیدا کردیئے گئے ہیں_ اسلام کے اقتدار کی تنہا جو طاقت تھی وہ پراگندگی اور اختلاف میں تبدیل کردی گئي ہے_ اسلام کو انہوں نے کمزوری اور پراگندگی اور ذلت

----

1) احتجاج طبرسي، ج 1 ص 147_ بحار الانوار، ج 43 ص 161_ شرح ابن ابی الحدید ج 16 ص 233_ بلاغات النساء ص 19_

223
کے راستے پر ڈال دیا ہے_
آہ کیا میں رسول(ص) کی عزیز وہی فاطمہ (ع) نہیں ہوں جو اب بیماری کے بستر پر پڑی ہوئي ہوں اور اسی امت کے ضربات سے درود کرب سے نالاں ہوں اور موت کا مشاہدہ کر رہی ہوں؟ پس پیغمبر(ص) کی وہ تمام سفارشیں کہاں گئیں؟ خدایا علی (ع) اس بہادری اور شجاعت کے باوجود کہ جو ان میں میں دیکھتی ہوں کس طرح گرفتار اور مجبور ہوگئے ہیں کہ اسلام کے مصالح کی حفاظت کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اپنے صحیح حق کے جانے پر سکوت کو اختیار کر بیٹھے؟ آہ میری موت نزدیك ہوگئي اور جوانی کے عالم میں اس دنیا سے جارہی ہوں اور دنیا کے غم اور غصے سے نجات حاصل کر رہی ہوں لیکن اپنے یتیم بچوں کا کیا کروں؟ حسن (ع) اور حسین (ع) ، زینب اور کلثوم بے سرپرست اور یتیم ہوجائیں گے ،

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

آہ کتنی مصیبت میرے ان جگر گوشوں پر وارد ہوں گی میں نے ك ئي دفعہ اپنے باپ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ تیرے حسن (ع) کو زہر دے دیں گے اور حسین (ع) کو تلوار سے قتل کردیں گے ابھی سے اس پیشین گوئي کی علامتیں ظاہر ہونے لگی ہیں_
آپ کبھی اپنے چھوٹے سے حسین (ع) کو گود میں لے کر ان کی گردن کا بوسہ لیتیں اور ان کے مصائب پر آنسو بہاتیں اور کبھی آپ اپنے حسن (ع) کو سینے سے لگالیتیں اور ان کے معصوم لبوں پر بوسہ دیتیں اور کبھی زینب و کلثوم پر وارد ہونے والی مصیبتیں اور واقعات کو یاد کرتیں اور ان کے لئے گریہ کرتیں_
جی ہاں اس قسم کے پریشان کرنے والے افکار جناب زہراء (ع) کو تکلیف اور رنج دیتے تھے اور آپ دن بدن کمزور اور ضعیف ہوتی جا رہی تھیں_
ایك روایت میں وارد ہوا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) وفات کے وقت رو

رہی تھیں حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ آپ کے مستقبل کے واقعات اور مصائب پر رو رہی ہوں_ حضرت علی (ع) نے فرمایا آپ نہ روئیں، قسم خدا کی اس قسم کے واقعات میرے نزدیك کوئي اہمیت نہیں رکھتے(1)_

ناپسندیدہ عیادت

مسلمانوں کی عورتیں اور پیغمبر(ص) کی رشتہ دار عورتوں اور پیغمبر(ص) کے خاص اصحاب کبھی نہ کبھی جناب فاطمہ (ع) کی احوال پرسی اور عیادت کرتے تھے لیکن جناب عمر اور ابوبکر آپ کی عیادت سے روکے گئے تھے کیوں کہ جناب زہراء (ع) نے پہلے سے ارادہ کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ قطع کلام رکھیں گی اس لئے آپ انہیں عیادت اور ملاقات کی اجازت نہ دیتی تھیں آہستہ آہستہ اراکین خلافت میں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں جناب فاطمہ (ع) فوت نہ ہوجائیں اور وقت کے خلیفہ سے ناراض رہ کر انتقال کر گئیں تو یہ قیامت تك ان کے دامن پر ننگ اور رعار کا دہبہ لگ جائے گا اسی لئے وہ عمومی افکار کے دباؤ میں تھے اور مجبور تھے کہ کسی طرح جناب فاطمہ (ع) کی عبادت کریں لہذا حضرت علی (ع) سے انہوں نے با اصرار تقاضہ کیا کہ ان کی ملاقات کے اسباب فراہم کریں _ حضرت علی (ع) جناب فاطمہ (ع) کے پاس آئے اور فرمایا اے دختر رسول (ص) ان دو آدمیوں نے آپ کی عیادت کرنے کی آپ سے اجازت چاہی ہے_ آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 218_

حضرت زہرا ء (ع) حضرت علی (ع) کی حالت سے بخوبی واقف تھیں آپ نے عرض کیا گھر آپ کا ہے اور میں آپ کے اختیار میں ہوں آپ جس طرح مصلحت دیکھیں اس پر عمل کریں؟ آپ نے یہ کہا اور اپنے سر کے اوپر چادر اوڑھ لی اور دیوار کی طرف منھ کرلیا، دونوں آدمی اندر آئے اور اسلام کیا اور احوال پرسی کی اور عرض کیا کہ ہم اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں، آپ ہم سے راضی ہوجائیں_ جناب فاطمہ (ع) نے فرمایا کہ میں ایك چیز تم سے پوچھنا چاہتی ہوں اس کا جواب دو، انہوں نے عرض کی کہ فرمائیے آپ نے فرمایا کہ تمہیں خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آیا تم نے رسول خدا(ص) سے یہ سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ فاطمہ (ع) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو اسے اذیت دے گا اس نے مجھے اذیت دی ہے، انہوں نے عرض کی ہاں ہم نے یہ حدیث آپ کے والد سے سنی ہے_ آپ نے اس کے بعد اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا اے میرے خدا تو گواہ رہنا کہ انہوں نے مجھے اذیت دی ہے، ان کی شکایت تجھ سے اور تیرے رسول (ص) سے کروں گي، نہیں میں ہرگز تم سے راضی نہ ہوں گی یہاں تك کہ والد سے ملاقات کروں، تمہارے کردار اور رفتار کو ان سے بیان کروں گی تا کہ وہ(ع) ہمارے درمیان قضاوت کریں (1)_

فاطمہ (ع) کی وصیت

جناب زہراء (ع) کی بیماری تقریباً چالیس دن تك

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 198_

طول پكڑگئي ليكن ہر روز آپ كى حالت سخت تر ہوتى جا رہى تھى اور آپ كى بيمارى ميں شدت آتى جارہى تھي_ آپ نے ايك دن حضرت على (ع) سے كہا اے ابن عم ___ ميں موت كے آثار اور علامتيں اپنے آپ ميں مشاہدہ كر رہى ہوں مجھے گمان ہے كہ ميں عنقريب اپنے والد سے ملاقات كروں ميں آپ كو وصيت كرنا چاہتى ہوں_ حضرت على (ع) جناب فاطمہ (ع) كے بستر كے قريب آبيٹھے اور كمرہ كو خالى كرديا اور فرمايا اے دختر پيغمبر (ص) جو كچھ آپ كا دل چاہتا ہے وصيت كيجئے اور يقين كيجئے كہ ميں آپ كى وصيت پر عمل كروں گا_ آپ كى وصيت كى انجام دہى كو اپنے ذاتى كاموں پر مقدم كروں گا_ حضرت على (ع) نے جناب زہراء (ع) كے افسردہ چہرے اور حلقے پڑى ہوئي آنكھوں پر نگاہ كى اور رودیئے، جناب فاطمہ (ع) نے پلٹ كر اپنى ان آنكھوں سے حضرت على (ع) كے غمناك اور پمردہ مہربان چہرے كو ديكھا اور كہا اے ابن عم ميں نے آج تك آپ كے گھر ميں جھوٹ نہيں بولا اور نہ ہى خيانت كى ہے اور نہ كبھى آپ كے احكام اور دستورات كو پس پشت ڈالا ہے_

حضرت على (ع) نے فرمايا آپ كو اللہ تعالى كى معرفت اور آپ كا تقوى اتنا قوى اور عالى ہے كہ آپ كے بارے ميں اس كا احتمال تك نہيں ديا جاسكتا خدا كى قسم آپ كى جدائي اور فراق مجھ پر بہت سخت ہے ليكن موت كے سامنے كسى كا چارہ نہيں_ خدا كى قسم تم نے ميرے مصائب تازہ كرديئے ہيں، تمہارى بے وقت موت ميرے لئے ايك دردناك حادثہ ہے_ "انا للہ و انا اليہ راجعون" يہ مصيبت كتنى ناگوار اور دردناك ہے؟ خدا كى قسم اس ہلاك كردينے والى مصيبت كو ميں كبھى نہيں فراموش كروں گا _ كوئي چيز اس مصيبت سے تسلى بخش نہيں ہوسكتي، اس

وقت دونو بزرگوار رو رہے تھے (1)_

جناب زہراء (ع) نے اپنے مختصر جملوں ميں اپنى زندگى كے برنامے كو سموديا اپنى صداقت كے مقام اور پاكدامنى اور شوہر كى اطاعت كو اپنے شوہر سے بيان كيا حضرت على (ع) نے بھى آپ كے علمى عظمت اور پرہيزگارى و صداقت اور دوستى و زحمات كا شكريہ ادا كيا اور اپنى بے پنا محبت اور لگاؤ كو آپ كى نسبت ظاہر كيا، اس وقت عواطف اور احساسات پھر سے دونوں زن و شوہر ہيں "جو اسلام كے نمونہ اور مثال تھے" اس طرح ابھرے كہ دونوناپنے رونے پر قابو نہ پاسكے اور كافى وقت تك دونوں روتے رہے اور اپنى مختصر سى ازدواجى زندگى پر جو محبت و صفا اور مہر و صداقت سے پر تھى گريہ كرتے رہے اور ايك دوسرے كو غير معمولى زحمات اور گرفتاريوں اور مصائب پر روتے رہے تا كہ يہى آنكھوں كے آنسو ان كى اندرونى آگ جو ان كے جسم كو جلا دينے كے نزديك تھى ٹھنڈا كرسكيں_

جب آپ كا گريہ ختم ہوا حضرت على (ع) نے جناب فاطمہ (ع) كا سر مبارك اپنے زانو پر ركھا اور فرمايا، اے پيغمبر(ص) كى عزيز دختر جو آپ كا دل چاہتا ہے وصيت كريں اور مطمئن رہين كہ ميں آپ كى وصيتوں سے تخلف نہ كروں گا جناب فاطمہ (ع) نے يہ وصيتيں كيں_

1_ مرد بغير عورت كے زندگى نہيں بسر كرسكتا اور آپ بھى مجبور ہيں كہ شادى كريں ميرى خواہش ہے كہ آپ ميرے بعد امامہ سے شادى كيجئے_

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 191_

گا، كيونكہ يہ ميرے بچوں پر زيادہ مہربان ہے (1)_

2_ ميرے بچے ميرے بعد يتيم ہوجائيں گے ان كے ساتھ نرمى سے پيش آنا ان كو سخت لہجہ سے نہ پكارنا، ان كى دلجوئي كے لئے ايك رات ان كے پاس رہنا ايك رات اپنى بيوى كے پاس (2)_

3_ ميرا اس طرح اور كيفيت كا تابوت بناناتا كہ ميرا جنازہ اٹھاتے وقت ميرا جسم ظاہر نہ ہو پھر آپ نے اس تابوت كى كيفيت بيان كى (3)_
4_ مجھے رات كو غسل دينا اور كفن پہنانا اور دفن كرنا اور ان آدميوں كو اجازت نہ دينا جنھوں نے ميرا حق غصب كيا ہے اور مجھے اذيت اور آزار ديا ہے كہ وہ مير نماز جنازہ يا تشيع ميں حاضر ہوں (4)_
5_ رسول خدا كى بيويوں ميں سے ہر ايك كو بارہ وقيہ (گندم كا وزن) دينا _
6_ بنى ہاشم كى ہر ايك عورت كو بھى بارہ وقيہ دينا_
7_ امامہ كو بھى كچھ دينا (5)_
8_ ذى الحسنى نامى باغ اور ساقيہ اور دلال اور غراف اور ہيشم اور ام ابراہيم نامى باغات جو سات عدد بنتے ہيں ميرے بعد آپ كے اختيار ميں ہوں گے اور آپ كے بعد حسن (ع) اور حسن (ع) كے بعد حسين (ع) اور حسين (ع) كے بعد ان كے بڑے لڑكے كے اختيار ميں ہوں گے اس وصيت كے لكھنے والے
----

1) مناقب ابن شہر آشوب، ج 3 ص 362_
2) بحار الانوارء ج 43 ص 178_
3،4) بحار الانوار، ج 43 ص 192_
5) دلائل الامامہ ص 42_

على (ع) اور گواہ مقداد اور زبير تھے (1)_
ابن عباس نے روايت كى ہے كہ يہ تحريرى وصيت بھى آنحضرت(ص) سے ہاتھ لگى ہے_
بسم اللہ الرحمن الرحيم_ يہ وصيت نامہ فاطمہ (ع) پيغمبر(ص) كى دختر كا ہے ميں خدا كى وحدانيت كى گواہى ديتى ہوں اور گواہى ديتى ہوں كہ محمد(ص) خدا كے رسول ہيں_ بہشت و دوزخ حق ہيں، قيامت كے واقع ہونے ميں شك نہيں ہے_ خدا مردوں كو زندہ كرے گا، اے على (ع) خدا نے مجھے آپ كا ہمسر قرار ديا ہے تا كہ دنيا اور آخرت ميں اكٹھے رہيں، ميرا اختيار آپ كے ہاتھ ميں ہے، اے على (ع) رات كو مجھے غسل و كفن دينا اور حنوط كرنا اور دفن كرنا اور كسى كو خبر نہ كرنا اب ميں آپ سے وداع ہوتى ہوں، ميرا سلام ميرى تمام اولاد كو جو قيامت تك پيدا ہوگى پہنچا دينا (2)

آپ اپنى زندگى كے آخرى لمحات ميں
جناب فاطمہ (ع) كى بيمارى شديد ہوگئي اور آپ كى حالت خطرناك ہوگئي حضرت على (ع) ضرورى كاموں كے علاوہ آپ كے بستر سے جدا نہ ہوتے تھے_ جناب اسماء بنت عميس آپ كى تيمار دارى كيا كرتى تھيں_ جناب امام حسن اور امام حسين اور زينب و ام كلثوم ماں كى يہ حالت ديكھ كر آپ سے
------

1) دلائل الامامہ، ص 42_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 214_

بہت كم جدا ہوا كرتے تھے، جناب فاطمہ (ع) كبھى مرض كى شدت سے بيہوش ہوجايا كرتى تھيں، كبھى آنكھيں كھولتيں اور اپنے عزيز فرزندوں پر حسرت كى نگاہ ڈالتيں_
حضرت على (ع) فرماتے ہيں كہ جناب فاطمہ (ع) نے احتضار كے وقت آنكھيں كھوليں اور ايك تند نگاہ اطراف پر ڈالى اور فرمايا السلام عليك يا رسول اللہ (ص) اے ميرے اللہ مجھے اپنے پيغمبر(ص) كے ساتھ محشور كر خدايا مجھے اپنى بہشت اور اپنے جوار ميں سكونت عنايت فرما اس وقت حاضرين سے فرمايا اب فرشتگان خدا اور جبرئيل موجود ہيں ميرے بابا بھى حاضر ہيں اور مجھ سے فرما رہے ہيں كہ ميرے پاس جلدى آو كہ يہاں تمہارے لئے بہتر ہے (1) _

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت علی (ع) نے فرمایا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) نے مجھ سے وفات کی رات فرمایا کہ اے ابن عم ابھی جبرئیل مجھے اسلام کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور کہہ رہے ہیں کہ خدا بعد از سلام فرماتا ہے کہ عنقریب تم بہشت میں والد سے ملاقات کروگی اس کے بعد آپ نے فرمایا و علیکم السلام_ اس کے بعد مجھ سے فرمایا اے ابن عم ابھی میکائیل نازل ہوئے اور اللہ کی طرف سے پیغام لائے اس کے بعد فرمایا و علیکم السلام_ اس وقت آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا ابن عم خدا کی قسم عزرائیل آگئے ہیں اور میری روح قبض کرنے کے لئے آئے ہیں، اس وقت عزرائیل سے فرمایا کہ میری روح قبض کرلو لیکن نرمی سے_ آپ نے زندگی کے آخری لمحہ میں فرمایا خدایا تیری طرف آوں نہ آ گ کی طرف، یہ کلمات آپ نے فرمائے اور اپنی نازنین آنکھوں کو بند کرلیا اور

----

1) دلائل الامامہ ص 44_

اور جان کو خالق جان کے سپرد کردیا_

اسماء بنت عمیس نے جناب زہراء (ع) کی وفات کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ جب جناب فاطمہ (ع) کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد کی وفات کے وقت جبرئیل (ع) کچھ کا فور لے کرئے تھے آپ (ص) نے اسے تین حصّوں میں تقسیم کردیا تھا، ايك حصّہ اپنے لئے رکھا تھا ايك حصّہ حضرت علی (ع) کے لئے اور ايك حصّہ مجھے دیا تھا اور میں نے اسے فلاں جگہ رکھا ہے اب مجھے اس کی ضرورت ہے اسے لے آؤ_ جناب اسماء وہ کافور لے آئیں_ آپ نے اس کے بعد_ آپ نے غسل کیا اور وضو کیا اور اسماء سے فرمایا میرے نماز کے کپڑے لے آؤ اور خوشبو بھی لے آؤ_

جناب اسماء نے لباس حاضر کیا آپ نے وہ لباس پہنا اور خوشبو لگائي اور قبلہ رخ ہو کر اپنے بستر پر لیٹ گئیں اور اسماء سے فرمایا کہ آرام کرتی ہوں تھوڑی دیر___ بعد مجھے آواز دینا اگر میں نے جواب نہ دیا تو سمجھ لینا کہ میں دنیا سے رخصت ہوگئي ہوں اور علی (ع) کو بہت جلدی اطلاع دے دینا، اسماء کہتی ہیں کہ میں تھوڑی دیر صبر کیا اور پھر میں کمرے کے دروازے پر آئي جناب فاطمہ (ع) کو آواز دی لیکن جواب نہ سنا تب میں نے لباس کو آپ کے چہرے سے ہٹایا تو دیکھا آپ د نیا سے گزر گئي ہیں_ میں آپ کے جنازے پر گرگئي آپ کو بوسہ دیا اور روئي اچانك امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) وارد ہوگئے اپنی والدہ کی حالت پوچھی اور کہا کہ اس وقت ہماری ماں کے سونے کا وقت نہیں ہے میں نے عرض کی اے میرے عزیز و تمہاری ماں دنیا سے رخصت ہوگئي ہیں_

امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) ماں کے جنازے پر گرگئے بوسہ دیتے اور روتے جاتے، امام حسن (ع) کہتے تھے اماں مجھ سے بات کیجئے، امام حسین (ع) کہتے تھے اماں جان میں تیرا حسین (ع) ہوں قبل اس کے میری روح پرواز کرجائے مجھ سے بات کیئجے، جناب زہرا (ع) کے یتیم مسجد کی طرف دوڑے تا کہ باپ کو ماں کی موت کی خبردیں، جب جناب زہراء (ع) کی موت کی خبر علی (ع) کی ملی تو آپ نے شدت غم اور اندوہ سے بیتاب ہوکر فرمایا_ پیغمبر(ص) کی دختر آپ میرے لئے سکون کا باعث تھیں، اب آپ کے بعد کس سے سکون حاصل کروں گا؟ (1)

آپ کا دفن اور تشیع جنازہ

جناب زہراء (ع) کے گھر سے رونے کی آواز بلند ہوئي اہل مدینہ کو علم ہوگیا اور تمام شہر سے رونے اور گریہ کی آوازیں بلند ہونے لگیں لوگوں نے حضرت علی (ع) کے گھر کا رخ کیا، حضرت علی (ع) بیٹھے ہوئے تھے جناب امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) آپ کے اردگرد بیٹھے گریہ کر رہے تھے_ جناب ام کلثوم روتی اور فرماتی تھیں یا رسول اللہ (ص) گویا آپ ہمارے پاس سے چلے گئے لوگ گھر کے باہر اجتماع کئے ہوئے تھے اور وہ حضرت زہراء (ع) کے جنازے کے باہر آنے کے منتظر تھے، اچانك جناب ابوذر گھر سے باہر نکلے اور کہا لوگو چلے جاؤ کیونکہ جنازے کی تشیع میں دیر کردی گئي ہے (2)_

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 186_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 192_

جناب ابوبکر اور عمر نے حضرت علی (ع) کو تعزیب دی اور عرض کیا یا ابالحسن مبادا ہم سے پہلے جناب فاطمہ (ع) پر نماز پڑھیں (1)_

لیکن حضرت علی (ع) نے اسماء کے ساتھ مل کر اسی رات جناب زہراء (ع) کو غسل و کفن دیا، جناب زہرا کے چھوٹے چھوٹے بچے جنازے کے اردگرد گریہ کر رہے تھے، جب آپ غسل و کفن سے فارغ ہوگئے تو آواز دی اے حسن (ع) و حسین (ع) اے زینب و ام کلثوم آو ماں کو وداع کرو کہ پھر ان کو نہ دیکھ سکو گے، جناب زہراء (ع) کے یتیم، ماں کے نازنین جنازے پر گرے اور بوسہ دیا اور روئے_ حضرت علی (ع) نے ان کو جنازے سے ہٹایا (2)_

جنازے پر نماز پڑھی اور جناز اٹھایا، جناب عباس، فضل، مقداد، سلمان، ابوذر، عمار، حسن (ع) اور حسین (ع) ، عقیل، بریدہ، حذیفہ، ابن مسعود جنازے کی تشیع میں شریك ہوئے (3)_

جب تمام آنکھیں ہو رہی تھیں اندھیرے میں جنازے کو آہستہ آہستہ اور خاموشی کے ساتھ قبر کی طرف لے گئے تا کہ منافقین کو علم نہ ہوجائے اور دفن کرنے سے روك نہ دیں، جنازے کو قبر کے کنارے زمین پر رکھا گیا_ امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے خود اپنی بیوی کے نازنین جسم کو اٹھایا اور قبر میں رکھ دیا اور قبر کو فوراً بند کردیا (4)_

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 199_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 179_
3) بحار الانوار، ج 43 ص 183_
4) بحار الانوار، ج 43 ص 183_

حضرت علی (ع) جناب زہراء (ع) کی قبر پر

جناب زہراء (ع) کے دفن کو مخفی اور بہت سرعت سے انجام دیا گیا تا کہ دشمنوں کو اطلاع نہ ہو اور وہ _ آپ کے دفن میں مانع نہ ہوں لیکن جب حضرت علی (ع) جناب زہراء (ع) کے دفن سے فارغ ہوئے آپ پر بہت زیادہ غم و اندوہ نے غلبہ کیا آپ نے فرمایا اے خدا کس طرح میں نے پیغمبر (ص) کی نشانی کو زمین میں دفن کیا ہے، کتنی مہربان بیوي، باصفا، پاکدامن اور فداکار کو اپنے ہاتھ سے دے بیٹھا ہوں خدایا اس نے میرا دفاع کرنے میں کتنے مصائب برداشت کئے ہیں کتنی میرے گھر میں زحمت اٹھائي ہے_ آہ زہراء (ع) کا اندرونی درد افسوس ان کے ٹوٹے ہوئے پہلو پر اور ان کے ورم کئے ہوئے بازو پر ان کے ساقط شدہ بچے پر، اے میرے خدا میری امید تھی کہ آخری زندگی تك اس مہربان بیوی کے ساتھ گزاروں گا لیکن افسوس اور صد افسوس کو موت نے ہمارے درمیان جدائي ڈال دی ہے_ آہ میں زہراء (ع) کے یتیم چھوٹے بچوں کا کیا کروں؟

رات کے اندھیرے میں آپ جناب رسول خدا (ص) کی قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی سلام ہو آپ پر اے رسول خدا (ص) میری طرف سے اور آپ کی پیاری دختر کی طرف سے جو ابھی آپ کی خدمت میں پہنچنے والی ہے اور آپ کے جوار میں دفن ہوئي ہے اور سب سے پہلے آپ سے جاملی ہے، یا رسول اللہ میرا صبر ختم ہوگیا ہے لیکن اس کے سوا چارہ بھی نہیں ہے، جیسے آپ کی مصیبت پر صبر کیا ہے زہراء کے فراق پر بھی صبر کروں گا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

235
یا رسول اللہ (ص) آپ کی روح میرے دامن میں قبض کی گئي میں آپ کی آنکھوں کو بند کرتا تھا میں تھا کہ جس نے آپ کے جسم مبارك کو قبر میں التارا ہاں صبر کروں گا اور پڑھوں گا انا للہ و انا الیہ راجعون، یا رسول اللہ وہ امانت جو آپ نے میرے سپرد کی تھی اب آپ (ص) کے پاس لوٹ گئي ہے_ زہراء (ع) میرے ہاتھ سے چھینی گئي ہے، آسمان اور زمین کی رونق ختم ہوگئي ہے، یا رسول اللہ (ص) میرے غم کی کوئي انتہا نہیں رہی میری آنکھوں سے نیند اڑ گئي ہے میرا غم و اندوہ ختم نہ ہوگا مگر جب کہ میں مروں گا اور آپ (ص) کے پاس پہنچوں گا یہ ایسے غم اور مصائب ہیں جو دل کے زخموں سے پیدا ہوئے ہیں، ہماری باصفا گھریلو زندگی کتنی جلدی لٹ گئي ہیں اپنے دل کے درد کو خدا سے بیان کرتا ہوں_
یا رسول اللہ (ص) آپ کی دختر آپ کو خبر دے گی کہ آپ کی امت نے اتفاق کر کے خلافت کو مجھ سے چھین لیا اور زہراء (ع) کے حق پر قبضہ کرلیا_ یا رسول اللہ (ص) حالات اور اوضاع کو اصرار سے جناب فاطمہ (ع) سے پوچھنا کیوں کہ ان کے دل میں بہت زیادہ درد موجود ہے جو یہاں ظاہر یہ کرسکیں لیکن آپ سے وہ بیان کریں گي، تا کہ خدا ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان قضاوت کرے_ یا رسول اللہ(ص) آپ کو وداع کرتا ہوں اس لئے نہیں کہ آپ (ص) کی قبر پر بیٹھنے سے تھك گیا ہوں اور آپ سے رخصت ہوتا ہوں، اس لئے نہیں کہ یہاں ملول خاطر ہوگیا ہوں اور اگر آپ (ص) کی قبر پر بیٹھا رہوں تو اس لئے نہیں کہ اللہ تعالی کے اس وعدے پر "جو صبر کرنے والوں کو دیا گیا ہے" یقین نہیں رکھتا پھر بھی صبر کرنا تمام چیزوں سے بہتر ہے_

236
یا رسول اللہ (ص) اگر دشمنوں کی شماتت کا خوف نہ ہوتا تو آپ (ص) کی قبر پر بیٹھا رہتا اور اس مصیبت عظمی پر روتا رہتا، یا رسول اللہ (ص) ہمارے حالات ایسے تھے کہ ہم مجبور تھے کہ آپ کی بیٹی کو مخفی طور سے رات کی تاریکی میں دفن کریں_ اس کا حق لے لیا گیا اور اسے میراث سے محروم رکھا گیا، یا رسول اللہ (ص) میں اپنے اندرونی درد کو خدا کے سامنے پیش کرتا ہوں اور اس دردناك مصیبت پر آپ (ص) کو تسلیت پیش کرتا ہوں آپ(ص) پر اور اپنی مہربانی بیوی پر میرا درد رہو (1)_
حضرت علی (ع) نے دشمنوں کے خوف سے جناب زہراء (ع) کی قبر مبارك کو ہموار کردیا اور سات یا چالیس تازہ قبریں مختلف جگہ پر بنادیں تا کہ حقیقی قبر نہ پہچانی جاسکے (2)_
اس کے بعد آپ اپنے گھر واپس لوٹ آئے، جناب ابوبکر اور عمر اور دوسرے مسلمان دوسری صبح کو تشیع جنازہ کے لئے حضرت علی (ع) کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، لیکن مقداد نے اطلاع دی کہ جناب فاطمہ (ع) کو کل رات دفن کردیا گیا ہے جناب عمر نے جناب ابوبکر سے کہا ہیں نے نہیں کہا تھا کہ وہ ایسا ہی کریں گے؟ جناب عباس نے اس وقت کہا کہ خود جناب فاطمہ (ع) نے وصیت کی تھی کہ مجھے رات کو دفن کردیا جائے اور ہم نے آپ(ع) کی وصیت کے مطابق عمل کیا ہے_ جناب عمر نے کہا، کہ بنی ہاشم کی دشمنی اور حسد ختم ہونے والا نہیں میں فاطمہ (ع) کی قبر کو کھودونگا
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 192_
2) بحار الانوار، ج 43 ص 183_

237
اور اس پر نماز پڑھوں گا_
حضرت علی (ع) نے فرمایا اے عمر خدا کی قسم اگر تم ایسا کروگے تو میں تیرا خون تلوار سے بہادوں گا ہرگز اجازت نہیں دوں گا کہ فاطمہ (ع) کے جنازے کو قبر سے باہر نکالاجائے_ جناب عمر نے حالت کو خطرناك بھانپ لیا اور اپنے اس ارادے سے منحرف ہوگئے (1)_

وفات کی تاریخ
بظاہر اس امر میں شك کی گنجائشے نہیں کہ جناب زہراء (ع) کی وفات گیا رہ ہجری کو ہوئي ہے کیونکہ پیغمبر (ص) دس

ہجری کو حجة الوداع کے سفر پر تشریف لے گئے اور گیارہویں ہجری کے ابتدا میں آپ نے وفات پائي مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جناب فاطمہ (ع) آپ ے بعد ایك سال سے کم زندہ رہیں، لیکن آپ کی وفات کے دن اور مہینے میں بہت زیادہ اختلاف ہے_
دلائل الامامہ کے مولّف اور کفعی نے مصباح یں اور سیّد نے اقبال میں اور محدّث قمی نے منتہی الامال میں آپ نے وفات پائي مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جناب فاطمہ (ع) آپ کے بعد ایك سال سے کم زندہ رہیں، لیکن آپ کی وفات کے دن اور مہینے میں بہت زیادہ اختلاف ہے_
لائل الامامہ کے مولّف اور کفعی نے مصباح میں اور سیّد نے اقبال میں اور محدّث قمی نے منتہی الامال میں آپ کی وفات تیسری جمادی الثانی کو بتلائي ہے_
ابن شہر آشوب نے مناقب میں آپ کی وفات تیرہ ربیع الثانی کو بتلائي ہے_
ابن شہر آشوب نے مناقب میں آپ کی وفات تیرہ ربیع الثانی میں بتائي ہے_
ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں اور طبری نے اپنی تاریخ میں
----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 199_

فرمایا ہے کہ جناب زہراء (ع) نے تیسرے رمضان المبارك کو وفات پائي مجلسی نے بحار الانوار میں بھی یہ محمد بن عمر سے نقل کیا ہے_
مجلسی نے ___ بحار الانوار مینمحمد بن میثم سے نقل کیا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) کی وفات بیس جمادی الثانی کو ہوئي_
محمد تقی سپہر نے ناسخ التواریخ میں ستائیس جمادی الاوّل کو آپ کی وفات بتلائي ہے_
یہ اتنا بڑا اختلاف اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت زہرا (ع) باپ کے بعد کتنے دن زندہ رہیں_
75/ دن: کلینی نے کافی ہیں اور دلائل الامامہ کے مولّف نے لکھا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) پیغمبر (ص) کے بعد پچہتر دن زندہ رہی ہیں_ سید مرتضی نے عیون المعجزات میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اس قول کی دلیل وہ روایت ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بارے میں وارد ہوئي ہے امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) ، پیغمبر (ص) کے بعد پچہتر دن زندہ رہیں_
72/دن : ابن شہر آشوب نے مناقب میں لکھا ہے کہ فاطمہ (ع) باپ کے بعد بہتر دن زندہ رہیں_
3 مہینے: ابوالفرج نے مقاتل الطالبین میں لکھا ہے کہ جناب زہرا (ع) کی زندگی میں پیغمبر (ص) کے بعد اختلاف ہے، لیکن آٹھ مہینہ سے زیادہ اور چالیس دن سے کمتر نہ تھي، لیکن صحیح قول وہی ہے کہ جو جعفر صادق علیہ السلام
----

1) اصول کافي، ج 1 ص 241_

سے روایت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت زہرا ء (ع) رسول خدا (ص) کے بعد تین مہینے زندہ رہیں (1)_ اس قول کو صاحب کشف الغمہ نے دولابی سے اور ابن جوزی نے عمر ابن دینار سے بھی نقل کیا ہے_
40 دن: مجلسی نے بحار الانوار میں جناب فضّہ سے جو جناب زہراء (ع) کی کنیز تھیں اور کتاب روضة الواعظین میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ حضرت زہرا (ع) باپ کے بعد چالیس دن زندہ رہی ہیں شہر ابن آشوب نے مناقب میں اسی قول کو قربانی سے نقل کیا ہے_
6 مہینے: مجلسی نے بحار الانوار میں امام محمد باقر (ع) سے روایت کی ہے کہ حضرت زہراء (ع) باپ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں، کشف الغمہ میں اسی قول کو ابی شہاب اور زہری اور عائشےہ اور عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے_ ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں ایك قول چھ مہینے سے دس دن کم کا نقل کیا ہے_
4 مہینے: ابن شہر آشوب نے مناقب میں چہار مہینے کا قول نقل کیا ہے_
95 دن: امام محمد باقر (ع) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ زندہ فرمایا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) باپ کے بعد پنچانوے دن

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

زندہ رہیں_
70 دن: ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں امام جعفر صادق (ع) سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) باپ کے بعد ستّر دن زندہ رہیں_
2 مہینے، 8 مہینے اور 100 دن: مجلسی نے بحار الانوار میں دو مہینے اور آٹھ مہینے اور سو دن کا قول بھی نقل کیا ہے_
----

1) مقاتل الطالبین، ص 31

240
پیغمبر (ص) کی وفات کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے شیعہ علماء کے درمیان مشہور یہ ہے کہ آپ کی وفات اٹھائیس صفر کو ہوئي لیکن اہل سنت کے اکثر علماء نے آپ کی وفات کو بارہ ربیع الاوّل کہی ہے اور دوسری ربیع الاوّل بھی گہی گئي ہے_
حضرت زہراء (ع) کا والد کی وفات کے بعد زندہ رہنے میں تیرہ قول ہیں اور جب ان کو جناب رسول خدا (ص) کی وفات کے اقوال کے ساتھ ملاکر دیکھا جائے تو پھر جناب فاطمہ (ع) کی وفات میں دن اور مہینے کے لحاظ سے بہت کافی احتمال ہوجائیں گے یعنی تیرہ کو جب تین سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب انتالیس اقوال ہوجائیں گے، لیکن محققین پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس معالے میں آئمہ علیہم السلام کے اقوال اور آراء ہی دوسرے اقوال پر مقدم ہوں گے کیوں کہ حضرت زہراء (ع) کی اولاد دوسروں کی نسبت اپنی ماں کی وفات سے بہتر طور باخبر تھي_ لیکن جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا ہے خود آئمہ علیہم السلام کی روایات اس باب میں مختلف وارد ہوئي ہیں اس لئے کہ روایات میں پچہتر دن اور پنچانوے دن اور ستر دن اور تین مہینے اور چھ مہینے بھی وارد ہوئے ہیں_
اگر پیغمبر (ص) کی وفات کو اٹھائیس صفر تسلیم کرلیں اور پھر پچہتر دن کی روایت کا لحاظ کریں تو آپ (ع) کی وفات اس لحاظ سے 13/ اور 15/ جمادی الاوّل کو ہی محتمل ہوگی اور اگر پنچانوے دن کی روایت کا لحاظ کریں تو پھر تیسری یا پانچویں جمادی الثانی کو آنحضرت کی وفات ممکن ہوگي_
اسی طرح آپ خود حساب کرسکتے ہیں اور جو احتمال بن سکتے ہیں انہیں معلوم کرسکتے ہیں_
جناب زہراء (ع) کی عمر کے بارے میں بھی 18، 28، 29، 30، 35 سال

241
جیسے اختلافات موجود ہیں اور چونکہ پہلے ہم اس کی طرف اشارہ کرچکے ہیں لہذا یہاں دوبارہ تکرار کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہیتي_

جناب فاطمہ (ع) کی قبر مبارک
ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ خود جناب فاطمہ (ع) نے ارادہ کیا تھا کہ آپ کی قبر مخفی رہے اسی لئے حضرت علی (ع) نے آپ (ص) کو رات کی تاریکی میں دفن کیا اور آپ کی قبر کو زمین سے ہموار کردیا اور چالیس تازہ قبروں کی صورت بنادی تا کہ دشمن اشتباہ میں رہیں اور آپ کی حقیقی قبر کی جگہ معلوم نہ کرسکیں گرچہ خود حضرت علی (ع) اور ان کی اولاد اور خاص اصحاب اور رشتہ دار آپ کی قبر کی جگہ جانتے تھے_ لیکن انہیں جناب زہراء (ع) کی شفارش تھی کہ قبر کو مخفی رکھیں لہذا ان میں سے کوئي بھی حاضر نہ ہوتا تھا کہ آپ (ع) کی قبر کی نشاندہی کرتا یہاں تك کہ ایسے قرائن اور آثار بھی نہیں چھوڑے گئے کہ جس سے آپ کی قبر معلوم کی جاسکے_ آئمہ طاہرین یقینی طور سے آپ کی قبر سے آگاہ تھے لیکن انہیں بھی اس کی اجازت نہ تھی کہ وہ اس راز الہی کو فاش اور ظاہر کریں لیکن اس کے باوجود اہل تحقیق نے اس کی جستجو میں کمی نہیں کی اور ہمیشہ اس میں بحث و گفتگو کرتے رہے لہذا بعض قرائن اور امارات سے آپ کے دفن کی جگہ کو انہوں نے بتلایا ہے_
1_ بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ جناب پیغمبر (ص) کے روضہ میں ہی دفن ہیں_ مجلسی نے محمد بن ہمام سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی (ع) نے جناب فاطمہ (ع) کو رسول (ص) کے روضہ میں دفن کیا ہے لیکن قبر کے آثار کو بالکل

242

مثاديا_ نيز مجلسی نے جناب فضہ سے نقل كيا ہے كہ آپ نے كہا كہ جناب فاطمہ (ع) كی نماز جنازہ روضہ رسول ميں پڑھی گئي اور آپ كو رسول (ص) كے روضہ ميں ہی دفن كرديا گيا_
شيخ طوسی نے فرمايا ہے كہ بظاہر جناب فاطمہ (ع) كو جناب رسول خدا (ص) كے روضہ ميں ی اپنے گھر ميں دفن كيا گيا ہے اس احتمال كے لئے مزيد دليل جولائي جاسكتی ہے وہ وہ روايت ہے كہ جو رسول خدا (ص) سے نقل كی گئي ہے كہ آپ نے فرمايا كہ ميری قبر اور ميرے منبر كے درميان جنت كے باغوں ميں سے ايك باغ ہے (1)_
دوسری دليل يہ ہے كہ لكھا ہے كہ حضرت علی (ع) نے روضہ پيغمبر پر فاطمہ (ع) كی نماز پڑھی اور اس كے بعد پيغمبر كو مخاطب كيا اور فرمايا ميرا اور آپ كی دختر كا آپ پر سلام ہو جو آپ كے جوار ميں دفن ہے_
2_ مجلسی نے ابن بابويہ سے نقل كيا ہے كہ انہوں نے فرمايا كہ ميرے نزديك يہ بات صحيح ہے كہ جناب فاطمہ (ع) كو اپنے گھر ميں دفن كيا تھا اور جب بنی اميہ نے مسجد نبوی كی توسيع كی تو جناب فاطمہ (ع) كی قبر مسجد ميں آگئي_
مجلسی نے محمد ابن ابی نصر سے نقل كيا ہے كہ انہوں نے كہا كہ ميں نے جناب ابوالحسن (ع) سے پوچھا كہ جناب فاطمہ (ع) كی قبر كہاں ہے تو آپ نے فرمايا كہ اپنے گھر ميں مدفون ہيں اور بعد ميں مسجد ميں آگئي ہيں جب مسجد كی توسيع كی گئي _
3_ صاحب كشف الغمہ لكھتے ہيں كہ مشہور يہی ہے كہ جناب فاطمہ (ع) كو بقيع ميں دفن كيا گيا_ سيد مرتضی نے بھی عيون المعجزات ميں يہی قول اختيار كيا ہے

----

1) بحار الانوار، ج 43 ص 185_

243

ابن جوزی لكھتے ہيں كہ يہ بھی كہا گيا ہے كہ جناب فاطمہ (ع) بقيع ميں مدفون ہيں يہ مطلب شايد اس لئے سمجھا گيا ہو كہ حضرت علی (ع) نے چاليس تازہ قبريں بقيع ميں بنائي تھيں اور جب بعض نے ان قبروں ميں جناب فاطمہ (ع) كے جنازے كو نكالنے كا ارادہ كيا تو حضرت علی (ع) خشمناك اور غصّے ميں آگئے تھے اور انہيں قتل كرنے كی دھمكی بھی دے دی تھی پس معلوم ہوتا ہے كہ ان قبروں ميں سے ايك قبر جناب زہراء (ع) كی تھي_
4_ ابن جوزی لكھتے ہيں كہ بعض نے لكھا ہے كہ جناب فاطمہ (ع) كو عقيل كے گھر كے قريب دفن كيا گيا تھا آپ كی قبر سے راستے تك سات ذرع كا فاصلہ ہے_ عبداللہ بن جعفر نے كہا ہے كہ اس ميں كوئي شك نہيں كہ جناب فاطمہ (ع) كی قبر عقيل كے گھر كے قريب واقع ہے_ ان چار احتمالات ميں سے پہلا اور دوسرا احتمال ترجيح ركھتا ہے_

فاطمه زهراءاسلام كي مثالي خاتون

244

حصّہ ہفتم

حضرت زہراء (ع) كا جناب ابوبكر سے اختلاف اور اس كی تحقيق

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

واقعہ فدك اور جناب زہراء (ع) كا جناب ابوبكر سے اختلاف و نزاع صدر اسلام سے لے كر آج تك ہميشہ علماء اور دانشمندوں كے درميان مورد بحث و تحقيق رہا ہے_ اس موضوع پر بہت زيادہ كتابيں لكھى جاچكى ہيں ان تمام مباحث كا ذكر كرنا جب كہ اس كتاب كى غرض جناب فاطمہ (ع) كى زنگى كے ان واقعات كى تشريح كرنے ہے جو لوگوں كے لئے عملى درس ہوں، بہت زيادہ مناسبت نہيں ركھتا اور اہم پہلے سادہ اور مختصر طور پر اس كى طرف اشارہ بھى كرچكے ہيں ليكن پڑھے لكھے لوگ ايك سطح كى معلومات نہيں ركھتے بلكہ ان ميں بعض حضرات محقق ہوا كرتے ہيں كہ جو چاہتے ہيں كہ اس حساس اور مہم موضوع پر جو صدر اسلام سے مورد بحث رہا ہے زيادہ تحقيق اور دقت كى جانى چاہيئے اور اس واقعہ كو علمى لحاظ سے مورد بحث اور تحقيقى لحاظ سے ہونا چاہيئے لہذا اہم اس حصے كو سابقہ بحث كى بہ نسبت تفصيل سے بحث كرنے كے لئے اس موضوع ميں وارد ہو رہے ہيں تا كہ اس موضوع پر زيادہ بحث كى جائے_

اختلاف اور نزاع كا موضوع

جو لوگ اس بحث ميں وارد ہوئے ہيں اكثر نے صرف فدك كے اطراف ميں بحث كى ہے كہ گويا نزاع اور اختلاف كا موضوع صرف فدك ميں منحصر ہے اسى وجہ سے يہاں پر كافى اشكالات اور ابہام پيدا ہوگئے ہيں ليكن جب اصلى مدارك كا مطالعہ كيا جائے تو معلوم ہوگا كہ اختلاف كا موضوع صرف فدك ميں منحصر نہيں ہے بلكہ بعض دوسرے امور ميں بھى اختلاف اور نزاع موجود ہے _ مثلاً:
جناب عائشےہ نے نقل كيا ہے كہ فاطمہ (ع) نے كسى كو ابوبكر كے پاس بھيجا اور اپنے باپ كى ميراث كا مطالبہ كيا، جناب فاطمہ (ع) نے اس وقت كئي چيزوں كا مطالبہ كيا تھا_ اول: پيغمبر (ص) كے وہ اموال جو مدينہ ميں موجود تھے_ دوم: فدك_ سوم: خيبر كا باقيماندہ خمس_ جناب ابوبكر نے جناب فاطمہ (ع) كو جواب بھجوايا كہ پيغمبر (ص) نے فرمايا ہے كہ ہم ميراث نہيں چھوڑتے جو كچھ ہم سے باقى رہ جائے وہ صدقہ ہوگا اور آل محمد بھى اس سے ارتزاق كرسكيں گے_ خدا كى قسم ميں رسول خدا(ص) كے صدقات كو تغيير نہيں دوں گا اور اس كے مطابق_ عمل كروں گا_ جناب ابوبكر تيار نہ ہوئے كہ كوئي چيز جناب فاطمہ كو ديں اسى لئے جناب فاطمہ (ع) ان پر غضبناك ہوئيں اور آپ نے كنارہ كشى اختيار كرلى اور وفات تك ان سے گفتگو اور كلام نہ كيا (1)_
----

1) شرح ابن ابى الحديد، ج 16 ص 217_

ابن ابى الحديد لكھتے ہيں كہ جناب فاطمہ (ع) نے جناب ابوبكر كو پيغام ديا كہ كيا تم رسول خدا (ص) كے وارث يا ان كے رشتہ دار اور اہل ہو؟ جناب ابوبكر نے جواب ديا كہ وارث ان كے اہل اور رشتہ دار ہيں جناب فاطمہ (ع) نے فرمايا كہ پس رسول خدا (ص) كا حصہ غنيمت سے كہاں گيا؟ جناب ابوبكر نے كہا كہ ميں نے آپ كے والد سے سنا ہے كہ آپ (ص) نے فرمايا ہے كہ خدا نے پيغمبر (ص) كے لئے طعمہ (خوارك) قرار ديا ہے اور جب اللہ ان كى روح قبض كرليتا ہے تو وہ مال ان كے خليفہ كے لئے قرار دے ديتا ہے ميں آپ كے والد كا خليفہ ہوں مجھے چاہيئے كہ اس مال كو مسلمانوں كى طرف لوٹا دوں (1)_
عروہ نے نقل كيا ہے كہ حضرت فاطمہ (ع) كا اختلاف اور نزاع جناب ابوبكر سے فدك اور ذوى القربى كے حصّے كے مطالبے كے سلسلے ميں تھا ليكن جناب ابوبكر نے انہيں كچھ بھى نہ ديا اور ان كو خدا كے اموال كا جز و قرار دے ديا (2)_
جناب حسن بن على بن ابى طالب فرماتے ہيں كہ جناب ابوبكر نے جناب فاطمہ (ع) اور بنى ہاشم كو ذوى القربى كے سہم اور حصے سے محروم كرديا اور اسے سبيل اللہ كا حصہ قرار دے كر ان سے جہاد كے لئے اسلحہ اور اونٹ اور خچر خريدتے تھے (3)_
ان مطالب سے معلوم ہوجائے گا كہ حضرت فاطمہ (ع) فدك كے علاوہ بعض دوسرے موضوعات ميں جيسے رسول خدا كے ان اموال ميں جو مدينے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

-----

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 219_
2) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 231_
3) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 231_

میں تھے اور خیبر کے خمس سے جو باقی رہ گیا تھا اور غنائم سے رسول خدا(ص) کے سہم اور ذوی القربی کے سہم میں بھی جناب ابوبکر کے ساتھ نزاع رکھتی تھیں لیکن بعد میں یہ مختلف موضوع خلط ملط کردیئے گئے کہ جن کی وجہ سے جناب فاطمہ (ع) کے اختلاف اور نزاع میں ابہامات اور اشکالات رونما ہوگئے حقیقت اور اصل مذہب کے واضح اور روشن ہوجانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام موارد نزاع کو ایك دوسرے سے علیحدہ اور جدا کیا جائے اور ہر ایك میں علیحدہ بحث اور تحقیق کی جائے_

پیغمبر (ص) کے شخصی اموال

پیغمبر (ص) کی کچھ چیزیں اور مال ایسے تھے جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھے اور آپ ہی اس کے مالك تھے جیسے مکان اور اس کا وہ کمرے کہ جس میں آپ (ص) اور آپ(ص) کی ازواج رہتی تھیں آپ کی شخصی لباس اور گھر کے اسباب جیسے فرش اور برتن و غیرہ، تلوار، زرہ، نیزہ، سواری کے حیوانات جیسے گھوڑا، اونٹ، خچر اور وہ حیوان جو دودھ دیتے تھے جیسے گوسفند اور گائے و غیرہ_ ان تمام چیزوں کے پیغمبر اسلام مالك تھے اور یہ چیزیں احادیث اور تاریخ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ درج ہیں (1)_

بظاہر اس میں کوئي شك نہ ہوگا کہ یہ تمام چیزیں آپ کی ملك تھیں اور آپ کی وفا کے بعد یہ اموال آپ کے ورثا کی طرف منتقل ہوگئے_

----

1) مناقب شہر ابن آشوب، ج 1 ص 168 _ کشف الغمہ، ج 2 ص 122_

حسن بن علی و شاء کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ کیا رسول خدا(ص) نے فدك کے علاوہ بھی کوئي مال چھوڑ تھا؟ تو آپ نے فرمایا، ہاں، مدینہ میں چند باغ تھے جو وقف تھے اور چھ گھوڑے تین عدد ناقہ کہ جن کے نام عضباء اور صہبا، اور دیباج تھے، دو عدد خچر جن کا نام شہبا، اور دلدل تھا، ایك عدد گدھا بنام یعفور، دو عدد دودھ دینے والی گوسفند، چالیس اونٹیاں دودھ دینے والي، ایك تلوار ذوالفقار نامي، ایك زرہ بنا م ذات الفصول عمامہ بنام سحاب، دو عدد عبا، کئي چمڑے کے تکئے_ پیغمبر(ص) یہ چیزیں رکھتے تھے آپ کے بعد یہ تمام چیزیں جناب فاطمہ (ع) کی طرف سوائے زرہ، شمشیر، عمامہ اور انگوٹھی کے منتقل ہوگئیں تلوار، زرہ، عمامہ اور انگوٹھی حضرت علی (ع) کو دیئے گئے (1)_

پیغمبر(ص) کے وارث آپ کی ازواج او رجناب فاطمہ زہراء (ع) تھیں_ تاریخ میں اس کا ذکر نہیں آیا کہ پیغمبر (ص) کے ان اموال کو ان کے ورثا میں تقسیم کیا گیا تھا لیکن بظاہر اس میں کوئي شك نہیں کہ آپ کے امکانات آپ کی ازواج ہی کو دے دیئے گئے تھے کہ جن میں وہ آپ کے بعد رہتی رہیں، بعض نے یہ کہا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے اپنی زندگی میں یہ مکانات اپنی ازواج کو بخش دیئے تھے اور اس مطلب کو ثابت کرنے کے لئے اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے_

"و قرن فی بیوتکن وَلا تبرّجن تبرّج

----

1) کشف الغمہ، ج 2 ص 122_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

250

الجاہلية الاولى " (1)

گہا گیا ہے کہ خداوند عالم نے اس آیت میں حکم دیا ہے کہ اپنے گھروں میں رہتی رہو اور جاہلیت کے دور کی طرح باہر نہ نکلو_ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھر ان کے تھے تب تو اس میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے ورنہ حکم اس طرح دیا جاتا کہ تم پیغمبر(ص) کے گھروں میں رہتی ہو، لیکن اہل تحقیق پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ یہ آیت اس مطلب کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے کیوں کہ اس طرح کی نسبت دے دینا عرفی گفتگو میں زیادہ ہوا کرتی ہے اور صرف کسی چیز کا کسی طرف منسوب کردینا اس کے مالك ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا_ مرد کی ملك کو اس کی بیوی اور اولاد کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے تمہارا گھر، تمہارا باغ، تمہارا فرش، تمہارے برتن حالانکہ ان تمام کا اصلی مالك ان کا باپ یا شوہر مرد ہوا کرتا ہے_ کسی چیز کو منسوب کرنے کے لئے معمولی سی مناسبت بھی کافی ہوا کرتی ہے جیسے کرائے پر مکان لے لینا یا اس میں رہ لینے سے بھی کہاجاتا ہے تمہارا گھر، چونکہ پیغمبر(ص) نے ہر ایك بیوی کے لئے ایك ایك کمرہ مخصوص کر رکھا تھا اس لئے کہا جاتا تھا جناب عائشےہ کا گھر یا جناب ام سلمہ کا گھر یا جناب زینب کا گھر یا جناب ام حبیبہ کا گھر لہذا اس آیت سے یہ مستفاد نہیں ہوگا کہ پیغمبر اکرم(ص) نے یہ مکانات ان کو بخش دیئے تھے_ اس کے علاوہ اور کوئي بھی دلیل موجود نہیں جو یہ بتلائے کہ یہ مکان ان کی ملك میں تھا، لہذا کہنا پڑے گا کہ ازدواج نے یا تو مکانات اپنے ارث کے حصے کے طور پر لے رکھے تھے یا اصحاب نے پیغمبر(ص) کے احترام

-----

1) سورہ احزاب آیت 33_

251

میں انہیں وہیں رہنے دیا جہاں وہ پیغمبر(ص) کی زندگی میں رہ رہیں تھي_ جناب فاطمہ (ع) ان مکانوں کے ورثاء میں سے ایك تھیں آپ نے بھی اسی لحاظ سے اپنے حق کا ان سے مطالبہ نہیں کیا اور انہی کو اپنا حصہ تا حیات دیئےکہا_ خلاصہ اس میں کسی کو شك نہیں کرنا چاہیئے کہ رسول خدا(ص) نے اس قسم کے اموال بھی چھوڑے ہیں جو ور ثاء کی طرف منتقل ہوئے اور ان کو قانون وراثت اور آیات وراثت شامل ہوئیں_

فدك

مدینہ کے اطراف میں ایك علاقہ ہے کہ جس کا نام فدك ہے مدینہ سے وہاں تك دودن کا راستہ ہے_ یہ علاقہ زمانہ قدیم میں بہت آباد اور سرسبز اور درختوں سے پر تھا_ معجم البلدان والے لکھتے ہیں کہ اس علاقہ میں خرمے کے بہت درخت تھے اور اس میں پانی کے چشمے تھے کہ جس سے پانی ابلتا تھا ہم نے پہلے بھی ثابت کیا ہے کہ فدك کوئي معمولی اور بے ارزش علاقہ نہ تھا بلکہ آباد اور قابل توجہ تھا_

یہ علاقہ یہودیوں کے ہاتھ میں تھا جب 7 سنہ ہجری کو خیبر کا علاقہ فتح ہوگیا تو فدك کے یہودیوں نے اس سے مرعوب ہوکر کسی آدمی کو پیغمبر(ص) کے پاس روانہ کیا اور آپ سے صلح کرنے کی خواہش کي_

ایك اور روایت میں نقل ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم(ص) نے محیصہ بن مسعود کو ان یہودیوں کے پاس بھیجا اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے اسلام قبول نہ کیا البتہ صلح کرنے کی خواہش کا اظہار کیا_ جناب رسول خدا(ص) نے ان کی خواہش کو قبول فرمایا اور ان سے ایك صلح نامہ

252

تحریر کیا اس صلح کی وجہ سے فدك کے یہودی اسلام کی حفاظت اور حمایت میں آگئے_

صاحب فتوح البلدان لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے اس صلح میں فدك کی آدھی زمین پیغمبر(ص) کے حوالے کردي، معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ فدك کے تمام باغات اور اموال اور زمین کا نصف پیغمبر(ص) کو دے دیا_

تاریخ گواہ ہے کہ اس صلح کی قرارداد کی رو سے جو فدك کے یہودیوں اور پیغمبر(ص) کے درمیان قرار پائي تھی تمام آراضی اور باغات اور اموال کا آدھا یہودیوں نے پیغمبر(ص) کو دے دیا، یعنی یہ مال خالص پیغمبر(ص) کی ذات کا ہوگیا کیونکہ جیسا کہ آپ ملاحظہ کرچکے ہیں یہ علاقہ بغیر جنگ کئے پیغمبر(ص) کے ہاتھ آیا ہے اسلام کے قانون کی رو سے جو علاقہ بھی بغیر جنگ کئے فتح ہوجائے وہ رسول(ص) کا خالص مال ہوا کرتا ہے_

یہ قانون اسلام کے مسلمہ قانون میں سے ایك ہے اور قرآن مجید بھی یہی حکم دیتا ہے_ جیسے خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:
وما افاء الله علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من
ذل: و لارکاب و لکن الله یسلط رسلہ علی من یشاء و الله علی کل شيء قدیر، ما افاء الله علی رسولہ من اہل القوی فللہ و للرسول " (1)_
یعنی وہ مال کہ جو خدا نے اپنے پیغمبر(ص) کے لئے عائد کردیا ہے اور تم نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے لیکن الله اپنے پیغمبروں کو
----

1) سورہ حشر آیت 6_

253
جس پر چاہتا ہے مسلط کردیتا ہے او رخدا تمام چیزوں پر قادر ہے_ یہ اموال الله اور اس کے پیغمبر کے لئے مخصوص ہیں_
لہذا اس میں کسی کو شك نہیں ہونا کہ فدك پیغمبر(ص) کے خالص اموال سے ایك تھا یہ بغیر لڑائي کے پیغمبر(ص) کو ملا تھا اور پیغمبر(ص) اس کے خرچ کرنے میں تمام اختیارات رکھتے تھے آپ حق رکھتے تھے کہ جس جگہ بھی مصلحت دیکھیں فدك کے مال کو خرچ کریں آپ اس مال سے حکومت کا ارادہ کرنے میں بھی خرچ کرتے تھے اور اگر کبھی اسلام کے اعلی مصالح اور حکومت اسلامی کے مصالح اقتضا کرتے تو آپ کو حق تھا کہ فدك میں سے کچھ حصہ کسی کو بخش دیں تا کہ وہ اس کے منافع اور آمدنی سے فائدہ اٹھاتا رہے، آپ کو حق تھا کہ فدك کے آباد کرنے کے عوض کسی کو بلاعوض یا معاوضہ پر بھی دے دیں اور آپ یہ بھی کرسکتے تھے کہ کسی کی اسلامی خدمات کے عوض اس سے کچھ مال اسے بخش دیں، اور یہ بھی کرسکتے تھے کہ فدك کی آمدنی سے کچھ حکومت اسلامی اور عمومی ضروریات پر خرچ کردیں اور یہ بھی حق رکھتے تھے کہ اپنی اور اپنے خاندان کی ضروریات کے لئے فدك کا کچھ حصہ مخصوص قرار دے دیں_ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے فدك کو اپنے اور اپنے خاندان کے معاش اور ضروریات زندگی کے لئے مخصوص کر رکھا تھا آپ نے فدك کی بعض غیر آباد زمین کو اپنے دست مبارك سے آباد کیا اور اس میں خرمے کے درخت لگائے_
ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ جب متوکل عباسی نے فدك عبدالله بن عمر بازیار کو بخش دیا تو اس میں اس وقت تك گیارہ خرمے کے وہ درخت موجود تھے جو جناب رسول خدا(ص) نے اپنے دست مبارك سے اس میں لگائے تھے_

254
جب کبھی فدك جناب فاطمہ (ع) کی اولاد کے ہاتھ میں آجاتا تھا تو وہ ان درختوں کے خرمے حاجیوں کو ہدیہ دیا کرتے تھے اور حاجی حضرات تبرّك کے طور پر لے کر ان پر کافی احسان کیا کرتے تھے_ جب یہی عبدالله فدك پر مسلط ہوا تو اس نے بشر ان بن امیہ کو حکم دیا کہ وہ تمام درخت کاٹ دے جب وہ درخت کاٹے گئے اور کاٹنے والا بصرہ لوٹ آیا تو اسے فالج ہوگیا تھا_ (1)
پیغمبر(ص) کی عادت یہ تھی کہ فدك کی آمدنی سے اپنی اور اپنے خاندان کی ضروریات کے مطابق لے لیتے تھے اور جو باقی بچ جاتا تھا وہ بنی ہا شم کے فقراء اور ابن سبیل کو دے دیا کرتے تھے اور بنی ہاشم کے فقراء کی شادی کرانے کے اسباب بھی اسی سے مہیا کرتے تھے_

فدك جناب فاطمہ (ع) کے پاس
سب سے زیادہ مہم نزاع اور اختلاف جو جناب فاطمہ (ع) او رجناب ابوبکر کے درمیان پیا ہوا وہ فدك کا معاملہ تھا، حضرت فاطمہ (ع) مدعی تھیں کہ رسول خدا(ص) نے اپنی زندگی میں فدك انہیں بخش دیا تھا لیکن جناب ابوبکر اس کا انکار کرتے تھے، ابتداء میں تو جھگڑا ایك عادی امر شمار ہوتا تھا لیکن بعد میں اس نے تاریخ کے ایك اہم واقعہ اور حساس حادثہ کی صورت اختیار کرلی کہ جس کے آثار اور تنائج جامعہ اسلامی کے سالوں تك دامن گیر ہوگئے اور اب بھی ہیں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 217_

255

اس نزاع میں جو بھی حق ہے وہ اچھی طرح واضح اور روشن ہوجائے لہذا چند مطالب کی تحقیق ضروری ہے_
پہلا مطلب: کیا پیغمبر(ص) :کو دولت او رحکومت کے اموال اپنی بیٹی کو بخش دینے کا حق تھا یا نہیں_ (واضح رہے کہ بعض علماء کا نظریہ یہ ہے کہ انفال اور فی اور خمس و غیرہ قسم کے اموال حکومت اسلامی کے مال شمار ہوتے ہیں اور حاکم اسلامی صرف اس پر کنٹرول کرتا ہے یہ اس کا ذاتی مال نہیں ہوتا، اسی نظریئے کے صاحب کتاب بھی معلوم ہوتے ہیں گرچہ یہ نظریہ شیعہ علماء کی اکثریت کے نزدیك غلط ہے اور خود آئمہ طاہرین کے اقدام سے بھی یہ نظریہ غلط ثابت ہوتا ہے اور قرآن مجید کے ظواہر سے بھی اسی نظریئے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ ان تمام سے ان اموال کا پیغمبر(ص) اور امام کا شخصی اور ذاتی مال ہونا معلوم ہوتا ہے نہ منصب اور حکومت کا لیکن صاحب کتاب اپنے نظریئے کے مطابق فدك کے قبضئے کو حل کر رہے ہیں "مترجم")
ممکن ہے کہ کوئي یہ کہے کہ غنائم اور دوسرے حکومت کے خزانے تمام مسلمانوں کے ہوتے ہیں اور حکومت کی زمین کو حکومت کی ملکیت میں ہی رہنا چاہیئے، لیکن ان کی آمدنی کو عام ملت کے منافع اور مصالح پر خرچ کرنا چاہیئے لہذا پیغمبر(ص) کے لئے جوہر خطا اور لغزش سے معصوم تھے ممکن ہی نہ تھا کہ وہ فدك کو جو خالص آپ کا ملك تھا اپنی بیٹی زہراء کو بخش دیتے_
لیکن اس اعتراض کا جواب اس طر ح دیا جاسکتا ہے کہ انفال اور اموال حکومت کی بحث ایك بہت وسیع و عریض بحث ہے کہ جو ان اوراق میں تفصیل کے ساتھ تو بیان نہیں کی جاسکتي، لیکن اسے مختصر اور نتیجہ اخذ کرنے کے

256

لئے یہاں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اگر ہم یہ تسلیم بھی کرلیں کہ فدك بھی غنائم اور عمومی اموال میں ایك تھا اور اس کا تعلق نبوت اور امامت کے منصب سے تھا یعنی اسلامی حاکم شرع سے تعلق رکھتا تھا لیکن پہلے بیان ہوچکا ہے کہ ان اموال میں سے تھا جو بغیر جنگ کے مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا اور نصوص اسلامی کے مطابق اور پیغمبر(ص) کی سیرت کے لحاظ سے اس قسم کے اموال جو بغیر جنگ کے ہاتھ آئیں یہ پیغمبر(ص) کے خالص مال شمار ہوتے ہیں البتہ خالص اموال کو بھی یہ کہا جائے کہ آپ کا شخص مال نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کا تعلق بھی حاکم اسلامی اور حکومت سے ہوتا ہے تب بھی اس قسم کے مال کا ان عمومی اموال سے جو دولت اور حکومت سے متعلق ہوتے ہیں بہت فرق ہوا کرتا ہے، کیونکہ اس قسم کے مال کا اختیار پیغمبر(ص) کے ہاتھ میں ہے اور آپ اس قسم کے اموال میں تصرف کرنے میں محدود نہیں ہوا کرتے بلکہ آپ کو اس قم کے اموال میں بہت وسیع اختیارات حاصل ہوا کرتے ہیں اور اس کے خرچ کرنے میں آپ اپنی مصلحت اندیی اور صواب دید کے پابند اور مختار ہوتے ہیں یہاں تك کہ اگر عمومی مصلحت اس کا تقاضا کرے تو آپ اس کا کچھ حصہ ایك شخص کو یا کئي افراد کو دے بھی سکتے ہیں تا کہ وہ اس منافع سے بہرہ مند ہوں_ اس قسم کے تصرفات کرنا اسلام میں کوئي اجنبی اور پہلا تصرف نہیں ہوگا بلکہ رسول خدا (ص) نے اپنی آراضی خالص سے کئي اشخاص کو چند زمین کے قطعات دیئے تھے کہ جس جس اصطلاح میں اقطاع کہا جاتا ہے_
بلاذری نے لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے زمین کے چند قطعات___ بنی نضیر اور جناب ابوبکر اور جناب عبدالرحمان بن عوف اور جناب ابو دجانہ و غیرہ کو عنایت فرما

257

دیئے تھے (1)_
ایك جگہ اور اسی بلاذری نے لکھا ہے کہ رسول خدا (ص) نے بنی نضیر کی زمینوں میں سے ایك قطعہ زمین کا مع خرمے کے درخت کے زبیر ابن عوام کو دے دیا تھا (2)_
بلاذری لکھتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے زمین کا ایك قطعہ کہ جس میں پہاڑ اور معدن تھا جناب بلال کو دے دیا (3) _
بلاذری لکھتے ہیں کے رسول خدا(ص) نے زمین کے چار قطعے علی ابن ابی طالب(ع) کو عنایت فرما دیا دیئے تھے (4)_
پس اس میں کسی کو شك نہیں ہونا چاہیئے کہ حاکم شرع اسلامی کو حق پہنچتا ہے کہ زمین خالص سے کچھ مقدار کسی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

معین آدمی کو بخش دے تا کہ وہ اس کے منافع سے استفادہ کرسکے_ پیغمبر(ص) نے بھی بعض افراد کے حق میں ایسا عمل انجام دیا ہے_ حضرت علی (ع) او رجناب ابوبکر اور جناب عمر اور جناب عثمان اس قسم کی بخشش سے نوازے گئے تھے_
بنابرین قوانین شرع اور اسلام کے لحاظ سے کوئي مانع موجود نہیں کہ رسول خدا(ص) فدك کی آراضی کو جناب زہراء (ع) کو بخش دیں، صرف اتنا مطلب رہ جائے گا کہ آیا جناب رسول خدا(ص) نے فدك جناب فاطمہ (ع) کو بخشا بھی تھا یا نہیں، تو اس کے اثبات کے لئے وہ اخبار اور روایات جو ہم تك پیغمبر(ص) کی پہنچی ہیں کافی ہیں کہ آپ
----

1) فتوح البلدان، ص 21_
2) فتوح البلدان، ص 34_
3، 4) فتوح البلدان، ص 27

258
نے فدك جناب فاطمہ (ع) کو بخش دیا تھا، نمونے کے طور پر ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت "وات ذالقربی حقہ" نازل ہوئي تو رسول خدا(ص) نے جناب فاطمہ (ع) سے فرمایا کہ فدك تمہارا مال ہے (1)_
عطیہ نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت "وات ذالقربی حقہ" نازل ہوئي تو جناب رسول خدا(ص) نے جناب فاطمہ (ع) کو اپنے پاس بلایا اور فدك آپ کو دے دیا (2)_
علی (ع) بن حسین (ع) بن علی (ع) بن ابی طالب (ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فدك جناب فاطمہ (ع) کو دے دیا تھا(3)_
جناب امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا ہے کہ جب یہ آیت "وَ ات ذالقربی حقہ" نازل ہوئي تو پیغمبر(ص) نے فرمایا کہ مسکین تو میں جانتا ہوں یہ "ذالقربی " کون ہیں؟ جبرئیل نے عرض کی یہ آپ کے اقرباء ہیں پس رسول خدا(ص) نے امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) اور جناب فاطمہ (ع) کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے دستور اور حکم دیا ہے کہ میں تمہارا حق دوں اسی لئے فدك تم کو دیتا ہوں (4)_
ابان بن تغلب نے کہا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں عرض کی کہ آیا رسول خدا(ص) نے فدك جناب فاطمہ (ع) کو دیا تھا؟ آپ (ع) نے فرمایا کہ فدك تو خدا کی طرف سے جناب فاطمہ (ع) کے لئے معین ہوا تھا (5)_
امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا کہ جناب فاطمہ (ع) حضرت ابوبکر کے پاس آئیں
------

1) کشف الغمہ، ج 2 ص 102_ در منثور، ج 4 ص 177_
2،3) کشف الغمہ ج 2 ص 102_
4، 5) تفسیر عیاشی ج 2 ص 270_

259
اور ان سے فدك کا مطالبہ کیا_
جناب ابوبکر نے کہا اپنے مدعا کے لئے گواہ لاؤ، جناب ام ایمن گواہی کے لئے حاضر ہوئیں تو ابوبکر نے ان سے کہا کہ کس چیز گواہی دیتی ہو انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ جبرئیل جناب رسول خدا(ص) کے پاس آئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیی فرماتا ہے "وَ ات ذالقربی حقہ" پیغمبر(ص) نے جبرئیل سے فرمایا کہ خدا سے سوال کرو کہ ذی القربی کون ہیں؟ جبرئیل نے عرض کی کہ فاطمہ (ع) ذوالقربی ہیں پس رسول خا(ص) نے فدك کو دے دیا (1)_
ابن عباس نے روایت کی ہے کہ جب آیت "وَ ات ذالقربی حقہ" نازل ہوئي، جناب رسول خدا(ص) نے فدك جناب فاطمہ (ع) کو دے دیا (2)_
اس قسم کی روایات سے جو اس آیت کی شان نزول میں وارد ہوئي ہیں مستفاد ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا(ص) اللہ تعالی کی طرف سے مامور تھے کہ فدك کو بعنوان ذوالقربی فاطمہ (ع) زہراء (ع) کے اختیار میں دے دیں تا کہ اس ذریعے سے حضرت علی (ع) کی اقتصادی حالت "کہ جس نے اسلام کے راستے میں _ جہاد اور فداکاری کی ہے " مضبوط رہے _
ممکن ہے کہ کوئي یہ اعتراض کرے کہ ذالقربی والی آیت کہ جس کا ذکر ان احادیث میں ہوا ہے سورہ اسراء کی آیت ہے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور سورہ اسراء کو مکّی سورہ میں شمار کیا جاتا ہے حالانکہ فدك تو مدینے میں اور خیبر کی فتح کے بعد دیا گیا تھا لیکن اس کے جواب میں دو مطلب میں سے ایك کو اختیار کیا جائے گا اور کہا جائے

----

1) تفسیر عیاشي، ج 2 ص 287_
2) در منثور، ج 4 ص 177_

گا گر چہ سورہ اسری مکّی ہے مگر پانچ آیتیں اس کی مدینہ میں نازل ہوئي ہیں_
آیت "و لا تقتلوا النفس" اور آیت "و لا تقربوا الزنا" اور آیت " اولئك الذین یدعون" اور آیت "اقم الصلوۃ" اور آیت "ذی القربی " _(1)
دوسرا جواب یہ ہے کہ ذی القربی کا حق تو مکہ میں تشریع ہوچکا تھا لیکن اس پر عمل ہجرت کے بعد کرایا گیا _

فدك کے دینے کا طریقہ

ممکن ہے کہ جناب رسول خدا (ص) نے فدك فاطمہ (ع) کو دو طریقوں میں سے ایك سے دیا ہو_ پہلا فدك کی آراضی کو آپ کا شخصی مال قرار دے دیا ہو_ دوسرا یہ کہ اسے علی (ع) اور فاطمہ (ع) کے___ خانوادے پر جو مسلمانوں کی رہبری اور امامت کا__ _ گھر تھا وقف کردیا ہو کہ یہ بھی ایك دائمی صدقہ اور وقف ہوجو کہ ان کے اختیار میں ___س دے دیا ہو_

اخبار اور احادیث کا ظاہر پہلے طریقے کی تائید کرتا ہے، لیکن دوسرا طریقہ بھی بعید قرار نہیں دیاگیا بلکہ بعض روایات میں اس پر نص بھی موجود ہے جیسے ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فدك جناب فاطمہ (ع) کو بخش دیا تھا آپ نے فرمایا کہ پیغمبر(ص) نے فدك وقف کیا اور پھر آپ ذی القربی کے مطابق وہ آپ(ع) کے اختیار میں دے دیا میں نے عرض کی کہ رسول خدا(ص) نے

----

1) تفسیر المیزان تالیف استاد بزرگ علامہ طباطبائي ج 13 ص 2_

فدك فاطمہ (ع) کو دے دیا آپ نے فرمایا بلکہ خدا نے وہ فاطمہ (ع) کو دیا (1)_
امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول(ص) نے فاطمہ (ع) کو فدك بطور قطعہ دیا (2) _
ام ہانی نے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ (ع) جناب ابوبکر کے پاس آئیں اور ان سے کہا کہ جب تو مرے گا تو تیرا وارث کون ہوگا؟ جناب ابوبکر نے کہا میری آل و اولاد، جناب فاطمہ (ع) نے فرمایا پس تم کس طرح رسول اللہ کے ہمارے سوا وارث ہوگئے ہو، جناب ابوبکر نے کہا، اے رسول کی بیٹی خدا کی قسم میں رسول اللہ (ص) کا سونے، چاندی و غیرہ کا وارث نہیں ہوا ہوں_ جناب فاطمہ (ع) نے کہا ہمارا خیبر کا حصہ اور صدقہ فدك کہاں گیا؟ انہوں نے کہا اے بنت رسول (ص) میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایك طعمہ تھا جو اللہ نے مجھے دیا تھا جب میرا انتقال ہوجائے تو یہ مسلمانوں کا ہوگا(3)_
جیسا کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں کہ ایك حدیث میں امام جعفر صادق (ع) تصریح فرماتے ہیں کہ فدك وقف تھا، دوسری حدیث میں امام زین العابدین نے اسے قطعہ سے تعبیر کیا ہے کہ جس کے معنی صرف منافع کا اسلامی او رحکومتی زمین سے حاصل کرنا ہوتا ہے، احتجاج میں حضرت زہراء (ع) نے ابوبکر سے بعنوان صدقہ کے تعبیر کیا ہے_
ایك اور حدیث میں جو پہلے گزرچکی ہے امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا ہے کہ رسول خدا (ص) نے حسن (ع) و حسین (ع) اور فاطمہ (ع) کو بلایا اور فدك انہیں دے دیا_

------

1) بحار الانوار، ج 96 ص 213_

2) كشف الغمہ، ج 2 ص 102_
3) فتوح البلدان، ص 44_

اس قسم كى احاديث سے مستفاد ہوتا ہے كہ رسول خدا(ص) نے فدك كو خانوادہ فاطمہ (ع) و على (ع) پر جو ولايت اور رہبرى كا خانوادہ تھا اور اس كے منافع كو انہيں كے ساتھ مخصوص كرديا تھا_

"ليكن جن روايات ميں وقف و غيرہ كى تعبير آئي ہے وہ ان روايات كے مقابل كہ جن ميں بخش دينا آيا ہے بہت معمولى بلكہ ضعيف بھى شمار كى جاتى ہيں لہذا صحيح نظريہ يہى ہے كہ فدك جناب فاطمہ (ع) كى شخصى اور ذاتى ملك تھا جو بعد ميں ان كى اولاد كا ارث تھا_ صاحب كتاب اس قسم كى كوشش صرف ايك غرض كے ماتحت فرما رہے ہيں اور يہ غرض اہل علم پر كہ جنہوں نے نہج البلاغہ كى موجودہ زمانے ميں جو شرح كى گئي ہے كا مطالعہ كيا ہے مخفى نہيں ہے ليكن شارح بھى حق پر نہيں ہے اور ان كى تصحيح كى كوشش بھى درست نہيں ہے " مترجم

فدك كے واقعہ ميں قضاوت

ديكھنا يہ چاہيئے كہ اس واقعہ ميں حق جناب زہراء (ع) كے ساتھ ہے يا جناب ابوبكر كے ساتھ؟ مورخين اور محدثين نے لكھا ہے كہ جناب رسول خدا (ص) كى وفات كے دس دن بعد جناب ابوبكر نے اپنے آدمى بھيجے اور فدك پر قبضہ كرليا _(1)

جب اس كى اطلاع جناب فاطمہ (ع) كو ہوئي تو آپ جناب ابوبكر كے پاس آئيں اور فرمايا كہ كيوں تيرے آدميوں نے ميرے فدك پر قبضہ كيا ہے؟ حكم دو كہ وہ فدك مجھے واپس كرديں، جناب ابوبكر نے كہا_ اے پيغمبر(ص) كى بيٹى آپ كے

----

1) شرح ابن ابى الحديد، ج 16 ص 263_

والد نے درہم اور دينار ميراث ميں نہيں چھوڑتے آپ نے خود فرمايا ہے كہ پيغمبر(ص) ارث نہيں چھوڑا كرتے، جناب فاطمہ (ع) نے كہا كہ ميرے بابا نے فدك اپنى زندگى ميں مجھے بحش ديا تھا_ جناب ابوبكر نے كہا كہ آپ كو اپنے اس مدعا پر گواہ لانے چاہئيں پس على (ع) ابن ابى طالب اور جناب امّ ايمن حاضر ہوء اور گواہى دى كہ رسول خدا(ص) نے فدك فاطمہ (ع) كو بخش ديا تھا، ليكن جناب عمر اور عبدالرحمن بن عوف نے كہا كہ ہم گواہى ديتے ہيں كہ رسول خدا (ص) فدك كى آمدنى كو مسلمانوں ميں تقسيم كرديا كرتے تھے پس ابوبكر نے كہا اے رسول(ص) كى بيٹى تم سچ كہتى ہو اور على (ع) اور امّ ايمن بھى سچ كہتے ہيں اور عمر اور عبدالرحمن بھى سچ كہتے ہيں اس واسطے كہ آپ كا مال آپ كے والد تھا_ رسول خدا (ص) آپ كا آذوقہ فدك كى آمدنى سے ديا كرتے تھے اور باقى كو تقسيم كرديتے تھے اور راہ خدا ميں صرف كيا كرتے تھے (1)_

بلاذرى كہتے ہيں كہ جناب فاطمہ (ع) جناب ابوبكر كے پا س گئيں اور فرمايا كہ فدك ميرے والد نے ميرے سپرد كيا تھا وہ كيوں نہيں؟ جناب ابوبكر سنے گواہوں كا مضالبہ كيا پس على ابن ابى طالب اور جناب ام ايمن حاضر ہوئے اور گواہى دى جناب ابوبكر نے كہا تمہارے گواہوں كا نصاب ناقص ہے چاہيئے كہ دو مرد گواہى يا ايك مرد اور دو عورتيں گواہى ديں (2)

على ابن ابى طالب (ع) فرماتے ہيں كہ فا طمہ (ع) ابوبكر كے پاس گئيں اور فرمايا كہ ميرے والد نے فدك ميرے سپرد كيا تھا على (ع) اور امّ ايمن نے گواہى بھى دى تم كيوں

----

1) شرح ابن ابى الحديد، ج 16 ص 216_
2) فتوح البلدان، ص 44_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

264

مجھے میرے حق سے محروم کرتے ہو_

جناب ابوبکر نے فرمایا کہ آپ سوائے حق کے اور کچھ نہیں فرماتیں فدك آپ کو دیتا ہوں پس فدك کو جناب فاطمہ (ع) کے لئے تحریر کردیا اور قبالہ آپ کے ہاتھ میں دے دیا جناب فاطمہ (ع) نے وہ خط لیا اور باہر آگئیں راستے میں جناب عمر نے آپ کو دیکھا اور پوچھا کہ کہاں سے آرہی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کے یہاں گئي تھی اور میں نے کہا کہ میرے والد نے فدك مجھے بخشا تھا اور ام ایمن نے گواہی دی تھی لہذا انہوں نے فدك مجھے واپس کردیا ہے اور یہ اس کی تحریر ہے جناب عمر نے وہ تحریر لی اور جناب ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے فدك تحریر کرکے فاطمہ (ع) کو واپس کردیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، عمر نے کہا کہ علی (ع) نے اپنے نفع کے لئے گواہی دی ہے اور امّ ایمن ایك عورت ہے اس کے بعد اس تحریر کو پھاڑ ڈالا (1)_

جناب فاطمہ (ع) نے ابوبکر سے کہا کہ امّ ایمن گواہی دیتی ہے کہ رسول خدا(ص) نے فدك مجھے بخش دیا تھا_ ابوبکر نے کہا اے دختر رسول (ص) ، خدا کی قسم میرے نزدیك رسول خدا(ص) سے زیادہ محبوب کوئي بھی نہیں ہے جب آپ وفات پاگئے تو میرا دل چاہتا تھا کہ آسمان زمین پر گرپڑے، خدا کی قسم عائشےہ فقیر ہو تو بہتر ہے کہ تم محتاج ہو_ کیا آپ خیال کرتی ہیں کہ میں سرخ و سفید کا حق تو ادا کرتا ہوں لیکن آپ کو آپ کے حق سے محروم کرتا ہوں؟ فدك پیغمبر(ص) کا شخصی مال نہ تھا بلکہ مسلمانوں کا عمومی مال تھا آپ کے والد اس کی آمدنی سے فوج تیار کرتے تھے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے، جب آپ(ص) دنیا سے چلے گئے تو اس

----

1) شرح ابن ابی الحدید، ص 16 ص 274_

265

کی تولیت اور سرپرستی میرے ہاتھ میں آئي ہے (1)_

اس قسم کی گفتگو جناب فاطمہ (ع) اور جناب ابوبکر کے درمیان ہوئي لیکن جناب ابوبکر نے جناب فاطمہ (ع) کی بات تسلیم نہیں کی اور جناب زہراء (ع) کو ان کے حق سے محروم کردیا_

اہل علم و دانش اور منصف مزاج لوگوں پر مخفی نہیں کہ جناب ابوبکر کا عمل اور کردار قضاوت اور شہادت کے قوانین کے خلاف تھا اور آپ پر کئي جہات سے اعتراض وارد کئے جاسکتے ہیں_

پہلا اعتراض:

فدك جناب زہراء (ع) کے قبضہ میں تھا تصرف میں تھا اس میں آپ سے گواہوں کا مطالبہ شریعت اسلامی کے قانوں کے خلاف تھا اس قسم کے موضوع میں جس کے قبضے میں مال ہو اس کا قول بغیر کسی گواہ اور بیّنہ کے قبول کرنا ہوتا ہے، اصل مطلب کی ذی الید کا قول بغیر گواہوں کے قبول ہوتا ہے، یہ فقہی کتب میں مسلم اور قابل تردید نہیں ہے باقی رہا کہ جناب فاطمہ (ع) ذی الید اور فدك پر قابض تھیں یہ کئي طریقے سے ثابت کیا جاسکتا ہے_

اول: جیسا کہ پہلے نقل ہوچکا ہے ابوسعید خدري، عطیہ اور کئي دوسرے افراد نے گواہی دی تھی کہ رسول خدا (ص) نے اس آیت کے مطابق "وَ ات ذالقربی حقہ" فدك جناب فاطمہ (ع) کو دے دیا تھا، روایت میں اعطی کا لفظ وارد ہوا ہے بلکہ اس پر نص ہے کہ جناب رسول خدا(ص) نے اپنی زندگی میں فدك حتمی طور پر جناب فاطمہ (ع) کو بخش دیا تھا اور وہ آپ کے قبضہ اور تصرف میں تھا_

----

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 214_

266

دوسرے: حضرت علی (ع) نے تصریح فرمائي ہے کہ فدك جناب فاطمہ (ع) کے تصرف اور قبضے میں تھا جیسا کہ آپ نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے کہ ہاں ہمارے پاس اس میں سے کہ جس پر آسمان سایہ فگن ہے صرف فدك تھا، ایك گروہ نے اس پر بخل کیا اور دوسرا گروہ راضی ہوگیا اور اللہ ہی بہترین قضاوت کرنے والا ہے (1)_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تیسرے: امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا ہے کہ جب جناب ابوبکر نے حکم دیا کہ فدك سے جناب فاطمہ (ع) کے آدمیوں اور کام کرنے والوں کو نکال دیا جائے تو حضرت علی (ع) ان کے پا س گئے اور فرمایا اے ابوبکر، اس جائداد کو کہ جو رسول خدا (ص) نے فاطمہ (ع) کو بخش دی تھی اور ایك مدت تك جناب فاطمہ (ع) کا نمائندہ پر قابض رہا آپ نے کیوں لے لی ہے؟ (2)_
رسول خدا(ص) کا فدك جناب فاطمہ (ع) کو بخش دینا اور جناب فاطمہ (ع) کا اس پر قابض ہونا یہ ایك تسلیم شدہ حقیقت ہے، اسی لئے جب عبداللہ بن ہارون الرشید کو مامون کی طرف سے حکم ملا کہ فدك جناب فاطمہ (ع) کی اولاد کو واپس کردیا جائے تو اس نے ایك خط میں مدینہ کے حاکم کو لکھا کہ رسول خدا (ص) نے فدك جناب فاطمہ (ع) کو دیا تھا اور یہ بات آل رسول (ص) میں واضح اور معروف ہے اور کسی کو اس بارے میں شك نہیں ہے اب امیرالمومنین (مامون) نے مصلحت اسی میں دیکھی ہے کہ فدك فاطمہ (ع) کے وارثوں کو واپس کردیا جائے (3)_
ان شواہد اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ فدك جناب رسول خدا(ص) کے
----

1) نہج البلاغہ باب المختار من الکتاب، کتاب 45_
2) نورالثقلین، ج 4 ص 272_
3) فتوح البلدان، ص 46_

267
زمانے میں حضرت علی (ع) اور جناب فاطمہ (ع) کے قبضے میں تھا اس قسم کے موضوع میں گواہوں کا طلب کرنا اسلامی قضا اور شہادت کے قانوں کے خلاف ہے_

دوسرا اعتراض:
جناب ابوبکر اس نزاع میں جانتے تھے کہ حق جناب فاطمہ (ع) کے ساتھ اور خود_ انہیں جناب زہراء (ع) کی صداقت اور راست گوئي کا نہ صرف____ اعتراف تھا بلکہ تمام مسلمان اس کا اعتراف کرتے تھے کوئي بھی مسلمان آپ کے بارے میں جھوٹ اور افتراء کا احتمال نہ دیتا تھا کیوں کہ آپ اہل کساء میں سے ایك فرد تھیں کہ جن کے حق میں آیت تطہیر نازل ہوئي ہے کہ جس میں خداوند عالم نے آپ کی عصمت اور پاکیزگی کی تصدیق کی ہے_
دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو یہ مطلب کتاب قضا اور شہادت میں ثابت ہے کہ اموال اور دیوں کے معاملے میں اگر قاضی کو واقعہ کا علم ہو تو وہ اپنے علم کے مطابق عمل کرسکتا ہے او روہ گواہ اور بینہ کا محتاج نہ ہوگا، بنابراین جناب ابوبکر جب جانتے تھے کہ حضرت زہراء (ع) ، سچی ہیں اور رسول خدا(ص) نے فدك انہیں عطا کیا ہے تو آپ کو چاہیئے تھا کہ فوراً جناب زہراء (ع) کی بات تسلیم کرلیتے اور آپ سے گواہوں کا مطالبہ نہ کرتے_
جی ہاں مطلب تو یوں ہی ہے کہ جناب ابوبکر جانتے تھے کہ حق حضرت زہراء (ع) کے ساتھ ہے اور رسول خدا(ص) نے فدك میں انہیں دے دیا ہے شاید ابوبکر پیغمبر(ص) کے اس عمل سے ناراض تھے اسی لئے جناب فاطمہ (ع) کے جواب میں کہا کہ یہ مال پیغمبر اسلام کا نہ تھا بلکہ یہ مسلمانوں کا مال تھا کہ جس سے پیغمبر (ص) فوج تیار کرتے تھے اور جب آپ فوت ہوگئے تو اب

268
میں اس مال کا متولی ہوں جیسے کہ پیغمبر(ص) متولی تھے (1)_
ایك اور جگہ جناب ابوبکر نے اپنے آپ کو دوبڑے خطروں میں دیکھا ایك طرف جناب زہراء (ع) مدعی تھیں کہ رسول خدا(ص) نے فدك انہیں بخشا ہے اور اپنے اس مدعا کے لئے دو گواہ علی (ع) اور ام ایمن کو حاضر کیا اور جناب ابوبکر جانتے تھے کہ حق جناب زہراء (ع) کے ساتھ ہے اور انہیں اور ان کے گواہوں کو نہیں جھٹلا سکتے تھے اور دوسری طرف سیاست وقت کے لحاظ سے جناب عمر اور عبدالرحمن کو بھی نہیں جھٹلاسکتے تھے تو آپ نے ایك عمدہ چال سے جناب عمر کے قول کو ترجیح دی اور تمام گواہوں کے اقوال کی تصدیق کردی اور ان کے اقوال میں جمع کی راہ نکالی اور فرمایا کہ اے دختر رسول (ص) آپ سچی ہیں علی (ع) سچے ہیں اور ام ایمن سچی ہیں اور جناب عمر اور عبدالرحمن بھی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سچے ہیں، اس لئے کہ جناب رسول خدا(ص) فدك سے آپ کے آذوقہ کی مقدار نکال کر باقی کو تقسیم کردیتے تھے اور اسے خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور آپ اس مال میں کیا کریں گي؟ جناب فاطمہ (ع) نے فرمایا کہ وہی کروں گی جو میرے والد کرتے تھے، جناب ابوبکر نے کہا کہ میں قسم کھا کر آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں بھی وہی کروں گا جو آپ کے والد کیا کرتے تھے (2)_

ایك طرف تو جناب ابوبکر جناب زہراء (ع) کے اس ادعا "کہ فدك میرا مال ہے" کی تصدیق کرتے ہیں اور حضرت علی (ع) اور ام ایمن کی گواہوں کی بھی تصدیق کرتے ہیں اور دوسری طرف جناب عمر اور عبدالرحمن کے قول کي

------

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 214_
2) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 216_

بھی انہوں نے کہا کہ رسول خدا فدك کو مسلمانوں میں تقسیم کردیتے تھے تصدیق کرتے ہیں اور اس وقت اپنے اجتہاد کے مطابق ان اقوال (توافق) جمع کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کا مال آپ کے والد کا مال تھا کہ جس سے آپ کا آذوقہ لے لیتے تھے اور باقی کو مسلمانوں میں تقسیم کردیتے تھے اور خدا کی راہ میں خرچ کردیتے تھے اس کے بعد جناب ابوبکر جناب فاطمہ (ع) سے پوچھتے ہیں کہ اگر فدك آپ کو دے دیا جائے تو آپ کیا کریں گي، آپ نے فرمایا کہ میں اپنے والد کی طرح خرچ کروں گی تو فوراً جناب ابوبکر نے قسم کھا کر جواب دیا کہ میں بھی وہی کروں گا جو آپ کے والد کیا کرتے تھے اور میں آپ(ص) کی سیرت سے تجاوز نہ کروں گا_

لیکن کوئي نہ تھا کہ جناب ابوبکر سے سوال کرتا کہ جب آپ مانتے ہیں کہ فدك جناب زہراء (ع) کی ملك ہے اور آپ جناب فاطمہ (ع) اور ان کے گواہوں کی تصدیق بھی کر رہے ہیں تو پھر ان کی ملکیت ان کو واپس کیوں نہیں کردیتے؟ جناب عمر اور عبدالرحمن کی گواہوں صرف یہی بتلانی ہے کہ پیغمبر(ص) فدك کو مسلمانوں میں تقسیم کردیتے تھے، اس سے جناب زہراء (ع) کی ملکیت کی نفی تو نہیں ہوتی کیونکہ پیغمبر(ص) جناب زہراء (ع) کی طرف سے ماذون تھے کہ فدك کی زائد آمدنی کو راہ خدا میں خرچ کردیں، لیکن اس قسم کی اجازت جناب فاطمہ (ع) نے ابوبکر کو تو نہیں دے رکھی تھی بلکہ اس کی اجازت ہی نہیں دی تو پھر ابوبکر کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ فرمائیں کہ میں بھی آپ کے والد کی سیرت سے تجاوز نہ کروں گا، مالك تو کہتا ہے کہ میری ملکیت مجھے واپس کردو اور آپ اس سے انکار کر کے وعدہ کرتے ہیں کہ میں بھی آپ کے والد کی طرح عمل کروں گا، سبحان اللہ اور آفرین اس قضاوت اور فیصلے پر_

تیسرا اعتراض:

فرض کیجئے کہ جناب ابوبکر حضرت زہراء (ع) کے گواہوں کے نصاب کو ناقص سمجھتے تھے اور ان کی حقانیت پر یقین بھی نہیں رکھتے تھے تو پھر بھی ان کا وظیفہ تھا کہ حضرت زہراء (ع) سے قسم کھانے کا مطالبہ کرتے اور ایك گواہ اور قسم کے ساتھ قضاوت کرتے کیوں کہ کتاب قضا اور شہادت میں یہ مطلب پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ ام وال اور دیون کے واقعات میں قاضی ایك گواہ کے ساتھ مدعی سے قسم لے کر حکم لگا سکتا ہے، روایت میں موجود ہے کہ رسول

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خدا (ص) ايك گواہ كے ساتھ قسم ملا كر قضاوت اور فيصلہ كرديا كرتے تھے (1)_

چوتھا اعتراض:
اگر ہم ان سابقہ تمام اعتراضات سے صرف نظر كرليں تو اس نزاع ميں جناب فاطمہ (ع) مدعى تھيں كہ رسول خدا صلى اللہ عليہ و آلہ نے فدك انہيں بخش ديا ہے اور جناب ابوبكر منكر تھے اور كتب فقہى ميں يہ مطلب مسلم ہے كہ اگر مدعى كا ثبوت ناقص ہو تو قاضى كے لئے ضرورى ہوجاتا ہے كہ مدعى كو اطلاع دے كہ تمہارے گواہ ناقص ہيں اور تمہيں حق پہنچتا ہے كہ تم منكر سے قسم اٹھانے كا مطالبہ كرو، لہذا جناب ابوبكر پر لازم تھا كہ وہ جناب زہراء (ع) كو تذكر ديتے كہ چونكہ آپ كے گواہ ناقص ہيں اگر آپ چاہيں تو چونكہ ميں منكر ہوں آپ مجھ سے قسم اٹھوا سكتى ہيں، ليكن جناب ابوبكر نے قضاوت كے اس قانون كو بھى نظرانداز كيا اور صرف گواہ كے ناقص ہونے كے ادعا كو نزاع كے خاتمہ كا اعلان كر كے رد كرديا_
----

1) مجمع الزوائد، ج 3 ص 202 _

پانچواں اعتراض:

اگر فرض كرليں كہ جناب زہراء (ع) كى حقانيت اس جھگڑے ميں جناب ابوبكر كے نزديك ثابت نہيں ہوسكى تھى ليكن پھر بھى فدك كى آراضى حكومت اسلامى كے مال ميں تھي، مسلمانوں كے حاكم اور خليفہ كو حق پہنچتا تھا كہ وہ عمومى مصلحت كا خيال كرتے، جب كہ آپ اپنے كو مسلمانوں كا خليفہ تصور كرتے تھے، فدك كو بعنوان اقطاع جناب فاطمہ (ع) دختر پيغمبر(ص) كو دے ديتے اور اس عمل سے ايك بہت بڑا اختلاف جو سالہا سال تك مسلمانوں كے درميان چلنے والا تھا اس كے تلخ نتائج كا سد باب كرديتے_
كيا رسول خدا(ص) نے بنى نضير كى زمينيں جناب ابوبكر اور عبدالرحمن بن عوف اور ابو دجانہ كو نہيں دے دى تھيں (1) _
كيا بنى نضير كى زمين مع درختوں كے زبير بن عوام كو پيغمبر(ص) اسلام نے نہيں دے دى تھيں (2)_
كيا معاويہ نے اسى فدك كا تہائي حصہ كے عنوان سے مروان بن الحكم اور ايك تہائي جناب عمر بن عثمان كو اور ايك تہائي اپنے بيٹے يزيد كو نہيں دے ديا تھا (3)_
كيا يہ بہتر نہ تھا كہ جناب ابوبكر بھى اسى طرح دختر پيغمبر(ص) كو دے ديتے اور اتنے بڑے خطرے اور نزاع كو ختم كرديتے؟
----

1) فتوح البلدان، ص 31_
2) فتوح البلدان، ص 34_
3) شرح ابن ابى الحديد، ج 16 ص 216_

چھٹا اعتراض:

اصلاً جناب ابوبكر كا اس نزاع ميں فيصلہ اور قضاوت كرنا ہى ازروئے قانون قضاء اسلام درست نہ تھا كيونكہ جناب زہراء (ع) اس واقعہ ميں مدعى تھيں اور جناب ابوبكر منكر تھے، اس قسم كے موارد ميں يہ فيصلہ كسى تيسر آدمى سے _ كرانا چاہيئے تھا، جيسے كہ پيغمبر(ص) اور حضرت على (ع) اپنے نزاعات ميں اپنے علاوہ كسى اور قاضى سے فيصلہ كرايا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کرتے تھے یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ جناب ابوبکر خود ہی منکر ہوں او رخود ہی قاضی بن کر اپنے مخالف سے گواہ طلب کریں اور اپنی پسند کا فیصلہ اور قضاوت خود ہی کرلیں_
ان تمام مطالب سے یہ امر مستفاد ہوتا ہے کہ فدك کے معاملے میں حق جناب زہراء (ع) کے ساتھ تھا اور جناب ابوبکر نے عدل اور انصاف کے راستے سے عدول کر کے ان کے حق میں تعدی اور تجاوز سے کام لیا تھا_

رسول خدا (ص) کے مدینہ میں اموال
بنی نضیر یہودیوں کی زمینیں رسول خدا (ص) کا خالص مال تھا، کیونکہ بغیر جنگ کے فتح ہوئي تھیں اس قسم کے مال میں پیغمبر اسلام (ص) کو پورا اختیار تھا کہ جس طرح مصلحت دیکھیں انہیں مصرف میں لائیں، چنانچہ آپ نے بنی نضیر سے منقول اموال جو لئے تھے وہ تو مہاجرین کے درمیان تقسیم کردیئےور کچھ زمین اپنے لئے مخصوص کرلی اور حضرت علی (ع) کو حکم دیا کہ اس پر تصرف کریں اور بعد میں اسی زمین کو وقف کردیا اور موقوفات میں داخل قرار دیا اپنی زندگی میں اس کے متولی خود آپ تھے آپ کی وفات کے بعد اس کی تولیت حضرت علی (ع) اور فاطمہ (ع) اور ان کی اولاد کے سپرد کی (1)
----

1) بحار الانوار، ج 20 ص 173_

یہودیوں کے علماء میں سے مخیرق نامی ایك عالم _ مسلمانوں ہوگئے انہوں نے اپنا مال جناب رسول خدا (ص) کو بخش دیا ان کے اموال میں سے سات باغ تھے کہ جن کے یہ نام تھے_ مشیب، صافیہ، دلال، حسني، برقہ، اعوف، مشربہ ام ابراہیم یہ تمام اس نے جناب رسول خدا (ص) کو ہبہ کردیئےھے آپ(ص) نے بھی انہیں وقف کردیا تھا (1) _
بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے سات زرعی زمینوں کے متعلق "جو جناب فاطمہ (ع) کی تھیں" امام رضا (ع) سے سوال کیا _ آپ نے فرمایا یہ رسول خدا(ص) نے وقف کی تھیں کہ جو بعد میں حضرت زہراء (ع) کو ملی تھیں، پیغمبر اسلام (ص) اپنی ضروریات بھر ان میں سے لیا کرتے تھے جب آپ نے وفات پائي تو جناب عباس نے ان کے بارے میں حضرت فاطمہ (ع) سے نزاع کیا، حضرت علی (ع) اور دوسروں نے گواہی دی کہ یہ وقفی املاك ہیں وہ زرعی زمینیں اس نام کی تھیں دلال، اعوف حسني، صافیہ، مشربہ ام ابراہیم، مشیب، برقہ (2) _
حلبی اور محمد بن مسلم نے امام جعفر صادق (ع) سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول خدا (ص) اور فاطمہ زہراء (ع) کے صدقات اور اوقاف کے متعلق سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا کہ وہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کا مال تھا (3)_
ابومریم کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا(ص) اور حضرت علی (ع) کے صدقات اور اوقاف کے متعلق امام جعفر صادق (ع) سے سوال کیا، تو آپ نے فرمایا کہ وہ
----

1) فتوح البلدان، ص 31_ سیرة ابن ہشام، ج 2 ص 5 16_
2) بحار الانوار، ج 22 ص 296_
3) بحار الانوار، ج 22 ص 266_

ہمارے لئے حلال ہے جناب فاطمہ (ع) کے صدقات بنی ہاشم اور بنی المطلب کا مال تھا (1) _
جناب رسول خدا(ص) نے ان املاك کو جو مدینہ کے اطراف میں تھے وقف کردیا تھا اور ان کی تولیت حضرت فاطمہ (ع) اور حضرت علی (ع) کے سپرد کردی تھي_ یہ املاك بھی ایك مورد تھا کہ جس میں حضرت زہراء (ع) کا جناب ابوبکر سے جھگڑا ہوا تھا_
بظاہر حضرت زہراء (ع) اس جھگڑے میں کامیاب ہوگئیں اور مدینہ کے صدقات اور اوقاف کو آپ نے ان سے لے لیا، اس کی دلیل اور قرینہ یہ ہے کہ آپ نے موت کے وقت ان کی تولیت کی علی (ع) اور اپنی اولاد کے لئے وصیت کی تھي، لیکن

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مجلسي نے نقل کیا ہے کہ جناب ابوبکر نے بالکل کوئي چیز بھی جناب فاطمہ (ع) کو واپس نہیں کی البتہ جب جناب عمر خلافت کے مقام پر پہنچے تو آپ نے مدینہ کے صدقات اور اوقاف حضرت علی (ع) اور عباس کو واپس کردیئےلیکن خیبر اور فدك واپس نہ کئے اور کہا کہ یہ رسول خدا(ص) کے لازمی اور ناگہانی امور کے لئے وقف ہیں_
مدینہ کے اوقاف اور صدقات حضرت علی (ع) کے قبضے میں تھے اس بارے میں جناب عباس نے حضرت علی (ع) سے نزاع کیا لیکن اس میں حضرت علی کامیاب ہوگئے لہذا آپ کے بعد یہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ میں آیا اور ان کے بعد امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ اور آپ کے بعد جناب عبداللہ بن حسن (ع) کے ہاتھ میں تھے یہاں تك کہ بنی عباس خلافت پر پہنچے تو انہوں نے یہ صدقات بنی ہاشم سے واپس لے لئے (2)_
------

1) بحار الانوار، ج 22 ص 297_
2) بحار الانوار، ج 42 ص 300_

خیبر کے خمس کا بقایا

7 ہجری کو اسلام کی سپاہ نے خیبر کو فتح کیا اس کے فتح کرنے میں جنگ اور جہاد کیا گیا اسی وجہ سے یہودیوں کا مال اور اراضی مسلمانوں کے درمیان تقسیم ہوئي_
رسول خدا(ص) نے قانون اسلام کے مطابق غنائم خیبر کو تقسیم کیا، آپ نے منقولہ اموال کو پانچ حصّوں میں تقسیم کیا چار حصّے فوج میں تقسیم کردیئےور ایك حصہ خمس کا ان مصارف کے لئے مخصوص کیا کہ جسے قرآن معین کرتا ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے :
"و اعلموا انما غنمتم من شيئً فان للہ خمسہ
و للرسول و لذی القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل " (1)
یعنی جان لو کہ جو بھی تم غنیمت لو اس کا خمس خدا اور پیغمبر(ص) اور پیغمبر(ص) کے رشتہ دار اور ذوی القربی اور اس کے یتیم اور تنگ دست اور ابن سبیل کے لئے ہے_ اس آیت اور دیگر احادیث کے رو سے غنیمت کا خمس چھ جگہ خرچ کیا جاتا ہے اور صرف اسی جگہ خرچ کرنا ہوگا_
جناب رسول خدا (ص) خمس کو علیحدہ رکھ دیتے تھے اور بنی ہاشم کے ذوالقربی اور یتیموں اور فقیروں اور ابن سبیل کی ضروریات زندگی پورا کیا کرتے تھے اور باقی کو اپنے ذاتی مصارف او رخدائي کاموں پر خرچ کیا کرتے
----

1) سورہ انفال آیت 41_

تھے آپ نے خیبر کے خمس کو بھی انہیں مصارف کے لئے علیحدہ رکھ چھوڑا تھا اس کی کچھ مقدار کو آپ نے اپنی بیویوں میں تقسیم کردیا تھا مثلاً جناب عائشےہ کو خرما اور گندم اور جو کے دو وسق وزن عنایت فرمائے_ کچ مقدار اپنے رشتہ داروں اور ذوی القربی میں تقسیم کیا مثلاً دو وسق سو وزن جناب فاطمہ (ع) کو اور ایك سو وسق حضرت علی (ع) کو عطا فرمائے (1)_
اور خیبر کی زمین کو دو حصوں میں تقسیم کی ایك حصہ زمین کا ان مصارف کے لئے جو حکومت کو در پیش ہوا کرتے ہیں مخصوص کردیا اور دوسرا حصہ مسلمانوں اور افواج اسلام کی ضروریات زندگی کے لئے مخصوص کردیا اور پھر ان تمام زمینوں کو یہودیوں کو اس شرط پر واپس کردیا کہ وہ اس میں کاشت کریں اور اس کی آمدنی کا ایك معین حصّہ پیغمبر(ص) کو دیا کریں_ آپ اس حصہ کو وہیں خرچ کرتے تھے کہ جسے خداوند عالم نے معین کیا (2)_
جب رسول خدا (ص) کی وفات ہوگئي تو جناب ابوبکر نے خیبر کے تمام موجود غنائم پر قبضہ کرلیا، یہاں تك کہ وہ خمس

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جو خدا اور اس کے رسول (ص) اور بنی ہاشم کے ذوی القربی اور یتیموں، مسکینوں اور ابن سبیل کا حصہ تھا اس پر بھی قبضہ کرلیا_ اور بنی ہاشم کو خمس سے محروم کردیا_
حسن بن محمد بن علی (ع) ابن ابیطالب کہتے ہیں کہ جناب ابوبکر نے ذوی القربی کا سہم جناب فاطمہ (ع) اور دوسرے بنی ہاشم کو نہیں دیا اور اس کو کار خیر میں جیسے اسلحہ اور زرہ و غیرہ کی خریداری پر خرچ کرتے تھے (3)_

----

1) سیرہ ابن ہشام، ج 3 ص 365، ص 371_
2) فتوح البلدان، ص 26 تا 42_
3) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 231_

عروہ کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ (ع) حضرت ابوبکر کے پاس گئیں اور فدك اور سہم ذی القربی کا ان سے مطالبہ کیا_ جناب ابوبکر نے انہیں کوئي چیز نہ دی اور اسے اللہ کے اموال میں داخل کردیا (1)_
الحاصل یہ موضوع بھی ان موارد میں سے ایك ہے کہ جس میں جناب فاطمہ (ع) کا جناب ابوبکر سے جھگڑا و مورد نزاع قرار پایا کہ آپ کبھی اسے خیبر کے عنوان سے اور کبھی اسے سہم ذی القربی کے عنوان سے جناب ابوبکر سے مطالبہ کیا کرتی تھیں_
اس مورد میں بھی حق جناب فاطمہ زہراء (ع) کے ساتھ ہے کیونکہ قرآن شریف کے مطابق خمس ان خاص موارد میں صرف ہوتا ہے کہ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور ضروری ہے کہ بنی ہاشم کے ذوی القربی اور یتیموں اور فقیروں اور ابن سبیل کو دیا جائے_ یہ کوئي وراثت نہیں کہ اس کا یوں جواب دیا جائے کہ پیغمبر(ص) ارث نہیں چھوڑتے، جناب فاطمہ (ع) ابوبکر سے فرماتی تھیں کہ خداوند عالم نے قرآن میں ایك سہم خمس کا ذوی القربی کے لئے مخصوص کیا ہے اور چاہیئے کہ یہ اسی مورد میں صرف ہو آپ تو ذوی القربی میں داخل نہیں ہیں اور نہ ہی اس کے مصداق ہیں آپ نے یہ ہمارا حق کیوں لے رکھا ہے_
انس بن مالك کہتے ہیں کہ فاطمہ (ع) جناب ابوبکر کے پاس گئیں اور فرمایا کہ تم خود جانتے ہو کہ تم نے اہلبیت کے ساتھ زیادتی کی ہے اور ہمیں رسول خدا (ص) کے صدقات اور غنائم کے سہم ذوی القربی سے کہ جسے قرآن نے معین کیا ہے محروم کردیا ہے خداوند عالم فرماتا ہے "و اعلموا انما غنمتم من شيء الخ" جناب ابوبکر نے

----

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 131_

جواب دیا کہ میرے ماں باپ آپ پر اور آپ کے والد پر قربان جائیں اس رسول (ص) کی دختر میں اللہ کتاب اور رسول (ص) کے حق اور ان کے قرابت داروں کے حق کا پیرو ہوں، جس کتاب کو آپ پڑھتی ہیں میں بھی پڑھتا ہوں لیکن میری نگاہ میں یہ نہیں آیا کہ خمس کا ایك پورا حصہ تمہیں دے دوں_
جناب فاطمہ (ع) نے فرمایا کہ آیا خمس کا یہ حصہ تیرے اور تیرے رشتہ داروں کے لئے ہے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ اس کی کچھ مقدار تمہیں دونگا اور باقی کو مسلمانوں کے مصالح پر خرچ کروں گا جناب فاطمہ (ع) نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا حکم تو اس طرح نہیں ہے_ جناب ابوبکر نے کہا کہ اللہ تعالی کا حکم یوں ہی ہے (1)_

رسول خدا کی وراثت
جناب فاطمہ (ع) کا جناب ابوبکر سے ایك نزاع اور اختلاف رسول خدا (ص) کی وراثت کے بارے میں تھا_ تاریخ اور احادیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) رسول خدا(ص) کی وفات کے بعد جناب ابوبکر کے پاس گئیں اور اپنے والد کی وراثت کا ان سے مطالبہ کیا، جناب ابوبکر نے جناب فاطمہ (ع) کو وراثت کے عنوان سے کچھ بھی نہ دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ پیغمبر (ص) میراث نہیں چھوڑتے اور جو کچھ وہ مال چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور اس مطلب

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کے لئے انہوں نے ایك حدیث بھی بیان کی کہ جس کے راوی وہ خود ہیں اور کہا کہ میں نے آپ کے والد سے سنا ہے کہ ہم پیغمبر (ص) سونا، چاندي، زمین اور ملك اور گھر بار میراث میں نہیں چھوڑتے بلکہ ہماری وراثت ایمان اور حکمت
------

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 230_

اور علم و دانش اور شریعت ہے_ میں اس موضوع میں پیغمبر(ص) کے دستور اور ان کی مصلحت کے مطابق کام کروں گا (1)_

جناب فاطمہ (ع) نے حضرت ابوبکر کی اس بات کو تسلیم نہ کیا اور اس کی تردید قرآن مجید کی کئي آیات سے تمسك کر کے کی ہمیں اس موضوع میں ذرا زیادہ بحث کرنی چاہئے تا کہ وراثت کا مسئلہ زیادہ واضح اور روشن ہوجائے_

قرآن میں وراثت

قرآن کریم میں وراثت کا مطلق قانون وارد ہوا ہے_ خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اللہ تمہیں اولاد کے بارے میں سفارش کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ لڑکی کے دو برابر ہے (2)_

یہ آیت اور قرآن کی دوسری آیات جو میراث کے بارے میں نازل ہوئي ہیں ان میں کلیت اور عمومیت ہے اور وہ تمام لوگوں کو شامل ہیں اور پیغمبروں کو بھی یہی آیات شامل ہیں_ پیغمبر (ص) بھی ان نصوص کلیہ کی بناء پر میراث چھوڑنے والے سے میراث حاصل کریں گے اور ان کے اپنے اموال بھی ان کے وارثوں کو ملیں گے انہیں نصوص کلیہ کی بناء پر ہمارے رسول (ص) کے اموال اور ترکے کو ان کے وارثوں کی طرف منتقل ہونا چاہیئے، البتہ اس قانون توارث کے عموم اور کلیت میں کسی قسم کا شك نہیں کرنا چاہیئے لیکن یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا کوئي قطعی دلیل ہے جو پیغمبروں کو اس کلی اور عمومی قانون وراثت سے خارج اور مستثنی قرار دے رہا ہے ؟
----

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 214_
2) سورہ نساء آیت 11_

جناب ابوبکر کی حدیث

حضرت زہراء (ع) کے مقابلے میں جناب ابوبکر دعوی کرتے تھے کہ تمام پیغمبر (ص) وراثت کے کلی قوانین سے مستثنی اور خارج ہیں اور وہ میراث نہیں چھوڑتے اپنے اس ادعا کے لئے جناب ابوبکر نے ایك حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جس کے راوی خود آپ ہیں اور یہ روایت کتابوں میں مختلف عبارات سے نقل ہوئي ہے:

"قال ابوبکر لفاطمہ فانی سمعت رسول اللہ یقول انا معاشر الانبیاء لانورث ذہبا و لا فضّۃ و لا ارضا و لا دار او لکنا نورث الایمان و الحکمۃ و العلم و السنۃ فقد عملت بما امرنی و نصحت لہ " (1)

یعنی ابوبکر نے جناب فاطمہ (ع) سے کہا کہ میں نے رسول خدا (ص) سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر (ص) سونا، چاندي، زمین، مکان ارث میں نہیں چھوڑتے ہمارا ارث ایمان، حکمت، دانش، شریعت ہوا کرتا ہے میں رسول خدا (ص) کے دستور پر عمل کرتا ہوں اور ان کی مصلحت کے مطابق عمل کرتا ہوں_

دوسری جگہ روایت اس طرح ہے کہ جناب عائشےہ فرماتی ہیں کہ جناب فاطمہ (ع) نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ آپ ان سے رسول خدا (ص) کی میراث طلب کرتی تھیں اور آپ وہ چیزیں طلب کرتی تھیں جو رسول اللہ نے مدینہ میں چھوڑی تھیں_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 214_

281

اور فدك اور جو خيبر كا خمس بچا ہوا تھا، جناب ابوبكر نے كہا رسول الله (ص) نے فرمايا ہے كہ ہم ميراث نہيں چھوڑتے جو چھوڑجاتے ہيں وہ صدقہ (يعنى وقف) ہوتا ہے، آل محمد(ص) تو اس سے صرف كھاسكتے ہيں (1)_

ايك اور حديث ميں ہے كہ جب جناب فاطمہ (ع) نے جناب ابوبكر سے گفتگو كى تو جناب ابوبكر روديئےور كہا كہ اے دختر رسول الله (ص) آپ كے والد نے نہ دينا اور نہ درہم چھوڑا ہے اور انہوں نے فرمايا ہے كہ انبياء ميراث نہيں چھوڑتے (2)_

ايك اور حديث يوں ہے كہ جناب ام ہانى كہتى ہيں كہ جناب فاطمہ نے جناب ابوبكر سے كہا كہ جب تو مرے گا تو تيرا وارث كون ہوگا اس نے جواب ديا كہ ميرى اولاد اور اہل، آپ نے فرمايا پھر تجھے كيا ہوگيا ہے كہ تو رسول الله كا وارث بن بيٹھا ہے اور ہم نہيں؟ اس نے كہا اے دختر رسول (ص) آپ كے والد نے گھر، مال اور سونا اور چاندى وراثت ميں نہيں چھوڑي، جب جناب فاطمہ (ع) نے كہا كہ ہمارا وہ حصہ جو الله نے ہمارے لئے قرار ديا ہے اور ہمارا فئي تمہارے ہاتھ ميں ہے؟ جناب ابوبكر نے كہا كہ ميں نے رسول الله (ص) سے سنا ہے كہ يہ ايك طعمہ ہے كہ جس سے الله نے ہم اہلبيت كو كھانے كے لئے ديا ہے، جب ميں مرجاؤں تو يہ مسلمانوں كے لئے ہوجائے گا (3)_

ايك اور روايت يوں ہے كہ جناب فاطمہ (ع) حضرت ابوبكر كے پاس گئيں اور

----

1) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 117_
2)شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 116_
3) شرح ابن ابی الحدید، ج 16 ص 118_

282

فرمايا كہ ميرى ميراث رسول الله (ص) سے جو بنتى ہے وہ مجھے دو_ جناب ابوبكر نے كہا كہ انبياء ارث نہيں چھوڑتے جو چھوڑ جاتے ہيں وہ صدقہ (يعنى وقف) ہوتا ہے (1)_

جناب ابوبكر نے اس قسم كى حديث سے استدلال كر كے جناب فاطمہ (ع) كو والد كى ميراث سے محروم كرديا ليكن يہ حديث كئي لحاظ سے حجت نہيں كہ جس سے استدلال كيا جاسكے_

قرآن كى مخالفت

يہ حديث قرآن كے مخالف ہے كيونكہ قرآن ميں تصريح كے ساتھ بيان ہوا ہے كہ پيغمبر(ص) بھى دوسرے مردوں كى طرح ميراث چھوڑتے ہيں اور جيسا كہ آئمہ طاہرين نے فرمايا ہے كہ جو حديث قرآن كى مخالف ہو وہ معتبر نہيں ہوا كرتى اسے ديوار پر دے مارو، ان آيات ميں سے كہ جو انبياء كے ارث چھوڑنے كو بتلاتى ہيں ايك يہ ہے:

"ذكر رحمة ربك عبده ذكر يا اذ نادى ربہ خفيا خفيا" تا "فہب لى من لدنك ولياً يرثنى و يرث من آل يعقوب و اجعلہ رب رضياً" (2)_

لكھا ہے كہ جناب زكريا كے چچازاد بھائي بہت برے لوگ تھے اگر جناب زكريا كے فرزند پيدا نہ ہوتا تو آپ كا تمام مال چچازاد بھائيوں كو ملنا آپ كو ڈر

----

1) كشف الغمہ، ج 2 ص 103_
2) سورہ مريم آيت 4_

283

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تھا کہ میری میراث چچازاد بھائیوں کو مل گئي تو اس مال کو برائیوں اور گناہ پر خرچ کریں گے اسی لئے اللہ تعالی سے دعا مانگی تھی کہ خدایا مجھے اپنے وارث چچازاد بھائیوں سے خوف ہے اور میری بیوی بانجھ ہے، خداوندا مجھے ایك فرزند عطا فرما جو میرا وارث بنے، خداوند عالم نے آنجناب کی دعا قبول فرمائي اور خدا نے جناب یحیی کو انہیں عطا کیا_ اس آیت سے اچھی واضح ہو جاتا ہے کہ پیغمبر(ص) بھی دوسرے لوگوں کی طرف میراث چھوڑتے ہیں ورنہ حضرت زکریا کی دعا اور خواہش بے معنی ہوتي_

یہاں یہ کہا گیا ہے کہ شاید جناب زکریا کی وراثت علم و دانش ہو نہ مال و ثروت، اور انہوں نے اللہ تعالی سے خواہش کی ہو کہ انہیں فرزند عنایت فرمائے کہ جو ان کے علوم کا وارث ہو اور دین کی ترویج کی کوشش کرے، لیکن تھوڑاسا غور کرنے سے معلوم ہوجائے گا کہ یہ احتمال درست نہیں ہے اس لئے کہ وراثت کا لفظ مال کی وراثت میں ظہور رکھتا ہے نہ علم کی وراثت میں اور جب تك اس کے خلاف کوئي قرینہ موجود نہ ہو اسے وراثت مال پر ہی محمول کیا جائے گا_

دوسرے اگر تو وراثت سے مراد مال کی وراثت ہو تو جناب زکریا کا خوف یا محل ہے اور اگر مراد وراثت سے علمی وراثت ہو تو پھر اس آیت کے معنی کسی طرح درست نہیں قرار پاتے کیوں کہ اگر مراد علمی وراثت سے علمی کتابیں ہیں تو یہ در حقیقت مالی وراثت ہوجائے گی اس لئے کہ کتابوں کا شمار اموال میں ہوتا ہے نہ علم میں اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت زکریا کو اس کا خوف تھا کہ علوم اور معارف اور قوانین شریعت ان کے چچازاد بھائیوں کے ہاتھ میں چلے گئے تو وہ اس سے غلط فائدہ اٹھائیں گے تو بھی جناب زکریا کا یہ خوف درست نہ تھا کیوں کہ جناب زکریا کا وظیفہ یہ تھا کہ

284

قوانین اور احکام شریعت کو عام لوگوں کے سپرد کریں اور ان کے چچازاد بھائي بھی عموم ملّت میں شامل ہوں گے اور پھر اگر جناب زکریا کے فرزند بھی ہوجاتا تب بھی آپ کے چچازاد بھائي قوانین کے عالم ہونے کی وجہ سے غلط فائدہ ا ٹھا سکتے تھے اور اگر جناب زکریا کو اس کا خوف تھا کہ وہ مخصوص علوم جو انبیاء کے ہوتے ہیں وہ ان کے چچازاد بھائیوں کے ہاتھوں میں نہ چلے جائیں اور وہ اس سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں تو بھی آنجناب کا یہ خوف بلا وجہ تھا کیون کہ وہ مخصوص علوم آپ ہی کے اختیار میں تھے اور بات آپ کی قدرت میں تھی کہ ان علوم کی اپنے چچازاد بھائیوں کو اطلاع ہی نہ کریں تا کہ وہ اسرار آپ ہی کے پاس محفوظ رہیں اور آپ جانتے تھے کہ خداوند عالم نبوت کے علوم کا مالك بدکار لوگوں کو نہیں بتاتا_ بہرحال وراثت سے علمی وراثت مراد ہو تو جناب زکریا کا خوف اور ڈر معقول نہ ہوتا اور بلاوجہ ہوتا_

ممکن ہے یہاں کوئي یہ کہے کہ جناب زکریا کو خوف اور ڈر اس وجہ سے تھا کہ آپ کے چچازاد بھائي برے آدمی اور خدا کے دین اور دیانت کے دشمن تھے آپ کے بعد اس کے دین کو بدلنے کے درپے ہوتے اور آپ کی زحمات کو ختم کر کے رکھ دیتے لہذا جناب زکریا نے خدا سے دعا کی کہ مجھے ایك ایسا فرزند عنایت فرما کہ جو مقام نبوت تك پہنچے اور خدا کے دین کے لئے کوشش کرے اور اسے باقی رکھے پس اس آیت میں وراثت سے مراد علم اورحکمت کی وراثت ہوگی نہ مال اور ثروت کي_

لیکن یہ کہنا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ جناب زکریا جانتے تھے کہ خدا کبھی بھی زمین کو پیغمبر یا امام کے وجود سے خالی نہیں رکھتا، لہذا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ جناب زکریا کو اس جہت سے خوف اور ڈر تھا کہ شاید خداوند عالم

285

دین اور شریعت کو بغیر کسی حامی کے چھوڑ دے اور اگر جناب زکریا ایسا فرزند چاہتے تھے کہ جو پیغمبر اور دین کا حامی ہو تو آپ کو اس طرح نہ کہنا چاہیئے کہ خدایا مجھے ایسا فرزند عنایت فرما جو میری وراثت کے مالك ہو اور اسے صالح قرار دے_ بلکہ ان کو اس صورت میں اس طرح دعا کرنی چاہیئے تھی کہ خدایا مجھے خوف ہے کہ میرے بعد دین کی اساس کو ختم کردیا جائے گا میں تجھ سے تمنا کرتا ہوں کہ میرے بعد دین کی حمایت کے لئے ایك پیغمبر بھیجنا اور میں دوست رکھتا ہوں کہ وہ پیغمبر میری اولاد سے ہو اور مجھے ایك فرزند عنایت فرما جو پیغمبر ہو اور پھر اگر میراث سے مراد علم کی میراث ہو تو پھر دعا میں اس جملے کی کیا ضرورت تھی خدا اسے محبوب اور پسندیدہ قرار دے کیونکہ جناب زکریا جانتے تھے کہ خداوند عالم غیر صالح اور غیر اہل افراد کو پیغمبری کے لئے منتخب نہیں کرے گا تو پھر اس جملے

"خدایا میرے فرزند کو پسندیدہ اور صالح قرار دے" کی ضرورت ہی نہ تھي_ اس پوری گفتگو سے یہ مطلب واضح ہوگیا ہ کہ جناب یحیی کی میراث جناب زکریا سے مال کی میراث تھی نہ کہ علم کی اور یہی آیت اس مطلب پر کہ پیغمبر(ص) بھی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

دوسرے لوگوں كى طرح ميراث ليتے ہيں اور ميراث چھوڑتے ہيں بہت اچھى طرح دلالت كر رہى ہے لہذا جو حديث ابوبكر نے اپنے استدلال كے لئے بيان كى وہ قرآن كے مخالف ہوگى اور حديث شناسى كے علم ميں يہ واضح ہوچكا ہے كہ جو حديث قرآن مجيد كے مخالف ہو وہ قابل قبول نہيں ہوا كرتى اور اسے ديوار پر دے مارنا چاہيئے اسى لئے تو جناب زہراء (ع) نے "جو قوانين اور احكام شريعت اور حديث شناسى اور تفسير قرآن كو اپنے والد اور شوہر سے حاصل كرچكى تھيں" اس حديث كے رد كرنے كے لئے اسى سابقہ آيت كو اس كے مقابلے ميں پڑھا اور بتلايا كہ يہ حديث اس آيت كى مخالف ہے كہ جس پر اعتماد نہيں كيا جاسكتا_

ايك اور آيت كہ جس سے استدلال كيا گيا ہے كہ پيغمبر(ص) بھى ميراث ليتے ور ميراث چھوڑتے ہيں يہ آيت ہے "و ورث سليمان داؤد" (1)_
اس آيت ميں خداوند عالم___ سليمان كے بارے ميں فرماتے ہے كہ آپ جناب داؤد كے وارث ہوئے اور كلمہ وارث كا ظہور مال كى وراثت ميں ہے جب تك اس كے خلاف كوئي قطعى دليل موجود نہ ہو تب تك اس سے مراد مال كى وراثت ہى ہوگي_ اسى لئے تو حضرت زہراء (ع) نے ابوبكر كے مقابلے ميں اس آيت سے استدلال كيا جب كہ حضرت زہراء (ع) قرآن كے نازل ہونے والے گھر ميں تربيت پاچكى تھي_

ايك اشكال
اگر جناب ابوبكر كى نقل شدہ حديث صحيح ہوتى تو ضرورى تھا كہ رسول خدا(ص) كے تمام اموال كو لے ليا جاتا لہذا وارثوں كو آپ كے لباس، زرہ، تلوار، سوارى كے حيوانات، دودھ دينے والے حيوانات، گھر كے اساس سے بھى محروم كرديا جاتا اور انہيں بھى بيت المال كا جزو قرار دے ديا جاتا حالانكہ تاريخ شاہد ہے كہ جناب رسول خدا (ص) كے اس قسم كے اموال ان كے وارثوں كے پاس ہى رہے اور كوئي تاريخ بھى گواہى نہيں ديتى اور كسى مورخ نے نہيں لكھا كہ جناب ابوبكر نے رسول خدا (ص) كا لباس، تلوار، زرہ، فرش، برتن و غيرہ اموال عمومى ميں شامل كر كے ضبط كر لئے ہوں بلكہ پہلے معلوم ہوچكا ہے كہ آپ كے مكان كے كمرے آپ كى بيويوں كے پاس ہى رہے اور اس كے علاوہ جو باقى مذكورہ

----

1) سورہ نحل آيت 16_

مال تھا آپ كے ورثاء ميں تقسيم كرديا گيا_ يہ بات بھى ايك دليل ہے كہ جناب ابوبكر كى حديث ضعيف تھى اور معلوم ہوتا ہے كہ خود جناب ابوبكر كو بھى اپنى بيان كردہ حديث كے متعلق اعتبار نہ تھا كيونكہ اگر وہ حديث ان كے نزديك درست ہوتى تو پھر رسول خدا (ص) كے اموال ميں فرق نہ كرتے_
جب كہ جناب ابوبكر مدعى تھے كہ رسول خدا (ص) نے فرمايا ہے كہ ميں ميراث نہيں چھوڑتا ميرا مال صدقہ ہوتا ہے اسى لئے تو پيغمبر(ص) كى بيٹى اور اسلام كى مثالى خاتون كو رنجيدہ خاطر بھى كرديا تو پھر كيوں پيغمبر (ص) كے حجروں كو آپ كى ازواج سے واپس نہ ليا؟ اور پھر كيوں دوسرے مذكورہ اموال كا مطالبہ نہ كيا ؟

ايك اور اشكال
اگر يہ بات درست ہوتى كہ پيغمبر ميراث نہيں چھوڑتے تو ضرورى تھا كہ پيغمبر(ص) اس مسئلے كو حضرت زہراء (ع) اور حضرت على (ع) سے ضرور بيان فرماتے اور فرماتے كہ ميرا مال اور جو كچھ چھوڑ جاؤں يہ عمومى صدقہ ہوگا اور وراثت كے عنوان سے تمہيں نہيں مل سكتا خبردار ميرے بعد ميراث كا مطالبہ نہ كرنا اور اختلاف اور نزاع كا سبب نہ بننا_ كيا رسول خدا(ص) كو علم نہ تھا كہ وراثت كے كلى قانون اور عمومى قاعدے كے ماتحت ميرے وارث ميرے مال كو تقسيم كرنا چاہيں گے اور ان كے درميان اور خليفہ وقت كے درميان نزاع اور جھگڑا رونما ہوجائے گا؟ يا رسول اللہ (ص) كو اس بات كا علم نہ تھا ليكن آپ نے احكام كى تبليغ ميں كوتاہى كى ہوگي؟ ہم تو اس قسم كى بات پيغمبر(ص) كے حق ميں باور نہيں كرسكتے_

بعض نے کہا ہے کہ رسول خدا(ص) پر اپنے ورثاء کو یہ مطلب بیان کرنا ضروري

288

نہ تھا بلکہ صرف اتنا کافی تھا کہ اس مسئلے کو اپنے خلیفہ جناب ابوبکر جو مسلمانوں کے امام تھے بتلادیں اور خلیفہ پر ضروری ہے کہ وہ احکام الہی کو نافذ کرے چنانچہ پیغمبر(ص) نے جناب ابوبکر کو یہ مسئلہ بتلادیا تھا لیکن یہ فرمائشے بھی درست معلوم نہیں ہوتی ___ اوّل تو یہ کہ جناب ابوبکر پیغمبر(ص) کے زمانے میں آپ کے خلیفہ معین نہیں ہوئے تھے کہ کہا جاسکے کہ پیغمبر(ص) نے انہیں اس کا حکم اور دستور دے دیا تھا دوسرے میراث کے مسئلہ کا تعلق پہلے اور بالذات آپ کے ورثاء سے تھا انہیں وراثت میں اپنا وظیفہ معلوم ہونا چاہیئے تھا تا کہ حق کے خلاف میراث کا مطالبہ نہ کریں اور امت میں اختلاف اور جدائي کے اسباب فراہم نہ کریں_

آیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت علی (ع) جو مدینہ علم کا دروازہ اور جناب فاطمہ (ع) جو نبوت اور ولایت کے گھر کی تربیت یافتہ تھیں ايك اس قسم کے مہم مسئلے سے کہ جس کا تعلق ان کی ذات سے تھا بے خبر تھیں، لیکن جناب ابوبکر کہ جو بعض اوقات عام اور عادی مسائل کو بھی نہ جانتے تھے اس وراثت کے مسئلے کا حکم جانتے ہوں؟ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ جناب فاطمہ (ع) اس مسئلے کا حکم تو جانتی تھیں لیکن اپنی عصمت اور طہارت کے باوجود اپنے والد کے دستور اور حکم کے خلاف جناب ابوبکر سے میراث کا مطالبہ کر رہی تھیں؟ کیا حضرت علی (ع) کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ مسئلہ تو جانتے تھے لیکن اس مقام زہد اور تقوی اور عصمت و طہارت کے باوجود اور اس کے باوجود کہ آپ ہمیشہ قوانین اسلام کے اجراء میں بہت زیادہ علاقمندی ظاہر کرتے تھے پھر بھی اپنی بیوی کو پیغمبر(ص) کے بیان کردہ مسئلہ کے خلاف اجازت دے رہے ہیں کہ وہ جائیں اور وراثت کا جناب ابوبکر سے مطالبہ کریں اور پھر مسجد میں وہ مفصل عوام الناس کے سامنے خطاب کریں؟ ہم گمان نہیں کرتے کہ کوئي بھی با انصاف انسان اس قسم کے مطالب کا یقین کرے گا_

289

ايك اور اشکال

جناب ابوبکر نے مرتے وقت وصیت کی کہ اسے پیغمبر(ص) کے حجرے میں دفن کیا جائے اور اس بارے میں اپنی بیٹی جناب عائشےہ سے اجازت لي؟ اگر وہ حدیث جو پیغمبر(ص) کی وراثت کی نفی کرتی ہو درست ہو تو پیغمبر(ص) کا یہ حجرہ مسلمانوں کا عمومی مال ہوگا تو پھر جناب ابوبکر کو تمام مسلمانوں سے دفن کی اجازت لینا چاہیئے تھي؟

تنبیہہ

جو اموال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے تصرف اور قبضے میں تھے وہ دو قسم کے تھے_

پہلی قسم :

یہ وہ مال تھا کہ جس کا تعلق ملت اسلامی سے ہوتا ہے اور بیت المال کا عمومی مال شمار ہوتا ہے جس کو یوں تعبیر کیا جاتا ہے کہ یہ حکومت کا مال ہے رسول خدا(ص) چونکہ مسلمانوں کے حاکم تھے آپ اس قسم کے مال میں تصرف کیا کرتے تھے اور اسے تمام مسلمانوں کے مصالح اور مفاد کے لئے خرچ کیا کرتے تھے ایسا مال نبوت اور امامت اور حکومت اسلامی کا مال ہوتا ہے ایسے مال ہیں قانون وراثت جاری نہیں ہوتا بلکہ اس منصب دار کی موت کے بعد اس کے جانشین شرعی کی طرف بطور منصب منتقل ہوجاتا ہے_

حضرت زہراء (ع) نے اس قسم کے اموال میں وراثت کا مطالبہ نہیں کیا تھا اور اگر کبھی آپ نے اس قسم کے مال میں بطور اشارہ بھی مطالبہ کیا ہو تو وہ اس لئے تھا

290

کہ آپ جناب ابوبکر کی حکوت کو قانونی اور رسمی حکومت تسلیم نہیں کرتی تھیں بلکہ اپنے شوہر حضرت علی (ع) کو قانونی اور شرعی خلیفہ جانتی تھیں تو گویا آپ اس قسم کے مال کا مطالبہ کر کے اپنے شوہر کی خلافت کا دفاع کرتی تھیں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور جناب ابوبكر كی حديث كو اگر بالفرض تسليم بھی كرليں تو وه بھی اس قسم كے مال كی وراثت كی نفی كر رہی ہے نہ پيغمبر(ص) كے ہر قسم كے مال كو شامل ہے_

دوسری قسم:
وه مال تھا جو آپ كا شخصی اور ذاتی مال تھا كيونكہ پيغمبر اسلام(ص) بھی تو انسانوں كے افراد ميں سے ايك فرد تھے كہ جنہيں مالكيت كا حق تھا آپ بھی كسب اور تجارت اور دوسرے جائز ذرائع سے مال كمانے تھے ايسا مال آپ كی شخصی ملكيت ہوجاتا تھا، ايسے مال پر ملكيت كے تمام قوانين اور احكام يہاں تك كہ وراثت كے قوانين بھی مرتب ہوتے ہيں اور ہونے چاہئيں آپ بلاشك اور ترديد اس قسم كے اموال ركھتے تھے اور آپ كو بھی غنيمت ميں سے حصہ ملتا تھا اس قسم كے مال ميں رسول خدا(ص) اور دوسرے مسلمان برابر اور مساوی ہيں اس پر اسلام كے تمام احكام يہاں تك كہ وراثت كے احكام بھی دوسرے مسلمانوں كی طرح مرتب ہوتے ہيں_ جناب زہراء (ع) نے ايسے اموال كی وراثت كا جناب ابوبكر سے مطالبہ كيا تھا_
ابن ابی الحديد لكھتے ہيں كہ جناب فاطمہ سلام اللہ عليہا نے كسی كو جناب ابوبكر كے پاس بھيجا اور پيغام ديا كہ تم رسول خدا صلی اللہ عليہ و آلہ و سلم كے وارث ہو يا ان كے اہلبيت؟ جناب ابوبكر نے جواب ديا كہ ان كے اہلبيت_ جناب فاطمہ سلام اللہ عليہا نے فرمايا پس رسول خدا(ص)

291

كا حصہ كہاں گيا (1)_
اس قسم كے مال ميں جناب رسول خدا(ص) كو جناب ابوبكر كے ساتھ كوئي فرق نہ تھا، جناب ابوبكر باوجوديكہ اپنے آپ كو رسول خدا(ص) كا خليفہ جانتے تھے وہ بھی اپنے شخصی اموال ميں تصرف كيا كرتے تھے اور اسے اپنے بعد اپنے وارثونكی ملك جانتے تھے پس ابوبكر پر ضروری تھا كہ رسول خدا (ص) كے شخصی مال كو بھی آپ كے وارثوں كی ملك جانتے؟ اسی لئے تو جناب فاطمہ (ع) نے فرمايا تھا كہ تيری بيٹياں تو تم سے وراثت ليں ليكن رسول خدا(ص) كی بيٹی اپنے باپ سے وراثت نہ لے؟ جناب ابوبكر نے بھی جواب ديا كہ ہاں ايسا ہی ہے يعنی ان كی بيٹی اپنے باپ سے وراثت نہ لے (2)_

ختم شد

الحمدللہ علی اتمامہ و صلی اللہ علی محمد و آلہ

----

1) شرح ابن ابی الحديد، ج 16 ص 219_
2) شرح ابن ابی الحديد، ج 16 ص 219_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com